حصہ دوم

تعداد (۴۰۰)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

آریوں کو ست (سچ) کے گرہن (قبول) کرنے اور است (کذب) کے تیاگنے (ترک) کرنے میں سروداادیت (مستعد) رہنا چاہیے

الہامی کلمہ

میں مسلمان ہو گیا

وَ اختیار الاسلام

مُصنّفہ

جناب ماسٹر شیخ عبدالرحمن صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

در مطبع انوار الاسلام دار الامان قادیان مطبوع گردید

قیمت

فہرست مضامین حصہ اول

اخبار الاسلام

حصہ دوم

سلسلہ کے لیے دیکھو حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

آریہ سماج پر ایک حجت تام کا مختصر ذکر

اور سماجیوں کی بے ایمانی کا عملی ثبوت

واضح ولائح ہو کہ جب ہم اس بیان سے فارغ ہو چکے ہیں کہ آریہ سماج اور دیگر فرق مخالفہ اس امر سے بکلی بے نصیب اور عاجز ہیں کہ وہ اپنے مذہب کے پیرو کار ہو کر پرمیشر کی مہربانی اور رضامندی کا سارٹیفکٹ یا ایسا مابہ الامتیاز پاس پیش کریں جو اس دنیا میں صرف سچوں اور صادقوں کے پاس ہونا چاہیے اور باطل پرست اس امتیاز سے حصہ دار اور بہرہ مند نہ ہوں تو پھر ہمیں اس امر کی تصریح و تشریح واجب و لازم ہے کہ کیا ان لوگوں کو پھر کبھی موقع دیا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنے جوہر انسانیت اور نور روحانیت اور تعلق باللہ کا ثبوت دیں اور اپنے مخالفوں کو نیچا دکھائیں۔ سو اس بات کا جواب یہ ہے کہ انکو موقع دیا گیا تھا لیکن انھوں نے کفران نعمت کر کے اسکو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ جس اجمال کی تفصیل و تشریح یہ ہے +

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ سال گذشتہ میں ہم لوگوں نے جو اپنے گھروں اور والدین اور خویش

واقربا سے الگ ہو کر مشرف باسلام ہوئے ہیں تمام آریہ سماجوں اور ان کے بڑے بڑے لمبے چوڑے مہاتما پنڈتوں اور عالم و فاضل بھاری بھرکم اپدیشکوں کی خدمت میں بادب التماس کی تھی کہ اے پیارو! بھائیو! ہم لوگوں نے تبدیل مذہب سے اپنا بہت سا دنیاوی نقصان اٹھایا ہے اور یہ سب کچھ اپنی عاقبت کے سنوارنے اور سچائی کے قبول کرنے کے لئے کیا گیا ہے اور جہانتک ہم نے غور و فکر اور تدبر و تعمق سے کام لیا مذہب اسلام کی سی برکات و فیوض الٰہیہ اور تزکیہ و تصفیہ نفس کسی اور فرقہ میں ہمیں میسر نہ ہوا یعنی ہمیں اسلام میں داخل ہونے سے گناہوں سے طبعاً نفرت اور معاصی سے قطعاً کراہت پیدا ہو گئی ہے اور حرامخوری اور دیگر فسق و فجور سے ایسی نفرت پیدا ہو گئی ہے جیسے کہ نجاست سے دل متلا جاتا ہے اور در اصل یہی ایک بات ہے جو کسی اور مذہب میں پائی نہیں جاتی حالانکہ یہی نعمت قابل رشک ہے پس واضح ہو کہ در اصل ہر ایک مذہب کی علت غائی بھی یہی ہونی چاہیے کہ انسان خدا کی آواز سنکر اس کی زبردست طاقتوں اور پاش پاش کر دینے والے غضب سے واقف کار ہو جائے اور اس کے وسیع اختیارات اور اس کی ذات کی معرفت تامہ حاصل ہو جائے تاکہ وہ اسکی معرفت اور شناخت حاصل کر کے اس سے ایسا ڈرے جیسے کہ ایک دنیادار ایک ڈپٹی کمشنر یا اس سے زیادہ بااختیار و اقتدار افسر سے ڈرتا ہے پس اس غرض کے لیے ہر ایک مذہب کا لب لباب اور عملی اور فعلی طور پر یہی طریق ہونا چاہئے کہ وہ خدا سے ڈر کر معاصی و معائب سے بچے لیکن ہم لوگوں نے جیسا کہ اشتہار میں لکھا تھا یہ درخواست کی تھی کہ اگر ہم لوگوں نے اس مذہب کے قبول کرنے میں کوئی غلطی کی ہے تو ہمیں آریہ سماج ہماری غلطی سے آگاہ کرے۔ علاوہ ازیں پنجاب اور ہندوستان کے راجوں مہاراجوں اور والیان ملک کی خدمت میں بھی بادب درخواست کی تھی کہ اس پر امن زمانہ میں حق و باطل میں کوئی ایسا فیصلہ وقوع میں لانے کے لیے ایسی کانفرنس کا انعقاد کریں کہ باطل نیست و نابود ہو جائے اور حق کو ایسا غلبہ اور فتح نصیب ہو کہ سچائی اور پاکیزگی کی نہریں دور دور تک ملک کو سیراب کریں اور کوئی متنفس اس زمانہ کو پا کر بھی بے نصیب نہ رہ جائے چنانچہ ہمنے لکھا تھا کہ کہنے کو تو ہر ایک اپنے آپ کو رشیوں سے کم نہیں سمجھتا

لیکن اتنا ضرور ہے کہ عملاً اور فعلاً کچھہ کرکے دکھایا جاوے تو بات بنتی ہے پس اس غرض سے
ہم نے لکھا تھا کہ لاہور جیسے شہر میں ایک کانفرنس کا اجلاس ہو جس میں ہر ایک مذہب
وملت کے معزز و ممتاز ممبر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اور برکات الٰہیہ اور فیوض ربانیہ
اپنی اپنی مستند کتب سے نکالکر پبلک کو سنادیں جس سے ہر ایک اپنی روحانی جواہرات
کی کیفیت وکمیت کا اندازہ کر سکے گا اور ہر ایک منش جان لے گا کہ میں کتنے پانی میں کھڑا
ہوں اور نیز یہ امر ہر ایک کس وناکس پر کھل جائے گا کہ کونسا مذہب روحانیت سے مالا مال ہے
اور کونسا کنگال اور وہ الہٰ دوسروں کا خوشہ چیں یا نابکار چور ہے اور بعد از جلسہ ہر ایک
متنفس سمجھہ لے گا کہ ہمارے گھر میں سوائے چند پیسوں کے اور کچھہ نہیں لیکن سچا دھرم اور اُسکے
پیرو ہیں برکت روحانیت کے سے دریا ہیں مخلوق کو سیراب کر رہے ہیں اور بعض کم بخت سراب کیطرف
بلاتے ہیں ۔ اب یہ ایک ایسی مبارک تجویز تھی جس میں کسی بحث ومباحثہ اور میں میں تو تو کرنے
یا شور وغوغا اور فتنہ پردازی کا خدشہ اور کھٹکا نہ تھا اور نہ کسی کی دل آزاری کا اندیشہ
اور ڈر تھا بلکہ ہر ایک لیکچرار کو اس امر کی پابندی ضروری تھی کہ وہ صرف اپنے مذہب کی
خوبیاں بیان کرے اور دوسرے فریق مخالف پر بیجا حملہ نہ کرے اور طعنہ آمیز کلمات مُنہ پر
نہ لائے لیکن ہمیں نہایت افسوس سے یہ اطلاع بہم پہنچی کہ ایک سماج میں یہ قرار پایا ہے کہ حضرت
مرزا صاحب اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہیں سب پر فوقیت لے جاوینگے اور دسمبر ۱۸۹۶ء کے
جلسہ کا سما پھر عود کر آئے گا اور مثل سابق اُس کا اثر جو کچھہ سماج پر پڑے گا وہ ہر ایک سمجھ
سکتا ہے ۔ پس مرزا صاحب کو دوبارہ ایسا موقع دینا گویا سماج اور ویدک دھرم کی عمارت
کو اپنے ہاتھوں سے گرانا ہوگا اور تمام سنت ودیا کو خاک میں ملانا ہوگا پس بہتر یہی ہے کہ کوئی
ایسی تجویز عمل میں لائی جاوے کہ بات کی بات بھی بنی رہے اور مرزا صاحب بھی کسی طرح
سبقت لیجانے کا موقع حاصل نہ کرسکیں ۔ آخر کار ایک نے یہ تجویز پیش کی کہ اشتہار مذکور کا
یوں جواب دیا جاوے کہ آریہ سماج مباحثہ کے لیئے نقارہ کی چوٹ سے طیار ہے اور دل میں
یہ ٹھان لیا کہ اول تو مرزا صاحب زبانی مباحثہ پر رضامند نہ ہونگے ۔ اگر زبانی مباحثہ ہوا بھی
تب بھی اتنا بُرا اثر نہ پڑے گا جتنا کہ دوسری صورت میں سماج کو خطرہ اور اندیشہ ہے ۔

پھر ایک نئے آریہ نے کہا کہ اشتہار مذکور کے پہلے دو معیاروں پر کیوں توجہ نہیں کیجاتی اور انپر کیوں عملدرآمد نہیں ہوتا۔ اسکے جواب میں ایک تجربہ کار آریہ بولا کہ تمھیں سمجھ نہیں تم ناواقف ہو۔ پہلے معیار میں تو صاف لکھا ہے کہ ۱۰۰ سو یا ۲۰۰ دو سو بیماروں کو بطریق قرعہ اندازی تقسیم کر کے ہر ایک فریق ان کی صحت یابی کے لیئے دعا کرے یا دوا کرے اگر اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا کہ مرزا صاحب کے بیمار شفایاب ہو گئے تو پھر خواہ نخواہ کی ذلت و رسوائی ہوگی اور سماج کی بدنامی و روسیاہی ہوگی۔ پھر اسی شخص نے کہا کہ اگر اسطریق فیصلہ پر عملدرآمد کرنا ہو تو کرو ورنہ میں تمھاری سماج سے الگ ہوتا ہوں کیونکہ تم دیدہ و دانستہ پہلوتہی کر رہے ہو۔ قصہ کوتاہ وہ شخص کشیدہ خاطر ہو کر اُن سے ناراض ہو گیا اور سماج سے علٰحدہ ہو گیا۔ اسکے بعد تیسرے معیار یا طریق فیصلہ پر بحث ہوئی کہ آریہ سماج کا بڑا اکرم معظم ممبر لیکھرام کی طرح مباہلہ کر کے حق و باطل میں فیصلہ کرے کیونکہ ممکن نہیں کہ پرمیشر راستباز اور صادق کو مورد غضب کر کے ہلاک کرے اور راستی و راستبازی کا ناش کر کے جھوٹھ کو فروغ اور عزت بخشے اسپر سماج نے قبض خاطر کا اظہار کیا ✻ اور صرف پہلے ہی اصول پر

✻ **حاشیہ** کیوں نہ ہو پرمیشر آریوں کا دشمن ہے کیونکہ لیکھرام کو ہلاک کر کے اسکے مذہب اور اصول کا بطلان ثابت کر دیا اب پھر بیچارے مہاشے ایسے کچے اور ناتجربہ کار نہیں کہ پھر نادار اور کنجوس کہیں کبھی چوس پرمیشر پر بھروسہ کریں۔ کیونکہ اس نے لیکھرام کو معابلہ میں جو کچھ آریوں سے کیا ہے وہ مہاپرلے (قیامت) تک انھیں کبھی فراموش نہ ہوسکے گا اور دانشمند آریہ ایسے پرمیشور اور اسکی تعلیم اور ناقابل برداشت تو وہ طوفان سے جلد تر مخلصی پانے کی کوشش کرینگے۔ ہاں دل کے اندھے رہینگے۔ جہاں وہ ہیں اصل میں لیکھرام نے وہی دعا مانگی جو ابوجہل رئیس مکہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مانگی تھی اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم یعنی اے اللہ اگر فی الواقعہ یہی رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور یہی قرآن برحق ہے اور تیری جناب سے فرستادہ ہے (جسکو ہم نہیں مانتے) تو ہمپر آسمانی بلا نازل فرما یا اور کوئی دردناک عذاب بطور خارق عادت وارد کر کہ صادق کیطرح کاذب تیری درگاہ میں عزت اور فروغ نہیں پاتا ✦ خدا کی قدرت دیکھو کہ اسنے یہ جرأت اپنی تیغ الٰہی سے نیست و نابود کیا۔ الحمد للہ رب العلمین یعنی سب تعریف اور حمد کے لائق رب العالمین ہے جسنے ایسا کیا مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین (آریہ وغیرہ) خدا تعالی کو سب تعریف اور حمد سے متصف نہیں کر سکتے کیونکہ انکا دل اندر ہی اندر اسکو (خدا) بے انصاف رحم اور عدل سے بے بہرہ کہ رہا ہے۔ منہ

یوں سا زور دیا کہ جسطرح ہو سکے پہلے طریق فیصلہ کو یعنی دھرم مہوتسو کے سے جلسہ کو کھینچ تان کر مباحثہ بلکہ زبانی مباحثہ پر مرزا صاحب کو اُتار چڑھاؤ دیکر بڑے آؤ کیونکہ یہی راہ نجات اور مخلصی کا ہے ورنہ سماج کی خیر نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں مرزا صاحب کے وعظ نے جلسہ دھرم مہوتسو کے ممبروں پر ایک عجیب ساحرانہ اثر پیدا کیا تھا یہاں تک کے سب سامعین نے اُن کی داد دی۔ اور کسی نے اُنکو سو روپیہ انعام بھی دیا تھا اور لاہور کے انگریزی اخبار کے ایڈیٹر نے بھی انھیں کے مضمون کی مدح سرائی کی ہے پس اگر اب پھر مرزا صاحب کو وعظ کا موقع دیا گیا تو سماج کو بہت نقصان اُٹھانا پڑے گا اس میں شک نہیں کہ لوگ خیال کرینگے کہ پہلے دو شرطوں سے پہلو تہی کی گئی مگر اسکے دفعیہ کے لیئے اتنا کرنا کافی ہوگا کہ زبانی مباحثہ پر مرزا صاحب کو بڑے زور و شور سے مدعو کرو تاکہ اس دھینگا دھینگی میں پہلی دو شرطوں کا ذکر تک نہ آوے +

اے ناظرین مذکورۃ الصدر بیان سے ہر ایک سعید الفطرت انسان پر واضح ہو گیا ہوگا کہ آریوں کے دلوں میں کس قدر بودا پن اور حق کا رعب چھایا ہوا ہے اور کسطرح اندر ہی اندر دل دکھائے گئے ہیں اور یقین کامل ہو گیا ہے کہ اُن کا پرمیشر پتھر کے بتوں اور بیجان مصنوعی بچھڑے سے بڑھ کر کوئی وقعت اور طاقت نہیں رکھتا۔ پس جب انھیں اپنے موہوم پرمیشر کی نسبت یہ خیال اور یقین ہے کہ اڑے وقت کسی برہمچاری اور مہاتما اپدیشک کی مدد اور تائید نہیں کرتا تو بیچارے سناتن دھرمیوں اور مورتی پوجا والوں کو کیوں بدنام کیا جاتا ہے کیا اسی وجہ سے پرمیشر سے دعا مانگنا از روئے ویدک دھرم منع ہو گیا ہے کہ اس کسی طرح کی مدد اور اُمید کا خیال باندھنا عبث ہے اور وہ ستّ اسّتّ کے نرنے کرنے میں (یعنی حق و باطل میں فیصلہ کرنے میں) خود ذمہ وار اور قابل اعتبار نہیں ہوا اگرچہ میرے خیال میں یہ نادانی اور حماقت ہے کہ پرمیشر پر ایسا گمان فاسد کیا جاوے جس حالت میں ایسے معاملات کے وقت جب حق و باطل میں فیصلہ ہو نا قرین قیاس و مصلحت ہوتا ہے اور لاکھوں سچائی پر قائم ہونے کی اُمید ہوتی ہے۔ وہاں ہر ایک نیک اور خیر اندیش انسان حتی الامکان دل و جان سے کوشاں ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ سرب شکتیمان (قادر مطلق) جو

دیالو (رحیم) اور نیا کاری (عادل) ہے ✤

پس سب کو معلوم ہو کہ یہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور بدنیتی ہے کہ یہ حکم کیا گیا کہ کانفرنس جیسے پُرامن جلسہ کو کھینچتان کر زبانی مباحثہ کیطرف انتقال کیا جاوے کیا یہ ویدک دھرم کی ایمانداری ہے کہ دل میں ٹھان لیا جاوے کہ زبانی مباحثہ میں رَدّ لاڑالدینگے اور سب و شتم اور گالی گلوچ سے کام لیکر شور برپا کر دینگے اور یہی دھینگا دھینگی میں فتح کا نقارہ بجا دینگے ✱ بھلا اگر فی الحقیقت وید میں سوائے عناصر پرستی اور بُت پرستی کے کچھ اور ہوتا تو پھر اُن کو کیوں ڈر اور خوف دامنگیر ہے کہ یہ لوگ نیک نیتی سے بر سر میدان نہیں آتے اور لاہور جیسے مقام کو چھوڑ کر جہاں دھرم مہوتسو جیسے جلسہ کی اُمید ہوسکتی تھی قادیان کے گاؤں میں آکر شور برپا کیا - زبانی مباحثہ بلکہ مجرد مباحثہ میں سوائے بدنیتی اور نکتہ چینیوں کے اور کچھ انھیں مقصود نہ تھا - اگر صدق دل اور نیک نیتی سے یہ سب بحثیں محض حق کے لیے تھیں تو قرآن اور وید کی تعلیمات کا موازنہ کرنیکے لئے لاہور میں کسی عظیم الشان اور پُرامن جلسہ کی تحریک اور تشہیر کیوں نہیں کی - جہاں مثل سابق تمام مضامین محفوظ رہ کر عام کو فائدہ پہونچاتے اور قیامت تک لوگ ان تقریروں کو پڑھ پڑھ کر لابھ اُٹھاتے اور حق کو قبول کرتے مگر انھیں تو یقین تھا کہ بیدھڑک ہر سہ شرائط پر فی الفور عملدرآمد کرتے اور ٹھنڈے دل سے وید کی خوبیاں بیان کرتے - بعض احمقوں نے یہ کہا کہ مرزا صاحب اپنی دعا کے اثر سے فلاں خاص شخص کو اچھا کر دیں تو ہمیں اُنکی دعا کی تاثیر کا یقین آجاوے گا انہیں بتلایا گیا کہ خواہ خاص شخص ایک ہو یا ایسے دس ہوں اُنکو بھی

✱ **حاشیہ** ہمارے اشتہار بنام "قادیان اور آریہ سماج" کے بعد بھی عملی کارروائی ہوئی جو مفصل ہدیہ ناظرین کی گئی ہے سو ظاہر ہے کہ اگر یہ نیک نیت ہوتے تو پہلی شرائط سے پہلو تہی نہ کرتے - بعد از جلسہ انھوں نے جو قادیان میں شور مچایا اور سب و شتم گالی گلوچ اور بیہودہ بکواس سے کام لیا وہ ہمارے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق کرتا ہے - اگر کوئی سبب مانع نہ ہوتا تو ہم اُن شریروں کے نام بھی شائع کر دیتے جنھوں نے ایسی بدنیت ویٹرکی - منہ

سو بیماروں میں شامل کر دیا جاوے گا پھر قرعہ اندازی سے خود بخود اندازہ ہو کر شفا یابوں اور غیر شفا یابوں کے وجود سے وید اور قرآن کی ماہیت اور اصلیت اور حقانیت دنیا پر کھل جاوے گی اور کسیکو دم مارنے کی گنجایش نہ رہے گی - اسپر بھی یہ خیرہ پشت مقابلہ پر آمادہ نہ ہوئے اور زبانی مباحثہ پر ہی زور دیتے رہے حالانکہ لیکھرام کا مباہلہ کی رو سے مارا جانا ہی تمام زبانی مباحثوں اور وید اور قرآن کی حقانیت کا یکسر فیصلہ کر چکا تھا اور لیکھرام کے ہمخیال اور ہم مذہب لوگوں کے اصول اور تعلیم کے بطلان پر الہی فیصلہ کی مہر لگ چکی تھی پھر بھی لوگوں نے اشتہار مذکور کی ہر ایک شرط سے کنارہ کشی کر کے اور ساتھ ہی نہایت چالاکی بلکہ جھوٹھ کی نجاست کھا کر یہ مشتہر کر دیا کہ آریہ سماج حسب منشاء اشتہار مذکور مقابلہ کے لیئے نقارہ کی چوٹ سے طیار ہے حالانکہ اُن تین شرطوں میں سے ایک کو بھی کھینچ تان کر مباحثہ بنا لیا تھا - آخر کار ان لوگوں نے اپنی شرارت کو سر انجام کرنے کی غرض سے قادیان میں جلسہ بھی کیا اور جھگڑا بازی اختیار کی اور گالیاں دیں کہ سائیسوں اور مردار خور چوڑھوں چماروں کے بھی کان کاٹ ڈالے - اگر ہماری طرف سے کوئی لیکچرار ہوتا تو ضرور فتنہ اور دنگہ میں تو کوئی شبہ ہی نہ تھا - اگر در حقیقت وید کی ست ودیاؤں کے پستک پر اعتماد ہے تو چاہیے کہ لالہ دھرمپال جی اور یوگندر پال وغیرہ لاہور کے جلسہ دھرم مہوتسو کی تحریک اور تشہیر کریں اور تمام مذاہب کے لیڈروں کو مدعو کریں کہ اپنی اپنی کتب مقدسہ کی خوبیاں اور اعلیٰ تعلیمات سے لوگونکو محظوظ کریں پھر دیکھا جاوے گا کہ فتح اور غلبہ کسکو ہے ورنہ گالیاں دینا اور جھوٹھے عیب بیان کرنا اور خواہ مخواہ نکتہ چینی سے کام لینا ایک کودن اور اوباش آدمی بھی کر سکتا ہے - میں نے بعض کی زبانی سُنا ہے کہ اگر کوئی آریوں کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کردے تب بھی ہر گز ہر گز کانفرنس میں وید کی خوبیاں بیان نہیں کرینگے اور پہلے کیے پر بھی پچھتایا گیا ہے - پس ناظرین ! جب انکی اندرونی حالت ایسی گندی اور ناگفتہ بہ ہے تو کیا چیز اور کیا خوبی اور کونسا مسئلہ جو خیر و خوبی سے معمور ہے مجھے آریہ مت کی ترغیب دے سکے - پس میں اپنی قدیمی قوم کی حالت کو دیکھکر کس کی حالت پر روؤں اور کس کے دروازہ پر آہ و نالہ کر کے تلاش حق میں تن من دھن قربان

اعلان - آج کل ان آریہ پرچہ والوں نے لیکھرام مردہ کی تقلید کر کے اپنے خبث نفس کو اسطرح بد ظاہر کرنا شروع کیا ہے کہ جب دیکھا کہ قرآن پر ہاتھ نہیں پڑتا تو مسلمانوں کی شاعرانہ کتب اور غیر مستند اور مجہول الاحوال والاسم کتابوں کو

کروں اور کس محب وطن اور قومی ہمدرد کو اپنا غمگسار بناوں۔ پس ہر ایک صاحب عقل و
انصاف کو معلوم ہو کہ جو کچھہ ان کی روحانیت اور سَت (سچ) اور اَسَت (جھوٹھ)
کے نرنے (تفریق) کرنے میں بھی اور نیک نیتی اور اندرونی حالت ظاہر ہوئی ہے اور حق و
باطل کے قبول کرنے میں جس قدر ان کے دل میں سچی تڑپ اور پیاس ہے اُس کا نقشہ کافی کھینچا
گیا ہے اور اس مذکورہ بالا بیان کی تصدیق میں فی الحال اتنا ہی کہنا کافی و وافی ہے کہ جو
کچھہ ہمارے اشتہار کے جواب میں انھوں نے لکھا ہے اور شائع کیا ہے اس سے اُنکی نیک نیتی
صاف طور سے عیاں ہے اور ہمارے اشتہار اور ان کے جوابات سے معلوم ہوگا کہ وہ کسطرح
ہزاروں چالاکیاں اور اوباشانہ فریب بازیاں کر گئے ہیں چنانچہ آپ لوگ خود دیکھ سکتے ہیں
کہ ہم نے اپنا اشتہار کس نیک نیتی سے مشتہر اور شائع کیا تھا اور ان لوگوں نے کسقدر سب
و شتم اور گالی گلوچ سے بدبودار نجاست اور زہریلے مواد اُگلے ہیں۔ پس مذکورہ بالا بیان
کی ماہیت اور تصدیق فریقین کے اشتہارات کے مطالعہ سے خوب معلوم ہو سکتی ہے ❊

حاشیہ ❊ **قادیان اور آریہ سماج**۔ جہانتک دیکھنے اور سننے میں آیا ہے یہی معلوم ہوا کہ دنیا میں قریباً ہر
ایک مذہب کا پیرو یہی گمان کرتا ہے کہ صرف ہم صراط مستقیم پر ہیں اور ہمارے سوا باقی سب پاپی
اور گنہگار ہیں جن کا ٹھکانا نرک یا دوزخ ہے۔ لیکن ایسے لوگ جو صرف اپنے تئیں نجات یافتہ خیال کرتے
ہیں اور اُس تعلق کو جو ایک نیک انسان کا پرمیشر کے ساتھ ہونا چاہیے اُس کا کوئی علمی ثبوت یا عقلی
دلیل پیش نہیں کرسکتے وہ دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں اور دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ صرف اُنکا
دعویٰ بلا دلیل ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا ❊

ناظرین کو واضح ہو کہ ہم لوگ پہلے ہندو تھے (سکھ۔ آریہ۔ سناتن۔ برہمو) لیکن بعد تحقیق
و تدقیق ہم اس نتیجہ پر پہونچ گئے کہ درحقیقت دنیا میں ایک ہی دھرم سچا ہے اور وہ اسلام ہے سو ہم
صدق دل سے مشرف باسلام ہو گئے اور دعا کرتے ہیں کہ اسلام پر ہی ہمارا اور ہمارے بھائی بندوں کا خاتمہ ہو۔ پس اب ہماری
غرض یہ ہے کہ ہم بذریعہ اشتہار ہذا اپنے بھائی بندوں کو اُس سچائی کی اطلاع دیں جسکی خاطر ہم نے اپنے پیارے والدین اور
بہت سی فوائد دنیوی کو خیرباد کہا ہے اور وہ اب تک اس نور اور ہدایت سے بیخبر اور بے نصیب ہیں۔ پھر ہم اس سچائی کو

ناظرین تعجب نہ کریں کہ یہ صرف چند کوتاہ اندیش آریوں کا ہی ایسا طریق زندگی اور عملی نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے بلکہ دیانند سرستی اور پنڈت لیکھرام جی بھی انسے کہیں بڑھ چڑھ کر ناراستی کے دوست اور راستی کے دشمن تھے۔ سو جو کچھ ہمنے آجکل کے مہاتما آریوں کا ذکر خیر کیا ہے یا ان کے

بقیہ حاشیہ صرف چند ایک معدود اشخاص تک محدود نہیں رکھنا چاہتے بلکہ بذریعہ اشتہار ہذا ہم تمام آریہ سماج کے بڑے بڑے مہاتما پنڈتوں اور لائق فائق پرچارکوں اور عالم فاضل اپدیشکوں کو خصوصاً مخاطب کرتے ہیں اور نہایت ادب سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ اگر ہم لوگوں نے دین اسلام کے قبول کرنے میں کوئی غلطی کی ہے تو ہمیں اس سے آگاہ کریں تاکہ ہم پرمیشور کے حضور پاپی اور ناپاک نہ ٹھیریں۔

اب ہمکو اس امر کا بیان کر دینا ضروری ہے کہ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ اسلام کو دیگر تمام مذاہب پر صدہا فضیلتیں حاصل ہیں اور وہ مذاہب ان خوبیوں اور فضیلتوں سے بے بہرہ ہیں منجملہ ان تمام فضائل کے جو اسلام اپنے اندر رکھتا ہے دو تین فضیلتیں بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دیتے ہیں تاکہ آریہ قوم کے لیڈر ان فضیلتوں یا خوبیوں کو اپنے مذہب میں ثابت کر کے ہماری غلطی کا یقین کرا سکیں اور وہ فضیلتیں یا معیار صداقت جو اسلام کے خوبصورت چہرہ کا نور ہیں مفصلہ ذیل ہیں چاہئے ہے کہ قیامت تک سر پیٹتے پیٹتے مر جاویں پر انکو یہ فضائل نصیب نہ ہونگی یہ ہماری تحریر آئندہ نسلوں کیلئے سند اور اتمام حجت کی شہادت ہے

اول مسلمانوں میں ہمیشہ ایسے اشخاص پائے جاتے ہیں اور اب بھی ہیں جنکا یہ دعوے رہا ہے کہ پرمیشر دیگر مذاہب کے پیشواوں کی نسبت ہماری دعا زیادہ قبول کرتا ہے اور مقابلہ کیوقت ہماری دعا قبول اور دوسروں کی رد کرتا ہے مثلاً مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان فرماتے ہیں کہ اگر دو تین سو یا کم و بیش بیماروں اور مصیبت زدوں کو بطور قرعہ اندازی نصفا نصف مجھمیں اور میرے مخالفوں میں تقسیم کیا جاوے تو جنکے لیے میں دعا کرونگا وہ دوسروں کی نسبت تعداد میں بہت ہی زیادہ شفایاب اور بامراد ہونگے اگرچہ مخالفوں کی مدد کیلئے دنیا کی طبیب اور ڈاکٹر وغیرہ بھی ساتھ دیں پر پرمیشر اس مقابلہ میں دشمن اسلام کو ناکام اور نامراد کریگا۔ **دوم** اور دوسرا معیار صداقت مرزا صاحب یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی مخالف آریہ (خواہ ایک ہو یا سو ہوں) بدیں مضمون اشتہار شائع کرے کہ میں ان تمام دلائل اور نشانات کو جو مرزا صاحب نے آجتک اسلام کی صداقت کیلئے دیے ہیں ان سب کو بغور پڑھ کر عام طور سے یہ امر شائع کرتا ہوں کہ دین اسلام (نعوذ باللہ) سچا دھرم نہیں ہے اور نہ مرزا صاحب جیسا کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے حق پر ہیں اور نہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں اسکی بعد دعا کرتا ہوں کہ اے پرمیشر ہم دونوں میں سے (مرزا صاحب و آریہ صاحب) جس کا مذہب جھوٹا ہے اس پاپی کو سچے اور برگزیدہ انسان کے پہلے ہلاک کر تاکہ حق و باطل میں کھلم کھلا فیصلہ ہو جاوے اور ایک کے ہلاک

ہمعصروں نکو یاد کیا ہے وہ محض نیک نیتی اور حقیقت الامر کے بیان کرنے کے لیے لکھا ہے ورنہ میں خود
جانتا ہوں کہ یہ لوگ میرے قدیمی مہربان ہیں اور میرے ہمقوم اور ہموطن ہیں اور کوئی ذاتی نقصان

بقیہ حاشیہ.. ہونے سے ہزاروں نجات پا جاویں سہ طریق فیصلہ نمبر ۲ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا اشتہار لکھنے والا ایک برس یا بہت ہو تو دو برس
مجھسے پہلے ہلاک ہو جائیگا اگرچہ وہ جوان مضبوط کیوں نہو اور اسکی موت بھی کسی انسانی ہاتھ یا منصوبے سے نہ ہوگی بلکہ
آسمانی بلا اسپر نازل ہوگی اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اگر ایسا مقابلہ کرنیوالا دردناک طور سے غائب و خاسر نہوا تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں لیکن
ضرور ہے کہ لاہور اور امرتسر وغیرہ پنجاب کے مشہور آریہ سماجوں کے لیڈنگ ممبر اسکو اپنا قائم مقام قرار دیں اور لکھ دیں کہ اسکا
جھوٹھا یا سچا ہونا ہمارا اور ہمارے مذہب کا جھوٹھا اور سچا ہونا بسر و چشم منظور کر لیا جائیگا۔ سوم ۳ تیسرا یہ کہ لاہور میں ایک کانفرنس کا اجلاس ہو
جسمیں آریہ قوم کے لیڈنگ ممبر اپنے مذہب کی خوبیاں نہایت ٹھنڈے دل اور سنجیدگی سے وبدون سب بیان کریں اور ادھر مرزا صاحب
اسلام کی خوبیاں قرآن شریف سے بیان کریں جسمیں ایک دوسرے پر حملہ نہو پھر اس کانفرنس میں جو غالب ہو اسی کا مذہب اختیار کر لیا جاوے
امید کیجاتی ہے کہ ایسے ضروری معاملہ کیلیے والیان ریاستہائے پنجاب و ہند بھی (مثلاً جموں و کشمیر - پٹیالہ - جیند - نابھ - گوالیار - نظام
حیدرآباد دکن - فریدکوٹ - بہاولپور - تراونکور - اندور - بڑودہ - میسور وغیرہ) ضرور امداد فرماوینگے اور ان لوگوں کی کشتی
دیکھیں گے جو ہزار ہا روپیہ اُن سے وصول کرتے ہیں اگر اس موقعہ کو ان لوگوں نے کھو دیا تو نمک حرامی سے کام لینگے اور اپنے آقا اور دہرم
پرستوں کے دیندار ہونگے پس اے آریہ صاحبان ان ہر سہ طریق فیصلہ میں سے جو چاہو منظور کر لو اور مقابلہ کر کے دیکھ لو اگر آپ لوگ درحقیقت پرمیشر کی درگاہ
میں کچھ عزت و وقعت رکھتے ہیں تو پرمیشر ضرور آپ کی مدد و نصرت کریگا - اس سے صرف قبولیت دعا کا ہی مسئلہ حل نہیں ہوگا بلکہ قرآن
اور وید کا صدق و کذب پبلک پر کھل جاویگا - بقول آریہ صاحبان اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو مرزا صاحب کا مقابلہ بڑے زور و شور سے
کرنا چاہیے انکا دارومدار دعا پر ہی ہے - پس اے آریہ قوم کے معزز لیڈرو کیا آپ اپنے تئیں یا اپنے مذہب کو سچا ثابت نہیں کروگے
اگر چار ماہ تک کسی آریہ نے سر اُٹھایا تو اسلام کی صداقت چاروں طرف سے دنیا میں کالشمس فی نصف النہار پھیل جائیگی اور ہم بھی اس نور
یقین کر لینگے اور سمجھ لینگے کہ درحقیقت ہمنے دین اسلام قبول کر کے ہمیں کوئی غلطی نہیں کی - اسکے بعد ہم ہمہ تن ہر ایک پڑھنے والے
لکھے اور دوکانداروں ہندو مہاجنوں اور دیگر آریوں وغیرہ کو مکرر کھولکر بتلا دیتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ کسیکو نہیں رہنا اور نہ

(۱) نوٹ - درخواست کنندہ کوئی گمنام یا بدنام نہو بلکہ ایک ایسا معزز اور مکرم آریہ ہو یا ہو جسکو قوم لیکھرام کی طرح اپنا مقتدا اور امام
سمجھتی ہو - اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک گمنام اور غیر معزز کا اس مقابلہ میں پھنسنا یا ہلاک ہونا یا جھوٹھا ٹھہرنا ایک بیحقیقت کیڑے کی موت سے

(۲) نوٹ - اے آریہ قوم کیا تو اس اشتہار کو پڑھکر اس مقابلہ کیلیے طیار نہو گی کیا تو اپنے اندر کوئی رجوع نیت اور پرمیشر کے ساتھ

ان سے نہ مجھکو پہونچا ہے اور نہ کسی ذاتی نفع ونقصان کی اُمید و بیم ہے پھر بھی اگر کوئی یہ خیال کرے کہ میں نے یہ باتیں خلاف واقعہ بیان کیں اور دل آزاری کے لیے لکھی ہیں تو ایسا خیال کرنا انصاف کا

بقیہ حاشیہ یہاں کی جاہ وحشمت ساتھ نہ جائیگی بلکہ ہر ایک کو خدا کے سامنے اپنے کرموں کا حساب و کتاب دینا ہوگا۔ اور حسب اعمال کے اس سر (دوزخ وجنت) میں جانا ہوگا اسلیے ضروری ہے کہ ہر ایک دنیا سے سوچ سمجھکر زاد آخرت ساتھ لیجانیکی کوشش کرے!

لعنتی ہے وہ دل جو بغیر مقابلہ کے انکار کرے اور خبیث اور ناپاک ہے وہ روح جو پنجاب و ہند کی سماجوں کے عالم فاضل اپدیشکوں اور پرچارکوں کی خاموشی اور میدان میں آنیکو دیکھکر سچکو قبول نہیں کرتی اس اشتہار کے بعد جب کوئی آریہ صاحبان مرد سے حسب شرائط مقابلہ پر نہ آیا تو تمام قوم آریہ پر حجت پوری ہو جائیگی اور وہ الزام کے نیچے آجائیگی پھر اسکے بعد بذریعہ اشتہارات واخبار وید اور نیوگ کے گل کھلائے جائیں گے اور کسی گھاسی وماسی یا رہسو زنجی پر وانکیجائیگی۔ اگر کسی صاحبکو کوئی بات تلخ معلوم ہو تو وہ خفا نہ ہو کیونکہ ایسے الفاظ سننا بموجب مسئلہ تناسخ انکے پچھلے جنم کی کرتوت کا پھل ہوگا جو اُسے ضرور چکھنا چاہیے اسلیے چنداں خفا ہونیکی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ✦

المشتہرون۔ ماسٹر عبدالرحمٰن (مہرسنگھ۔ علاقہ کپورتھلہ) عبدالرحمٰن زرگر (ٹھاکر داس علاقہ لدھیانہ) عبدالرحمٰن قادیانی (ہریچند موہن۔ کنجروڑ ضلع گورداسپور) عبدالرحیم (جگت سنگھ۔ موضع سُرسنگھ علاقہ لاہور) غلام احمد (ہیرالال۔ لدھیانہ) ڈاکٹر عبداللہ (دیوانچند۔ کپور۔ گجراتی) سردار فضل حق (سردار سندر سنگھ۔ دھرم کوٹ بگا ضلع گورداسپور۔ وغیرہ از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بقیہ نوٹ (۱) بڑھ کر کوئی وقعت نہیں رکھتا بس ہمارا دلی منشا یہ ہے کہ اس مقابلہ میں اسلام اور آریہ مت کا صدق وکذب ہر کس وناکس پر کھلجائے اسی وجہ سے ہم آریہ لیڈروں کو ہی نہیں بلکہ معزز والیان ریاست وراجگان ہند وپنجاب کی توجہ اسطرف مبذول کر کے نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اس کانفرنس کا انتظام اپنے ذمہ لیں تاکہ اس روشنی کے زمانہ میں کوئی حق سے محروم نہ رہ جائے اور گندہ نہ جائے ✦ منہ۔

بقیہ نوٹ (۲) تعلق نہیں رکھتی کاش تو آج سے پہلے گذر جاتی (ہمارے لیے تو درحقیقت گذر گئی ہے) تا تجھپر یہ بدقسمتی اور ذلت کا دن نہ آتا۔ کیا تو اب بھی اپنے تئیں قوم نہیں شمار کرتی ہے کیا تو خاموش رہ کر ایک دفعہ اور یہ قوم کو اسلام ودرت ہوتا دیکھیگی؟ منہم

اشتہار مندرجہ ومندمجہ حاشیہ موسوم بہ "قادیان اور آریہ سماج" آنیوالی مسلوں کے لیے آریہ نیر ہمیشہ کے لیے اتمام حجت ہیں کہ انھوں نے خوب گریز کی اور عین وقت پایا پر شرارت کی۔ اے آریہ صاحبان ودیگر صاحبان سوچیں کہ وید میں کہاں لکھا ہے کہ بحث ومباحثہ ہو جسیں سے کوئی نتیجہ نیک نہیں نکلا کرتا کیوں لاہور جیسے جلسہ دھرم مہوتسو سے گریز کیا گیا اور کیوں لاہور کو ترک کر کے گاؤں میں چھپ چھپ کر اشتعال دہ الفاظ استعمال کیے گئے ✦

خون کرنا ہے کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ ظالمانہ مخالفت اور باہم شکر رنجی ڈلوانا شریف انسانوں کا
کام نہیں اور علاوہ ازیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ باہمی تنازع اور نفسانی خصومت سے ہمارے ملک کو
زمانہ قدیم سے نقصان پہونچتا آیا ہے۔ میرا ہرگز منشا نہیں کہ کسی پر بدی کے ارادہ سے قلم اُٹھاؤں چہ
جائیکہ اپنی قوم پر۔ ایسا کرنا لعنتیوں کا شیوہ ہے۔ لیکن بعض امور کو قوم تک پہنچانے کی غرض سے
مجھے کچھہ لکھنا پڑا ہے جس کا محرک زیادہ تر ہماری قوم کا ناگفتہ بہ حال ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں
(آریہ اور سکھو) نے اپنی ناپاک عملی حالت کو پیش کرکے اپنی قوم پر پہلے آپ ہاتھہ صاف کیا ہے
اور سکھوں نے شرابخواری اور وحشیانہ زندگی اور ہر طرح کے فسق و فجور اور باوانانک کی طرز
زندگی اور طریق اسلام سے انحراف نے میرے دلکو کباب کردیا ہے اور باوجود اپنی اسحالت کے
انھوں نے اور خصوصاً آریوں نے جو ایسی گندی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں کہ انکو پڑھ کر میرا دل
کباب ہو ہوگیا اور میرا کیا ہر ایک شریف انسان کا کلیجہ مُنہ کو آتا ہے اور قوم کی حالت زار پر
بے اختیار رونا آتا ہے کیونکہ خود شراب خوری زناکاری اور نیوگ بازی میں سرشار و گرفتار
ہیں مگر دوسروں کی نکتہ چینی کے لیئے تیز زبانی اور گندہ دہانی میں شہرہ آفاق ہیں آج کل ان پڑھ
آریوں کا کیا کہنا ہے جس صورت میں ان کے بزرگ سوامی جی کا بھی یہی حال تھا لیکھرام جی جو
اپنی موت سے اپنے مذہب اور اصول کی تکذیب کرگئے۔ تمسخر اور استہزا اور ناپاک الفاظ سے
اپنی تصنیفات اور اعمال نامہ کو سیاہ ❊ کرگئے ہیں مگر الحمد للہ کہ اپنے کرم کی پاداش کو پہونچ گئے

❊ **پنڈت دیانندجی کے خرافات اور آریوں سے مطالبات**

حاشیہ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جو کچھہ دیانند اور لیکھرام نے جس قدر قرآنی آیتوں کو نامکمل لکھکر
اُنپر حاشیے چڑھائے ہیں اور جھوٹھ اور افترا سے کام لیکر ایک تودہ طوفان لکھ مارا ہے اسکی تردید
کے لیئے اسجگہ گنجایش نہیں لیکن ہم اُمید کرتے ہیں کہ محض خدا کے فضل اور توفیق سے ان کے بیبنیاد
اعتراضات کا کلی کھنڈن کیا جاوے گا مگر اسجگہ بھی ہم بطور نمونہ مشتے از خروارے ہدیہ ناظرین
کرکے انھی سے انصاف چاہتے ہیں کہ ان اعتراضوں میں اگر انھوں نے بے ایمانی اور ناانصافی سے
کام لیا ہے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا تو باقی اعتراضوں کو بھی انھی پر قیاس کر لیا جاوے اور ناحق قوم کی ناک نہ کٹوائی جاوے

پہونچ گئے ہیں اس لیے مزید حالات لکھکر ان کا مردہ خراب کرنا اچھا نہیں ورنہ حقیقت ان لوگوں نے
نادی اسلام کی شان میں جس کے ادنیٰ غلاموں نے لاکھوں بت پرستوں کو موحد بنایا اور مورتی پوجن کی جگہ

بقیہ حاشیہ

دیانند جی اس آیت پر اعتراض کرتے ہیں کہ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ ہمنے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیے - ہمنے انکو کہا کہ تم پھٹکارے ہوئے بندر بنجاؤ - یہ ایک خوف دیا حاضرین کو اور انکو جو آنے والے تھے اور یہ ایمان داروں کے لیئے ہدایت ہے +

اسجگہ دیانند نے یا تو دیدہ و دانستہ غلطیاں کی ہیں یا اپنی کم علمی اور نالائقی سے کئی اعتراض لکھے ہیں چنانچہ ان کو ہم بتفصیل لکھتے ہیں +

(۱) لکھتے ہیں کہ موسیٰ کو کتاب دی تو قرآن کا آنا فضول ہے اور معجزے جن کا ذکر قرآن وانجیل میں ہیں اگر درحقیقت کچھ چیز ہیں تو اب بھی ہونے چاہییں +

ہم پہلے بتفصیل لکھ آئے ہیں کہ موجودہ دنیا موجودہ تہذیب اور حالت کو بتدریج لاکھوں آدمیوں کی کوشش اور عرق ریزی سے پہونچی ہے - چنانچہ ایک وقت ایسا تھا اور بعض افریقہ کے جنگلوں میں اب بھی ہے کہ ان کو صرف توحید اور موٹے موٹے مسائل حلال وحرام سے آگاہ کرنا ہی قرین مصلحت ہے کیونکہ ان کی استعداد ایسی نہیں ہے کہ انکو جو ابتک سرتاپا برہنہ پھرتے ہیں سائنس کے دقیق مسائل اور مذاہب کی موشگافیوں پر لگایا جاوے - مثلاً بچوں کو صرف قاعدہ ہی پڑھانا اور افریقہ کے حبشیوں کو موٹی موٹی باتیں ہی سکھانا عقلمندی ہے نہ کہ انکو وید کا پستک دیدینا مصلحت وقت اور دانشمندی ہے - اگر ایسا کیا جاوے تو وہ وید کے پستک کو پھاڑ ڈالیں گے اور کوئی فائدہ مترتب نہ ہوسکے گا - پس آریہ کا یہ کہنا کہ قرآن کا کامل ہدایت نامہ اس وقت لوگوں کو عطا کرنا ٹھیک تھا جس وقت لوگ خداشناسی کے ابتدائی قاعدہ کے پڑھنے کی استعداد رکھتے تھے کہ وید کیطرح یک لخت کامل ہدایت نامہ عطا ہونا چاہیے تھا کیونکہ الگ الگ کتابیں دینے میں غلطی ہوتی ہے بالکل غلط اور کوتاہ اندیشی ہے کیونکہ اول تو دنیا کے تمام لوگ ابتدا میں ایسے آپس میں ملے جلے ہوئے نہیں تھے جیسے کہ اب - اور قومیں آپس میں خیالات کا تبادلہ کرنیکے لیئے

اللّٰہ اکبر کا نعرہ لگایا - بھانڈوں کیطرح وہ دردناک الفاظ اور خطرناک کلمات بولے اور لکھے ہیں کہ اگر اُن کو میں یہاں لکھوں تو گویا ایسے فعل کا مرتکب ہو سکتا ہوں کہ جس نے

بقیہ حاشیہ - طبیعات نہیں بلکہ اہل یورپ کے حالات سے

بالکل آگاہی نہ تھی اور نہ آمدورفت ممکن تھی پس ایسے وقت میں ہندوستان میں وید کا آنا بے انصافی تھی کیونکہ یورپ والوں کا اس سے مستفید ہونا ہی محال تھا بلکہ ایسے حالات میں تو مقامی مدرسوں کی ضرورت تھی جو خدا نے ہزار ہا نبیوں کی معرفت پوری کی - علاوہ ازیں جسطرح بچہ کے سر پر وید کا پشتک رکھنا بے وقوفی اور ناواجب حرکت ہے اسیطرح ابتدائے آفرینش میں کچھ نہ جاننے والے لوگونکو جو از روئے علم و تہذیب کے بچے تھے وید کا مکلف ٹھیرانا نہایت ظالمانہ حرکت اور ترقی کی راہ میں پتھر ڈالنا ہے - جو شخص ایک پاؤ اناج ہضم نہیں کر سکتا اُسکو دو من اناج ٹھونسنے کے لیے مجبور کرنا بھلا کسی دانشمند کا کام ہو سکتا ہے ؟ پس ایسا کلام خدا کا کلام نہیں ہو سکتا جس کی رو سے ایسی بے عقلی کی باتیں ماننی پڑیں - اور یہ بھی نہایت بیوقوفی ہے کہ الگ الگ تعلیم دینے میں غلطی ہو جاتی ہے بھلا آریہ ورت میں جو مختلف سر رشتہ تعلیم جاری ہیں اُن میں کیا غلطیاں ہو گئی ہیں - اسی طرح موسیٰ نے جو لوگونکو گئو پرستی اور بُت پرستی سے چھڑا کر آریہ ورت کی سی بُت پرستی کا قلع قمع کیا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا بول بالا کیا ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام توحید کو چھوڑ کر کچھ اور سکھاتے تھے ؟ پس آیندہ اگر کوئی آریہ کہے کہ الگ تعلیم دینے میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے بالکل دروغ بیفروغ ہے - پھر دیانند کا یہ کہنا کہ اگر وہ معجزے جو قرآن و انجیل میں لکھے ہیں کچھ حقیقت رکھتے ہیں تو وہ اب بھی ہو سکتے اس کا جواب یہ ہے کہ معجزے ہمیشہ ہوتے ہیں اور حق بجانب لوگ ہمیشہ ان معجزوں سے جھوٹ کا ناش کرینگے - جیسے کہ لیکھرام اور حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ہوا اور دونوں نے پرمیشر کی درگاہ میں دعا کی کہ اے پرمیشر جھوٹ اور ناراستی پر چلنے والے کو ذلت سے بھرا ہوا عذاب دے اور ایسا کر کہ جھوٹ اور تعصب کا ناش ہو کیونکہ صادق کیطرح کاذب تیری درگاہ میں عزت نہیں پا سکتا - دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ - اپر ہر دونوں فریقین میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ کاذب ہلاک ہو گیا یعنی مرزا صاحب کی دعا نے ایسا معجزہ

سخاوت اور لطیف نمذاکو سچا کر دیا ہے۔ کنھیا لال۔ اندر مین مراد آبادی۔ لیکھرام۔ دیانند نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چور ڈاکو زانی وغیرہ اور ہر ایک بدبودار الفاظ سے یاد کیا ہے جس سے

بقیہ حاشیہ: دکھلایا کہ لاکھوں بچھوں کا خاتمہ کر دیا۔ کیا کوئی ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صرف ایک ہی معجزہ نے جھوٹھ اور تعصب کا ناش کر دیا اور صادق کے صدق اور اسکے اصول حق پر تصدیق کر دی۔ قرآن کریم نے اُن تمام سماوی کتب کے علوم کو جو محرف مبدل ہو گئی تھیں اپنے وجود باجود میں جمع کر لیا اور اس وقت یہ تمام پاک تعلیموں اور اصولوں کا مجموعہ دنیا کو عطا ہوا جس وقت لکھنے کا ہنر دنیا میں عام ہو چکا تھا ایسا نہیں کیا کہ بغیر موجودگی سامان لکھنے پڑھنے کے یونہی اندھا دھند وید کی پستک گلے کا ہار بنا دیا جس سے ایسی بدہضمی ہوئی کہ لوگ اس زبان کو ہی بھول گئے چہ جائیکہ اس نو وہ طوفان کی حقیقت سے واقف ہوں +

بعد ازاں لکھتے ہیں کہ اگر خدا کا یہ کہنا کہ بندر ہو جاؤ۔ صرف خوف دلانے کیلئے تھا تو ایسا کہنا جھوٹھ اور خلاف ہی ثابت ہوا۔ واضح ہو کہ جو کچھ خدا نے کہا وہ سب حق تھا اور ویسا ہی وقوع میں آ گیا لیکن ایسا نہیں جیسا کہ لالہ جی نے سمجھا۔ لالہ جی نے یہ سمجھا کہ گویا درحقیقت دم دار بندر مراد ہیں جو جنگل اور بعض بستیوں یا قلندروں کے پاس ہوا کرتے ہیں بلکہ اُس سے یہ مراد تھی کہ یہ قوم اپنی بدکاریوں اور فسق و فجور کے باعث بندروں کیطرح دربدر ہو جاوے۔ چنانچہ آیندہ کی آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے جہاں اللہ پاک فرماتا ہے کہ قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولئك شر مكانا واضل عن سواء السبيل۔ واذا جاءوكم قالوا امنا وقد دخلوا بالكفر وهم قد خرجوا به۔ پارہ ۶/۱۲ ترجمہ تو کہہ کہ کیا میں تمھیں بتاؤں کہ ان میں سے کسکی بری جزا خدا کیطرف سے مقدر ہے وہ وہ ہے جس پر خدا کی لعنت اور غضب ہوا اور جنکو بندر اور سور اور شیطان کے پجاری بنا دیا۔ وہ برے درجہ کے برے لوگ ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں حالانکہ کفر کے ساتھ ہی اسلام میں داخل ہوئے اور کفر لیکر ہی چلے گئے۔ پس اب ناظرین خود سوچیں کہ کیا وہ شخص قوم کا رہنما اور ذی عزت معتبر ہو سکتا ہے جو اس قدر جھوٹھ بولے۔ اب بتلاؤ کیا ہندو بھی کبھی لوگ گئے

ایک سلیم الفطرت لاریب کہہ سکتا ہے کہ آیا یہ لوگ چوڑھوں کیطرح گالیاں سکھا رہے ہیں یا قوم کی اصلاح کر رہے ہیں۔ بھلا کبھی ہمنے لکھا ہے کہ دیانند کے باپ کا نام ونشان نہیں ملتا اس لیئے اسکی پیدائش

بقیہ حاشیہ

پاس آیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کیا وہ کافر بھی ہو جایا کرتے ہیں پس ہم زیادہ دیانند کو اس سے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے محض دھوکا دہی اور جھوٹھ کی نجاست کھا کر خدا کو فریبی اور مکار اور جھوٹھا کہا ہے حالانکہ اس جگہ پھٹکارے ہوئے بندر بنجانے سے مراد یہی ہے جیسے کہ وقوع میں آگیا کہ یہ لوگ جنکا ذکر ہے کہ یہ اپنی نافرمانیوں اور اوباشانہ کارروائیوں کی سزا میں دربدر ہو جاوینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس الہام الہی نے وہ روز دکھایا کہ آجتک یہودیوں کو حکومت اور سرداری نصیب نہیں بلکہ بندر کی طرح کبھی روس سے روم میں دھکیلے جاتے ہیں اور کبھی روم سے روس میں نکالے جاتے ہیں اور بصد ذلت اور تباہی اس لعنت اور غضب الہی کا نشانہ بنکر آیندہ نسلوں کو بتلاتے ہیں کہ ہم نے انبیا علیہم السلام کی نافرمانی سے یہ دکھ پایا ہے اسیطرح ہم دیانند کی اس غلطی کو ایک اور پہلو سے عوام پر کھولتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر اس آیت میں فی الحقیقت لنگور اور پہاڑوں اور متھرا اور بندرابن میں رہنے والے بندر مراد ہوتے تو ان غیر ذوی العقول جانوروں کے لیے عربی میں لفظ خاسئۃ آنا چاہیے تھا نہ کہ خاسئین جو لفظ عین ذوی العقول یعنی انسانوں کے لیئے آتا ہے پس چونکہ مسلمانوں کے پاس آیا کرتے تھے اور دل میں کچھ اور تھا اور زبان پر ایمان کا دعوی کرتے تھے اسلئے وہ لوگ مراد ہیں نہ کہ بندر ۔ اب اگر دیانند جی زندہ ہوتے تو ضرور کوئی اس کا علاج کرنا پڑتا لیکن چونکہ اب وہ مر کر فنا ہو گئے اور اپنی پاداش کو پہونچ گئے اس لیے اس کا مردہ خراب کرنا دانشمندی سے بعید ہے بہرحال لیکھرام کا کسی قدر ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس نے بھی اناپ شناپ تحریروں میں بغیر سوچے سمجھے غیر مستند کتابوں سے سوائے دیگر فضول اور بے بنیاد غیر اتفاقی لغو کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے پس ضرور ہے کہ اس آیت سے اس کا بھی کھنڈن کریں کیونکہ اگر دونوں مہاتما پنڈتوں (دیانند اور لیکھرام) نے اس آیت کے سمجھنے میں غلطی کھائی اور کسی ایک کے ذہن

۴ پس اے آریو! تمنے بھی جھوٹھ اور فریب سے کام لیکر اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی مخالفت سے دربدر نہ ہوجانا جسکی عداوت اور سرکشی سے ہم دربدر ہو رہے ہیں

قابل اصلاح ہے - یا کبھی ہمنے یہ بھی کہا کہ لیکھرام بقول چودھویں صدی اخبار مورخہ جون ۱۸۹۷ء پشاور میں پاخانہ کے اندر کسی سے کار دیگر...... کرتا ہوا پکڑا گیا باوجودیکہ

بقیہ حاشیہ اور علمیت کو صاف اور سیدھے معنوں کی رسائی نہیں ہوئی تو باقی اور فرداً فرداً آیتوں میں تو ضرور ہی غلطی کھائی ہو گی جہاں انکی علمیت اور لیاقت اور محنت نے الگ الگ کام کیا ہے یعنی جس صورت میں ان کی مجموعی لیاقت اور علم نے ایک آسان تنزیات کو سمجھا تو پھر الگ اور فروعی مسائل اور اعتراضات میں کیوں غلطی نہ کھائی ہو گی +

لالہ لیکھرام اپنی کتاب ثبوت تناسخ میں لکھتا ہے کہ تناسخ قرآن سے بھی ثابت ہے جسکے ثبوت میں یہی آیت کونوا قردۃ خاسئین پیش کرتا ہے لیکن نہایت بددیانتی سے یا بدنیتی اور بے ایمانی سے یا محض ناواقفی اور جہالت سے باقی آیتوں کو چھوڑ دیا ہے جو ہمنے معہ ترجمہ ہدیۂ ناظرین کی ہیں - پس ہمارے دوست خوب یاد رکھیں کہ اگر لوگ کسی جاہل اور متعصب کو اس لیے الّو کہیں کہ وہ محض افترا اور جھوٹ بولکر یوں لکھتا ہے کہ مجکو الہاماً معلوم ہو گیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نعوذ باللہ تین سال کے اندر ضرور مرجاوینگے اور اُن کے خاندان کا کوئی متنفس بھی باقی نہ رہے گا - درانحالیکہ وہ جاہل اور متعصب خود ہی اپنے جھوٹھ اور افترا کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے تو کیا ایسے الفاظ ...... سے یہ مراد ہوا کرتی ہے کہ درحقیقت اس جاہل اور متعصب آدمی کے بدن پر الّو کے سے بال اُگ آئے ہیں یا اسکے ہاتھوں کے مقام الّوؤں کے پنجے نکل آئے ہیں - ؟ نہیں ہرگز نہیں - دانا لوگ ایسے فقرات کے ایسے معنی نہیں لینگے کہ درحقیقت وہ الّو کا بچہ بن جاتا ہے - بلکہ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ جاہل اور متعصب اپنی جہالت اور تعصب میں ڈوب کر ایسا اندھا اور ناپاک دل ہو جاتا ہے کہ وہ راستی اور پاک اصول کی شناخت نہیں کر سکتا بلکہ راستی کی تیز شعاعوں کے سامنے حقیقی الّو کی طرح اسکی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور وہ رات کو بولتا ہے اور تاریکی کے فرزندوں کو اپنا گرویدہ بناتا ہے اور راستی کے روز روشن میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے - پس کونوا قِردَۃً خَاسِئِین سے یہ مراد نہیں کہ وہ درحقیقت بندر بنکر تناسخ کے ثبوت کا باعث ہو گئے تھے بلکہ اسکے معنی وہ ہیں

یہ الزام حالی ہی کے ہیں اور تردید نہیں کیے گئے مگر ہم ایسے ایسے عیوب کو بیان کرنے سے عمداً درگذر کرتے ہیں۔ مگر اتنا الزام اُنپر ہم پھر بھی رکھتے ہیں کہ آریہ مت کے مہاتما پنڈتوں کی

بقیہ حاشیہ: جو اوپر تحریر ہو چکے ہیں۔ اور تمام داناؤں کا اُسپر اتفاق ہے۔ پس اب بھی اگر کوئی سورداس اندھا دھند لیکھرام کی بانو پر جاوے اور جہالت اور تعصب کی نجاست کھاوے تو اُسکی مرضی ہمیں اُس سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ دین اسلام میں ہرگز جبر و اکراہ نہیں۔ صرف کھول کھولکر حق کا بیان کر دینا ہمارا فرض ہے سو کر دیا ہے آیندہ ہر ایک اپنے عملوں اور کرتوتوں کا جواب دہ ہوگا۔ میرے خیال میں آتا ہے کہ اب مناسب ہے کہ اس جھوٹھ اور ناپاک غلط بیانی کو صریح البطلان پاکر آریہ صاحبان نہ صرف کلیات آریہ مسافر کو از سر نو چھپوا کر مستند ٹھیراویں بلکہ مستند ستیارتھ پرکاش چھٹی دفعہ چھپوا کر ایسی غلط بیانیوں سے اسے مبرا اور پاک کر دیں غالباً یہی وجہ ہے کہ کلیات آریہ مسافر پر بھی مستند کا لفظ نہیں لکھا گیا تا کہ دوسرے ایڈیشن کے موقعہ پر جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑ چکی تو چھاپنے والونکو اتنا عذر اور بہانہ ملجانے کہ ہمنے پہلے ایڈیشن میں مستند کا لفظ نہیں لکھا تھا اسمیں سہو کاتب ہو گیا ہے لہذا کوئی صاحب اعتراض نہ کرے + مگر ستیارتھ پرکاش مصنفہ دیانند جو کسی صورت میں وید کا ترجمہ نہیں بلکہ دیانند کی طبیعت اور غلطی کھانے والی عقل اور علمیت کا نتیجہ ہے اسکو دوبارہ ترمیم کرکے طبع کراؤ اور پہلے مستند کو آگ میں جلواؤ کہ اس نے جہالت اور تعصب کا ناش نہیں کیا کیونکہ ایسی فحش غلطیاں نکل آئی ہیں کہ اگر اسے ہم ساری کتاب کا رد لکھیں تو ایک سو ساٹھ ۱۶۰ غلطیاں ضرور ہی نکالیں گے +

ایک اور غلط بیانی بھی قابل غور ہے جو کسی صورت میں قابل عفو نہیں اور وہ یہ ہے (ونیز دیکھو آخری دو ورق ستیارتھ) ایک اور جگہ دیانندجی کہتے ہیں وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم واقتلوھم حیث ثقفتموھم والفتنۃ اشد من القتل وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین۔ ترجمہ خدا کی راہ میں تم انھیں لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں

زندگی جن کا ذکر ہوچکا ہے۔ پاک اور قابل رشک نہیں گذری آخر جو اندر تھا اُسی کو باہر اُگلا حقیقت یہ ہے کہ آریہ مہاتموں نے خواہ آج کل کے ہوں خواہ دس بیس سال پیشتر ہو گذرے ہوں سب و

بقیہ حاشیہ: (پھر ایسے جنگ کرنیوالوں کو) مارو جہاں تم انھیں پاؤ۔ کیونکہ آئے دن فتنہ و فساد سے جنگ بہتر ہے اور اُن سے (لڑائی) جاری رکھو حتیٰ کہ ہر ایک) کا دین خدا کے لیے ہوجاوے (یعنی جو وہ دل میں مانتا ہے ظاہر ہو کر اُسپر عامل ہو) اگر وہ باز آجاویں پس مت زیادتی کرو مگر ظالموں پر۔ اس آیت کو مدنظر رکھکر پنڈت دیانند نے لکھا ہے کہ ہر ایک کو جو اسلام نہ لاوے وہ واجب القتل ہے اور جبر اور زبردستی سے لوگونکو اسلام میں داخل کرنا لازمی ہے + ناظرین دیکھیں کہ یہ کس قدر ظلم اور انصاف کا خون کرنا ہے کہ اسلام کے نزدیک ہر ایک واجب القتل ہے حالانکہ اسجگہ صاف لکھا ہے کہ تمھاری جنگ صرف اُنھی سے ہو جو تمھیں قتل کریں اور زیادتی کسی پر مت کرو مگر ظالمونکو ضرور سزا دو جنھوں نے ظلم اور ستم سے اپنے تئیں سزاوار ٹھیرالیا ہے۔ پھر ایک اور آیت میں ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں زبردستی اور اکراہ ہرگز جائز نہیں پھر ایک اور آیت میں ہے یعطوا الجزیۃ وھم صاغرون کہ کفار ٹیکس یعنی جزیہ دیا کریں۔ اگر انھیں مارنا ہی فرض ہوتا تو جزیہ کی شرط کیوں لگائی جاتی پھر فرمایا کہ وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ + یعنی اگر وہ اپنے عہدناموں کی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمھارے دین میں طعنہ آمیز باتیں کہیں پس ایسے (عہد شکن اور طعنہ مارنیوالوں کے) سرداروں سے جنگ کرو وہ لوگ ایسے نہیں ہیں جنکو انکی قسمیں اور عہدنامے شرارت اور فساد سے باز رکھیں تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے ہو جنھوں نے اپنے عہدنامہ کے قسمونکو توڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ سے بھی) نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور مزید براں انھوں نے ابتدا کی ہے یعنی امن عامہ کے مخل اول اول وہی ہوئے ہیں + پارہ ۱۰ ع ۸ +

اب انصاف پسند صاحب ہمیں کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے زور سے اسلام پھیلاؤ اور کہاں لکھا ہے کہ کافر

شتم اور ناپاک بد بودار الفاظ کے استعمال میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اگر پوچھا جاوے کہ ان لوگوں نے آکر کہا کیا تو اسکے سوا کوئی جواب نہیں کہ قوم کو گالی گلوچ اور اخلاق رذیلہ میں مبتلا

بقیہ حاشیہ

اور منکر واجب القتل ہیں۔ بلکہ یہاں تو بتلایا ہے کہ چونکہ یہ لوگ عہد شکن ہیں اور مخالفوں سے مدینہ پر حملے کراتے ہیں اور امن عامہ میں خود بخود آپ ہی مخل ہوتے ہیں اور ابتدائے جنگ کے بھی آپ ہی مرتکب ہیں اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ انھیں کے بھائیوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا اور اب مدینہ میں بھی آرام وچین سے آرام نہیں کرنے دیتے پس ایسے لوگوں سے جنگ نہ کیا جاوے تو کیا خود حفاظتی کو ترک کر کے اپنے بال بچونکو اپنے ہاتھوں آپ ذبح کرانا رحم اور انصاف ہے۔ وہ بہت ہی ظالمانہ طبیعت رکھتے ہیں جو دیدہ و دانستہ ان حالات کو مد نظر رکھکر پھر بھی کہتے ہیں کہ اسلام نے پہلے خود بخود تلوار اُٹھائی اور لوگونکو ناحق قتل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مکہ سے مدینہ میں بھاگ گئے تھے اور اپنے پیارے وطن کو الوداع کہہ گئے تھے اور صدہا صحابہ اپنے گھروں اور زمینوں سے بیدخل ہو کر ملک ابی سینا میں پناہ گزین ہوئے تھے کیا یہ سب کفار مکہ کی مہربانیاں تھیں؟ اور نیک سلوک کی کارروائیاں تھیں یا ظالمانہ دست درازیوں کے نتیجے تھے۔ ہمیشہ عہد شکن لوگ دوسرونکو وطن سے بیوطن کرنیوالے اور امن عامہ میں خلل انداز لوگ اس قایل ہوتے ہیں کہ جن تلواروں سے انھوں نے یہ دست درازیاں کیں اُنھی تلواروں سے انھیں سزا دیجاوے اور عہد شکنی اور امن عامہ کے مخل لوگوں کو کافی سزا دیجاوے تاکہ اُن کی نسل اور ہمسایہ ایسے ظلم وستم کا اعادہ نکریں کیونکہ آئے دن فتنہ ٹھیک نہیں بہتر یہی ہے کہ مفسد لوگوں کو نیست و نابود کیا جاوے جو فساد میں ابتدا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں پس پنڈت دیانند اور لیکھرام کا یہ کہنا درست نہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اب کونسی تلوار چل رہی ہے حالانکہ گذشتہ دس سال کے اندر ہند میں پچاس لاکھ مسلمان تمیر شمار میں زیادہ ہو گئے ہیں اور بیسیوں ہندو لاہور میں اگلی روز مسلمان ہوے ہیں۔ پس بڑے آدمی ہو کر بچوں اور ناسمجھوں کی سی باتیں منہ پر لانا نہایت کسرشان ہے۔ اول تو کسی مسلمان بادشاہ نے بزور شمشیر کفار کو اسلام میں داخل ہی نہیں کیا۔ اگر بفرض محال

کردیا اور نیوگ کے مسئلہ کو پیش کرکے زناکاری اور بدکاری کو از سر نو عروج اور ترقی دی۔ بہر حال اس امر کا ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ بُت پرستی سے نفرت ظاہر کی ہے لیکن اس گند سے

بقیہ حاشیہ

کوئی ایسا کرے تو اسلام اُس کا جواب دہ نہیں ہے کیونکہ اسلام ایسے فعل سے بیزار ہے ہم خود بیزار ہیں کہ کوئی برائے نام مسلمان بنجاوے اور اسلام کی حقیقت سے بیخبر ہو اور اسکے اصول کا پابند نہ ہو۔ کیا کوئی کھانے پینے یا خاص لباس پہننے سے مسلمان بنجاتا ہے ہرگز نہیں مسلمان بننا ایک دل کا فعل ہے سو جب تک دل اطمینان نہ پکڑے اور انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا تعالے کی راہ میں فدا نہ کردے اسوقت تک ایمان نصیب ہی نہیں ہوتا۔ پس جبر سے کسی امر کی تصدیق نہیں ہوسکتی اور دل شانتی نہیں پکڑتا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فذکر بالقرآن وما انت علیھم بجبار یعنی تو قرآن کے ذریعہ سے لوگوں کو نصیحت کیے جا اور تو لوگوں پر زبردستی نکر خواہ کوئی ماننے یا نہ مانے اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے فذکر فانما انت مذکر لست علیھم بمصیطر پس تو نصیحت کیے جا حق یہ ہے کہ تو ایک واعظ ہے۔ تو اُنپر داروغہ نہیں کہ خواہ نخواہ انکو ایک راہ پر بجبر قائم کردے۔ پس اتنی شہادتوں اور احکام الٰہی کے ہوتے ہوئے اگر کوئی خواہ نخواہ یہ دعویٰ کرے کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانا اسلام کا رکن اعظم ہے تو اُس کا کوئی علاج نہیں وہ محض دھوکا دہی اور تعصب کی راہ سے اپنا خبث باطن ظاہر کررہا ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور... لیکھرام وغیرہ نے اسلام پر یہ الزام لگایا ہوا ہے کہ کفار پر جزیہ لگانا ظلم اور جبر ہے یہ الزام محض ناواقفی اور جہالت سے پیدا ہوا ہے جاننا چاہیے کہ جزیہ کے معنی ہیں جزاء النفس وحفظ المال والعزۃ یعنی جزیہ وہ ٹیکس ہے جو کفار سے بعوض اُن کے حفظ مال وجان اور عزت کے ادا کیا جاتا تھا اور اسکی مقدار بہت قلیل تھی اور ناظرین اسکی مقدار سُنکر بہت تعجب کرینگے اور ساتھ ہی جب موجودہ ٹیکسوں اور محصولوں کا ملاحظہ کرینگے تو اُن کے مقابلہ میں جزیہ ہزار روپیہ میں ایک روپیہ ہوگا۔ چنانچہ ایک کروڑ روپئے کی جائیداد والے کافر سے چار روپے سالانہ لیے جاتے تھے اور مسلمان جو ایک کروڑ روپیہ کا مالک ہوتا تھا اُس سے دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ زکوۃ میں لیا جاتا تھا۔ کافر چار

کنارہ کشی کرکے خدائے حی وقیوم ازلی ابدی کو اُسکے تمام اسماءِ حسنیٰ سے متصف نہیں کرتے اور
زبان سے توحید کا اقرار ہے پر اُسکو معماروں اور حلوائیوں کیطرح محتاج قرار دیا ہوا ہے گویا دو د

بقیہ حاشیہ

روپیہ سالانہ دینا تھا اُس کی طرف سے خرچ پولیس اور دیگر محصولوں کے اخراجات کا معاوضہ ہی نہ مقدار سمجھا جاتا تھا اور امن عامہ کے قائم کرنے کے لیے دولتمند غیر مسلم کو کسیطرح کی تکلیف نہیں دیجاتی تھی اور نہ سکھوں کی طرح لوگونکو مفت بزور بازو کام میں لگایا جاتا تھا وہی روپیہ محکمہ جنگی اور پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کو پورا کرتا تھا۔ اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کیا ان تکالیف اور انتظام کے مختلف صیغوں کے بحال رکھنے کیلیے ایک کروڑ روپیے میں سے چار روپیے وصول کرنا کونسا ظلم اور بے انصافی ہے حالانکہ مسلمانوں سے اڑھائی لاکھ روپیہ لیا جاتا تھا کیا اس ہمدردی اور سہولت کسی اور گورنمنٹ سے لوگونکو نصیب ہوئی ہے۔ مزید براں تاجروں سے ایک مال پر ایک ہی دفعہ محصول لیا جاتا تھا پھر اُسکو اجازت تھی خواہ اس مال کو ہزار شہروں میں جا جا کر فروخت کرے مگر آج کل ہزار دفعہ یعنی ہر شہر میں داخل ہوتے وقت ایک ہی مال پر محصول اُنکو دینا پڑتا ہے۔ اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ غیر مسلم لوگوں اور تاجروں پر کونسا ظلم تھا۔ اسکے بعد اگر کوئی کہے کہ جزیہ لینا ظلم تھا وہ محض تعصب اور ظلم کی راہ سے لوگونکو دھوکا دیتا ہے جس کا جواب صرف سکوت ہی نہیں بلکہ ہزاروں گناہوں اور نیکیوں کے تصفیہ کے لیے جو ہر ایک فرقہ اور مذہب کا پابند اپنے نزدیک الگ ایک معیار اور دلائل رکھتا ہے اُن سب کے لیے اسی خدائی فیصلہ کو حاکم سمجھہ لینا چاہیے جس کی رو سے لیکھرام نے مرکر نیوگ تناسخ اور دیگر اعتراضات کی تکذیب کردی اور اسلامی اصول اور جزیہ وغیرہ کی حقانیت پر مہر کردی کیونکہ پرماتما کا کوئی کام بغیر حکمت کے انجام پذیر نہیں ہوتا (دیکھو کلیات لیکھرام)

علاوہ ازیں پنڈت دیانندجی ویدکی تعلیم میں لکھتے ہیں کہ جسطرح بگلا دھیان لگاکر مچھلی کے پکڑنے کی تاک میں رہتا ہے اسی طرح (راجہ) دولت جمع کرنے کے خیال میں رہے چیتہ کیطرح چھپکر دشمنوں کو پکڑے اور دشمن نزدیک آجائے تو خرگوش کیطرح بھاگ جاوے

میں گائے کا گوبر اور پیشاب ملا دیا ہے ان صاحبان کے نیک نمونہ کا یہ اثر ہونا چاہیئے تھا کہ یہ لوگ ہر طرح کے فسق و فجور سے پرہیز کرتے اور اپنے اور بیگانے کے حقوق کی رعایت

بقیہ حاشیہ

اور بعد ازاں دھوکا دیکر اُسے پکڑ لے اور دشمنوں کو بُلا کر یا کچھ دیکر یا اُن میں نفاق ڈالکر اپنے بس میں کرے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۶ ایسی تعلیم پرمیشر کی طرف سے نہیں ہو سکتی کیونکہ جس میں یہ لکھا ہے کہ دولت جمع کرنے کے لیے دنیا کا کیڑا ہو جائے۔ اور دھوکہ سے لوگوں پر حملہ کرے یا اُن میں پھوٹ ڈالکر بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لاوے + پھر لکھا ہے کہ جب یقین ہو جاوے کہ اس وقت جنگ کرنے سے کچھ زک پہنچے گی اور کچھ عرصہ کے بعد مقابلہ کرنے سے اپنی بہبودی اور فتح ضرور ہو گی تو دشمن سے صلح کرکے موقع کا انتظار کرتا رہے جب دشمن کو کمزور اور اپنے تئیں مضبوط اور باسامان سمجھے تو اُس پر یک لخت حملہ کرے۔ خواہ باپ۔ اُستاد۔ عورت۔ لڑکا اور پروہت ہی کیوں نہ ہو۔ جو اپنے دھرم پر قائم نہیں رہتا وہ راجہ سے سزا دیے جانیکے قابل ہے جو دھرم (دین) کو چھوڑ کر ادھرم (ارتداد) کرے اور اوروں کو بے قصور مارنیوالا ہے اسکو بے سوچے سمجھے قتل کر دینا چاہیے۔ اب ناظرین غور فرماویں کہ کیا وہ کتاب اور تعلیم پرمیشر کیطرف سے ہو سکتی ہے جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ "ہے سبھا اور قوم کے مالک! آپ جو ہمارے ساتھ دشمنی کرے یا جو ہمارے ساتھ عداوت کرے۔ ہماری پس غیبت کرے۔ جو ہمارے ساتھ فریب کرے ان سبکو جلا کر خاک کر ڈالیے" (دیانندی یجروید بھاش صفحہ ۱۰۹۶)

گربہ مسکین گر پر داشتے + تخم کنجشک از جہاں برداشتے + خدانخواستہ اگر ان لوگونکو کچھ طاقت اور ملکی اقتدار بھی حاصل ہو جاتا تو غیر مذہب والونکو دنیا میں رہنا محال ہو جاتا اور سکھا شاہی کا دور دورہ پھر ہو جاتا۔ سچ ہے کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے پس جو خدا نے ان سے کیا ہے وہ بہتر کیا ہے کہ ہمیشہ کیلیے انکو دوسری قوموں کا ماتحت اور غلاموں کیطرح کر دیا ہے اس دعا اور منتر کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل کافی ہے کہ یہ دعا قبول نہیں ہوئی

کرنے اور بدکاریوں اور شرارتوں سے تائب ہوکر ایسا نمونہ پیش کرتے کہ دوسروں کو ساتھ ملنے کی خواہش پیدا ہوتی - مگر اب کوئی اگر ان کا دامن پکڑے تو کس خوبی کے لیے پکڑے - ان میں

بقیہ حاشیہ

اگر خدا کی فرمودہ دعا ہوتی تو وہ ضرور اپنے فرمودہ دعا کا پاس کرتا اور انکو اقبالمندی بخشتا خدا نے مسلمانوں کی دعاؤں کو قبول کیا اور ظالموں اور بدعہدوں اور کفاروں اور بیوفاؤں پر کامل فتح بخشی - پس اگر کوئی حاکم کسیکو یہ کہے کہ اس مضمون کی عرضی لکھ لاؤ تو تمھیں فلاں ملازمت ملجاوے گی - پھر اگر وہ عرضی منظور نہ ہو تو اُسے نالائق بدعہد یا عاجز اور نادار کہینگے اور اسی طرح بے خفیفت حاکم کیطرح وید کے پرمیشر کو بھی مان لینا چاہیے کہ اُسنے لوگونکو دھوکا دیا اور یہ کہ جو کوئی اپنے مذہب کو چھوڑ دے اُسکو بے سوچے سمجھے قتل کردینا چاہیے - کیا ایسی شرتی اور منو کی تعلیم کو مدنظر رکھکر قرآن پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ دین کے لیے جبر اور زبردستی اسلام میں جائز ہے ! کیا دیانندجی کا اب بھی جھوٹھ ثابت نہیں ہوا جو ایک طرف آنکھوں پر پٹی باندھ کر مسلمانوں کو اس امر پر کوستے ہیں کہ یہ لوگ بزور شمشیر اسلام پھیلانا ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ اپنے ہاتھوں لکھی اور ترجمہ کی ہوئی ویدک تعلیم میں صاف لکھا ہے کہ دھرم چھوڑنے والے کو مار ڈالو اور دشمنوں کو فریب سے قتل کرڈالو اور جب دیکھو کہ ہم کمزور ہیں تو منافقوں کی طرح صلح کرلیں لیکن موقع پاکر نہایت بے ایمانی اور بے رحمی سے مخالفوں پر شب خون مارو پس قرآن یہ تعلیم نہیں دیتا کہ باپ ما استاد اور پروہت کو قتل کرڈالو اگر وہ بیدین ہوجاویں بلکہ وہ یہ سکھاتا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا - وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما و صاحبھما فی الدنیا معروفاً یعنی ہمنے انسان کو یہ وصیت کی کہ والدین کے ساتھ احسان کیا کرو لیکن اگر تجھے اس امر کا حکم کریں کہ تو خدا کے ساتھ کسیکو شریک بناتو تو اس امر میں انکی بات مت مان لیکن دنیوی امور میں کماحقہ انکی پوری پوری سیوا اور خدمت کر - ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما

کونسی صفت اور قابل رشک وصف ہے جو اوروں میں نہیں - علاوہ ازیں لالہ دیانند جی
نے یہ بھی کہدیا ہے کہ "جو اچھے آدمی ہیں وہ تو آرام پائیں گے اور جو گنہگار ہیں وہ سب

بقیہ حاشیہ، وقل لھما قولا کریما یعنی خدا کا حکم یہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو - اگر ان میں ایک یا دونوں تیرے ہوتے بڑھاپے کو پہونچ جاویں تو تو اُن کو اُف تک بھی نکہہ اور نہ اُنکو جھڑک اور اُن سے باادب تمام بات کر - پس ناظرین خود سوچ لیں کہ دیانندی پنتھ کیا کچھہ کہتا ہے اور اسلام کیا کہتا ہے پس اگر اب بھی کوئی بیہودہ اور خلاف واقعہ باتیں کہنے سے باز نہیں آتا اور خواہ مخواہ جھوٹھے اعتراضوں سے لوگوں کے دلونکو دُکھاتا ہے اور صرف اپنے اصول کی صداقت پر نازاں ہے، تو بہتر ہے کہ وہ ہماری پہلی بحث دربارہ گناہ پر غور کرے کیونکہ زبانی مباحثات پر ڈنکو کی چوٹ سے بلانا اب لاحاصل ہے کیونکہ ہزاروں کتابیں بنا بر دلائل عقلیہ ونقلیہ در بارہ حلال وحرام ہر ایک فرقہ کیطرف سے تصنیف ہو چکی ہیں - کوئی عقلی دلائل سے نیوگ کے فوائد بیان کرتا ہے کوئی شراب کے جواز میں زور لگا رہا ہے کوئی تناسخ کا ثبوت پیش کر رہا ہے کوئی غیر عورت پر نظر ڈالنا بھی گناہ سمجھتا ہے - پس ان تمام مختلف اور متضاد گناہوں اور اعمال صالحہ کا تصفیہ اسی آسمانی فیصلہ سے مان لینا چاہیے جو پرماتمانے خود اپنے ہاتھ سے نیوگ - تناسخ - ارواح اور مادہ کے انادی جاننے والے لیکھرام کو ہلاک کر کے ان مسائل کو غلط اور ناپسند قرار دیا اور ویدک دھرم اور عناصر پرستی کی تمام شاخونکو کاٹ ڈالا پھر اس کے بالمقابل وکیل اسلام (مرزا صاحب) اور ان کے اصول اور اعمال اور کردار اور گفتار کو پسند فرمایا اور جائز قرار دیا ہے کیونکہ بقول آریہ مسافر لیکھرام "کوئی پرمیشر کا کام بغیر حکمت کے ظہور پذیر نہیں ہوتا اور صادق کیطرح کاذب کی اسکی درگاہ میں عزت نہیں پاتا" (دیکھو کلیات لیکھرام) پس ہمارا اور تمام نیک لوگونکا لیکھرام کے اس قول پر بالکل اتفاق ہے - اور یہ بھی اتفاق تام ہے کہ جو کچھہ خدا نے لیکھرام اور مرزا صاحب کے مباہلہ اور مقدمہ میں کیا وہ سب حق ہوا کیونکہ جو مقدمہ خدا کی درگاہ میں پہنچ جاتا ہے اُس کے تصفیہ سے کسی پر ظلم نہیں ہوتا ہے خدا کرے آیندہ بھی ایسا ہی ہو یعنی جسطرح اب لیکھرام کی طرح..

مذہبوں میں تکلیف پاوینگے" دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ - خواہ کوئی ارواح اور مادہ کو انادی
یا غیر انادی مانے خواہ کوئی تناسخ کے گورکھ دھندہ کو اواگون اور فضول نامعقول قرار دے
مگر نیک ہووے پھر ہر ایک کام کیطرف کوشش کرنا اور بدی سے بچنا کافی ہے - سماج اور
آریوں میں اگر کوئی جاوے تو کیا کرے گا کیونکہ اول تو انکو معلوم نہیں کہ وید میں کیا لکھا ہے وجہ
یہ ہے کہ چاروں ویدوں کا ارتھ (ترجمہ) نہیں ہوا اور جو کچھ تھوڑا یا بہت دیانند کر گئے وہ
بھی قابل اعتراض اور پانچ دفعہ کاٹ کاٹ کر چھپا ہے - پس جن لوگونکو معلوم ہی نہیں کہ پرمیشور
نے کن باتوں پر مکتی وابستہ کی ہوئی ہے اور کن باتوں سے انسان سور اور کتے بلیوں کے
جونوں میں علطاں پیچاں ہوتا ہے اور کن باتوں سے پرمیشور راضی اور ناراض ہے تو پھر
بقول شخصی او .... خویشتن گم است کرا رہبری کند اندھا اندھے کی کہاں رہبری کرسکتا ہے
پس ہماری نصیحت تو یہی ہے کہ پہلے وید کا مکمل عام فہم ترجمہ کرکے دنیا کے سامنے پیش کریں
اور جب چند سال تک دنیا ستیارتھ پرکاش کیطرح پانچ سات دفعہ غلطیاں نکالکر اس کی
دھجیاں نہ اڑا لے کسی غیر مذہب والیکو ادھورے ویدک دھرم کیطرف دعوت نہ کریں ورنہ
بے انصافی ہوگی اور نتیجہ خراب اور اواگون کے چکر کی طوالت لازمی ہوگی +

پس بالآخر ہم ناظرین کو اس امر کیطرف متوجہ کرتے ہیں کہ مذہب کے جوش اور جنون کا
کم از کم یہ نتیجہ اور علت غائی تو ہونی چاہیے کہ انسان اپنی الہامی کتاب کے اوامر اور نواہی کا لحاظ
رکھے مگر آریوں میں یہ یا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ آجتک کوئی آریہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں وید کے
کل احکام کا پابند ہوں پس ایسے مذہب اور ان کے مہاتما پنڈتوں کے خراب نمونہ اور
بری تاثیر سے ہم کلی متنفر ہیں ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے کہ جنکی پاک زندگی اور تاثیر قدسی
اور افاضۂ خیر کی وہ نہریں چل رہی ہیں کہ ملک روحانیت اور اخلاق فاضلہ سے سیراب ہو
رہا ہے اور خدا کی تازہ بتازہ وحی اور الہام سے فسق و فجور اور دہریت کا گھر برباد ہو رہا
ہے - اور تقوے طہارت اور نکوئی کا گھر آباد ہو رہا ہے - پس وہ بیان جس کا ہم اشارہ
کرتے ہیں اور جو بعض مقدس انسانوں کے ذکر پر مشتمل ہو کر
ہدیہ ناظرین ہے +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

واضح ہو کہ قانون قدرت اسیطرح مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جبتک کہ اُسکی رہنمائی کے لیے ایک کامل پیشوا اور ہادی نہ ہو اگرچہ اس آزادی کے زمانہ میں شخصی حکومت کو سخت نفرت سے دیکھا جاتا ہے لیکن پھر بھی جمہوری ریاستوں میں پریزیڈنٹ کی ازحد ضرورت ہوتی ہے اسی طرح فوجوں اور حیوانات کے گلوں میں کوئی نہ کوئی ضرور رہنما اور افسر ہوتا ہے حتی کہ بعض جنگلی جانوروں اور پرندوں میں بھی کوئی امام ضرور ہوا کرتا ہے بغیر اس حسن انتظام کے جس میں ایک امام کا ہونا ازبس ضروری ہے دنیا میں گذارہ محال ہے۔ سو جاننا چاہیے کہ جس طرح ہر ایک چند روزہ محکمہ اور کارخانہ میں ایک افسر اور رہنما کا ہونا لابدی ہے اسیطرح بنی آدم کی روحانی حالت کی اصلاح اور روانگی کے لیے اللہ تعالٰے بعض ایسے افراد کاملہ مبعوث فرماتا ہے جو دنیا کے لیے سٹیم انجن کا کام دیتے ہیں ان کے وجود کے بغیر دنیا درخت بے ثمر اور بے مغز پھوک سے بڑھکر نہیں ہوتی۔ انسان کی اصل غرض اور مدعا جو ہے لوگ اس سے بھٹک جاتے ہیں اور لہو و لعب میں گرفتار ہو کر اپنے اصل مالک حقیقی کی معرفت سے ناآشنا اور ناواقف ہو جاتے ہیں سو جاننا چاہیے کہ دنیا کی حالت جیسے کہ آیندہ بتفصیل معلوم ہوگا ایک انسانی بچہ کی طرح واقع ہوئی جو ضعف سے پیدا ہو کر طرح طرح کی تعلیم اور تربیت کا محتاج رہتا ہے اور جوں جوں وہ بڑھتا جاتا ہے اُسکی ترقی تعلیم کے لیے حسب لیاقت مختلف کتابیں اور دیگر سامان ضروریات بہم پہونچایا جاتا ہے آخر کار جب وہ کامل ہو جاتا ہے یعنی جسمانی اور روحانی طور سے اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اُسکو بعض امتحان پاس کرنیکے بعد کامل قانون اور ہدایت نامہ ملتا ہے جسکی دفعات کے مطابق وہ زندگی بسر کرسکے۔ اسیطرح حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جب دنیا نے ایک عظیم الشان انقلاب قبول کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بنی آدم کی رہنمائی کیلیے مختلف قانون آتے رہے جن سب کا منشا اور علت غائی یہی تھی کہ لوگ شرک سے بچیں اور توحید اور معرفت الٰہی حاصل کریں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دنیا اپنے شباب کو پہونچگئی تھی اور تمام قوموں کا میل

جول اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک کامل ہدایت نامہ جو تمام صدقو اور تورات اور انجیل وغیرہ محرف مبدل کتابوں کی تعلیم پر مشتمل ہے عطا فرمایا تاکہ اس ہدایت نامہ سے ہر ملک و ملت مستفید ہو سکے۔ اگرچہ یہ ہدایت نامہ مہذب دنیا کے کناروں تک پہونچگیا تھا مگر جسطرح انسان پر طرح طرح کے انقلاب اور حالتیں آتی ہیں اسیطرح شرک و بدعت اور گوناں گوں فسادوں سے دنیا بیمار ہو جاتی ہے اور ایسے حاذق طبیب اور حکیم کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے جو کامل ہدایت نامہ سے مناسب نسخہ تجویز کر کے دنیا کی حالت کو رو باصلاح کرے کیونکہ جب انسان یا دنیا بیمار ہوتی ہے تو وہ صرف اپنی ہی سمجھہ اور تدابیر اور غور و فکر سے صحتیاب نہیں ہوتی بس باوجود تمام ہدایتوں اور ادویہ کثیرہ کے ایک معلم یا ڈاکٹر کی ضرورت ہر موسم میں محسوس ہوا کرتی ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ اسلام میں ہر صدی میں ایک مصلح اور مجدد کو بھیجکر اپنے بندوں کو ہدایت کیطرف دعوت کرتا ہے اُس کا یہ طریقہ ہرگز نہیں کہ جب دنیا محض بچہ کیطرح کم علم اور کوتاہ اندیش تھی وید کی پستک دیکر یکدفعہ ہی سے قطع تعلق کر لیا اور کروڑوں برس آریہ ورت میں فسق و فجور اور کفر و شرک کی بیماریوں کی دور دورہ ہوا مگر وہ نہایت سنگدل ہو گیا ان کی خبر تک نہ لی اور اس کوتاہی اور بےمہری سے ویدک دھرم کے بعض بچھڑے ہوئے فرقونکی یہ حالت ہو گئی ہے کہ بعض لوگ یعنی چولی مارگ والے ہیں وید کے ذو معنی شرتیوں سے ایسے گمراہ ہو گئے کہ اندھیرے میں اپنی ماؤں بہنوں اور بہوؤں کا منہ کالا کرنے لگے اور اپنی بیگانی لڑکیوں میں کچھہ تفرقہ جائز نہ رکھا اور ننگی عورت اور برہنہ مرد کے آگے متھا ٹیکنا اور اپنی حاجات کے لیے انکو مستقل سمجھنا؟ اصول اعلیٰ قرار دیا گیا اسی طرح بیج* مارگیونکی عورتیں اور مرد خاص کام کے بعد ویریہ کو پانی میں گھولکر پینے کو باعث نجات یقین کرنے لگ گئے اور ایک فرقہ وید یعنی اجری وجری نے بول و براز بھی کھانا ثواب دارین سمجھہ لیا مگر افسوس کہ بقول آریہ سماج پرمیشر نے مصلحت نسمجھی کہ کسی دیانند کو یا کسی اور کو الہام اور کلام پاک سے موید و ملہم کر کے ان گمراہونکی ہدایت کے لیے مبعوث فرماتے اور دوبارہ الہام کا دروازہ کھولنا مناسب نسمجھا گو آریہ ورت ناپاک ترین اعتقاد والے لوگوں سے بھر گیا اور زمین فسق و فجور کی نجاست سے آلودہ ہو گئی۔ الحمدللہ کہ تعالیٰ حسب وعدہ مندرجہ قرآن کریم ہر صدی میں اور ہر زمانہ میں ایسے برگزیدہ کامل انسانوں کو مامور فرماتا رہا ہے کہ وید کے بچھڑے ہوئے گندہ فرقوں کے منہ و نکو توحید و تقدیس سے معمور کریں

* دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۴۶۶-۴۶۷

سو جاننا چاہیے کہ اس دنیا میں روحانی امراض شدیدہ ہمیشہ ہوا کرتے ہیں اور رہوں گے۔ جس مذہب میں کوئی کامل ڈاکٹر نہیں اسکی حالت خطرناک ہے اور جس قوم میں کوئی چراغ روشن نہیں اسکی گمراہی اور بطلان عند العقلا قریب تر ہے جس جماعت میں کوئی مہدی یا سٹیم انجن نہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی بلکہ دنیا کی دولت اور وجاہت کا حاصل کرنا انکی زندگی اور کوششوں کا آخری نتیجہ اور علت غائی قرار پاجاتی ہے اور انکی حالت اپنے بزرگوں اور رشیوں اور منیوں سے بدرجہا متغیر ہو کر مسخ ہو جاتی ہے۔ سو یہ سب انقلاب خدا کی بے توجہی سے ظہور پذیر نہیں ہوتے بلکہ ان لوگوں کی غفلت اور انکار اور کفر سے پیدا ہوتے ہیں جو خدا کے مدامی الہام اور کلام کی بارش سے ظاہری بارش کیطرح مستفید ہونیکی کوشش نہیں کرتے بلکہ اپنے بزرگوں انبیا اور اولیاء اللہ کی راہنماؤں اور تعلیموں کو ضائع کرکے قصہ کہانیوں پر قانع ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں اور ان کی اصول کے غلط ثابت کرنے کے لیے کسی فلسفہ اور باریک دلائل کی ضرورت نہیں صرف اتنا ہی دیکھ لینا کافی ہے کہ آیا یہ لوگ جو اپنے تئیں اپنے بزرگوں اور رشیوں کے متبع یقین کرتے ہیں اُن میں اُن بھگتوں کے سے اعمال اور برکات بھی دستیاب ہوتی ہیں یا نہیں۔ پس اگر ان دونوں صفتوں سے خالی و تہیدست ہیں تو ان کے دعاوی بلادلیل ہرگز قابل سماعت نہیں چنانچہ آجکل جو اپنے تئیں آریہ خیال کرتے ہیں وہ ہرگز اپنے بزرگان دین کی اتباع نہیں کرتے۔ مثلاً شادیوں اور ماتموں میں اُن تمام رسومات کے عامل نہیں جو وید یا کم از کم ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں کیونکہ یہ لوگ جب ارشاد وید اپنے مُردوں کو کستوری صندل اور روغن زرد قیمتی پچھتر روپے اگر تگر وغیرہ میں ہرگز نہیں جلاتے اور شادیوں کیطرح برملا نیوگ کی رسم کو ادا کرکے اُسپر عملدرآمد نہیں کرتے یا کر سکتے اور بعض شریف آریوں کے گھروں میں اولاد کا سخت قحط محسوس ہو رہا ہے مگر نیوگ کی طرف رجوع نہیں کرتے پس ایسے لوگوں کو وید کا متبع یا رشیوں کا قائمقام ہرگز تصور نہ کرنا چاہیے۔ اسیطرح عیسائیوں کا حال ہے اگر وہ اپنے بزرگوں اور کتب مقدسہ کی اتباع کرتے تو بقول انجیل مصنفہ مسیح علیہ السلام اشارہ سے پہاڑوں کو اُڑا دیتے قصہ کوتاہ ہر باطل مذہب کی حالت میں روز بروز تبدیلی اور فرق عظیم آتا جاتا ہے اور آتا رہے گا۔ پس پرمیشر کا احسان اہل اسلام پر بہت ہے کہ جسطرح وہ وقت پر ظاہری بارش اور موسمی ضروریات کے ..... سامان سے مستفید کرتا ہے اسیطرح

جب بدعات اور فسق و فجور کی امراض شدید شور کرتی ہیں اور روحانی آدمیوں کا قحط پڑ جاتا ہے تو وہ اپنی عنایات بےغایات سے ہر صدی میں مہدی اور مجدد پیدا کرتا ہے جو خدا سے تائید پاکر پاکیزگی اور نیکی کا اعلیٰ ارفع نمونہ پیش کرتا ہے اور اپنی تاثیر قدسی اور روحانی کشش اور برکات سے لوگوں کو چند روزہ زندگی کے مخمصوں اور ظلمتوں سے نجات دیکر خدا سے وصل کرا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام میں وہی پنج ارکان اسلام اور وہی قرآن اور وہی اصول ہیں جو ابتدا میں تھے اور وہی فیوض اور برکات اور کرامات سچے مسلمانوں کے شامل حال ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں نمودار تھیں مگر بر خلاف اس کے آریہ لوگوں کا تو کیا کہنا ہے کیونکہ اول تو یہ وید کی اطاعت کا دعویٰ نہیں کرتے کیونکہ تمام وید کی صورت اور احکام سے نا آشنا ہیں اور عیسائی بیچارے بھی اپنے بزرگوں کے اعمال اور گفتار سے مستغنی ہو گئے ہیں اور یسوع نے جو انجیل میں کہا کہ میں توریت کا ایک شوشہ تک کم کرنے کو نہیں آیا اس کے نام کے متبعین نے تمام توریت کے احکام اور شریعت کی پابندی کو لعنت تصور کیا ہے۔ یہ لوگ ایسے بلا نوش نکلے کہ سور کو جو توریت میں ابدی حرام لکھا ہے اسکو بھی ہڑپ کر گئے اور اپنے خداوند کے باپ یوسف کی سنت سے بھی منکر ہو گئے یعنی جیسا انہوں نے نکاح ثانی کیا یہ اس فعل کو حرام سمجھتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو یسوع کس کی اولاد قرار پایا؟ اور قریب نصف درجن کے جو اولاد ہوئی کیا وہ بچے ناجائز ولادت سے پیدا ہوئے تھے جو خداوند یسوع کے بھائی اور بہنیں تھیں حاصل کلام جب انسان ایک جگہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے قائم رکھنے کے لیے اور کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ پس خدا کی انصافانہ قدیمی سنت الہام سے منکر ہونا صد ہا گمراہیوں اور اکاذیب کا باعث ہوا ہے پس ان گمراہیوں اور بد اعتقادیوں کو دفعیہ کے لیے جب باریتعالیٰ کسی مبارک وجود کو اپنے الہام اور پاک کلام سے مشرف کرتا ہے تو اس کے نور کی جھلک سے خطرناک تاریکیاں اور ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں اور اندھیری گھاٹیوں اور تیرہ و تار غاروں تک روشنی کی کرنیں جا پڑتی ہیں اور لاکھوں اندھے بینا ہو جاتے ہیں اور ہزاروں بہرے سننے لگتے ہیں پس وہ شخص جو اسلام کے لیے سیتھم انجن اور سچائی کے طالبوں کے لیے صداقت کا آفتاب ہے وہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود ہیں آپ پر ہزاروں لاکھوں بے انتہا صلوٰۃ و سلام ہوں اور نیز آپ کے اتباع پر +

جاننا چاہیے کہ اس پاک امام ہمام نے ہزارہا خرابیوں اور کفر و شرک اور بدعات کی بکلی بیخکنی کی ہے جو گھٹا ٹوپ بادل کیطرح دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ منجملہ ان بدعات کے ایک یہ بھی ہے جسکا اشارۃً ذکر آچکا ہے کہ سکھوں کی قوم کو از سر تو نور و ہدایت کی راہ دکھائی اور باوا صاحب کے مذہب (اسلام) اور طریق زندگی اور استفاضۂ برکات اور اولیاء اللہ کی صحبت کے فیوض اور رحمتوں سے آگاہ کیا ہے جنہیں انھوں نے اپنی عمر گذاری مگر آجکل کے سکھ ایسا باتوں سے نفرت کرتے ہیں کہ اپنے مذہب کے بانی میانی کیطرح حضرت عبد الشکور سلمی اور حضرت معین الدین چشتی وغیرہ اولیاء اللہ کی صحبت اور قرب سے مستفید ہونا اور نماز روزہ حج زکوٰۃ سے سعادت دارین طلب کریں جسطرح ان کے باوا صاحب کرتے تھے چنانچہ ترکستان کا سارا ملک باوا صاحبکو پکا مسلمان یقین کرتا ہے مگر سکھوں کا یہ حال ہے کہ جو کوئی ان کے گھروں میں رہتا ہے وہی انکی خانگی زندگی اور شراب نوشی اور ہر قسم کی بدکاری اور فسق و فجور کی کثرت سے واقف ہو سکتا ہے۔ دوسروں کو ان باتوں سے کہاں اطلاع ہو سکتی ہے اگر پوچھا جاوے کہ باوا صاحب تو ریاضتیں اور چلہ کشیوں اور ذکر الٰہی میں ہر وقت مصروف رہتے تھے تم کیوں اس قدر گندگی اور ناپاک راہوں میں گر گئے اور انکی آخری وصیت مندرجہ چولہ صاحب پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ تو کہتے ہیں کہ اس ناپاک دنیا میں باوا صاحب بھی یہ کہتے کہتے گذر گئے وہ یہ ہے

کلمہ کہوں تو کل چھٹے اور بن کلمہ کل نا رے
جے دیکھوں کل کھول کے تو سب کچھ کلمہ مارے

یعنی اگر کلمہ پڑھتا ہوں تو دلکو تسکین اور اطمینان ہوتا ہے ورنہ نہیں کیونکہ سب کچھ کلمہ طیبہ کے اندر ہے۔ بھلا یہ کوئی جواب ہے وہ تو پاکدل اپنے تئیں عابد زاہد اور پرہیزگار مسلمان رہ کر اس دنیا سے چلے گئے مگر انھوں نے تمھاری طرح دنیا پرستی کو ہی معبود نہیں بنالیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک اور شرک اور الوہیت مسیح ابن مریم کی بیخ و بنیاد بھی حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود سے اکھاڑی گئی ہے اور کروڑوں عیسائیوں کو اس بیہودہ اعتقاد سے پھسلا دیا جو مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھتے تھے اور انکی قبر دکھا کر کفارہ کے گناہ خیز مسئلہ کو جاہل لوگوں کے دلوں سے اٹھا دیا اور لاکھوں جو اس مسئلہ پر تکیہ کرکے ہر ایک فسق و فجور میں غلطاں تھے جادہ راستی پر آگئے اور بائبل کی محرف مبدل تعلیمات سے دست بردار ہو گئے اور حضرت اقدسؑ کی زبردست تحریروں اور پُرتاثیر دعاؤں نے

یہ اثر پیدا کیا کہ جوق در جوق لوگ حق کے قبول کرنے کے لیے ہمہ تن طیار ہو رہے ہیں اور بائیل کو دور سے سلام کرتے ہیں اور قریب ہے کہ وہ مشرف باسلام ہو کر دائمی مکتی اور مکالمہ الٰہیہ کے لذیذ پھل کھاویں۔ علاوہ ازیں اور زبردست نشانوں اور کراماتوں کے جو حضرت مرزا صاحب کے نفوس قدسیہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ لاکھوں مسلمانوں کو فرقہ احمدیہ میں منسلک کرکے حقیقی تقویٰ اور طہارت پر قائم کیا ہے اور ان کی روحانی حالت اور نیک چال چلن کو دیکھکر بعض یورپین بھی حیران ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے دلوں سے ہر ایک بدی کی جڑ کاٹی گئی ہے اور اس کے بالمقابل نیکی نے بسیرا کیا چنانچہ بہت سے افراد ہر ایک بڑی بستی میں رہتے ہونگے جنکی صلاحیت اور نیکی دوسروں کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ ایسی تبدیلی کسی اور فرقہ میں* ہرگز ہرگز

حاشیہ

* واضح ہو کہ ہمارے ایک بھائی مسمی الٰہداد خان ملازم رسالہ شتران جو ایک ذی عزت اور معتبر اور صاحبدل مرد خدا ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ان کے افسر نے ایکبار اونٹوں کی خریداری کے لیے انھیں مامور کیا ایک آریہ صاحب نے اُنسے کہا کہ اگر آپ ہمارے اونٹ خرید کر سرکار کے حوالہ کردیں تو میں آپ کو پانچسو روپیہ دوں گا۔ ہمارے احمدی بھائی نے کہا کہ اس قسم کے اونٹ ناقص ہوتے ہیں اور جلد مر جاتے ہیں اگر تم دو ہزار روپیہ بھی دو تب بھی میں ایسی بے ایمانی نہیں کر سکتا اور آپکے اونٹوں کو نہیں خریدونگا کیونکہ اسمیں نمکحرامی اور معصیت ہے اسپر وہ آریہ دم بخود ہو گیا۔ ہمارے بھائی نے کہا کہ دیکھلو دیانند کی تعلیم اور مرزا صاحب کی تعلیم اور تزکیہ نفس میں کیا فرق ہے۔ ہر ایک اس واقعہ صحیحہ سے عبرت پکڑے اور خیال کرے کہ جیسا کوئی درخت یا بیج ہوتا ہے ویسا ہی اس سے پودہ اور ثمر نمودار ہوتا ہے اسمیں کسی کا کیا قصور۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب پس ویدک دھرم اور اسلامی تعلیم کا پھل اور اثر ہر ایک پر نمایاں ہے۔ دراصل کسی کا گناہ سے کنارہ کشی کرنا اس کی معرفت الٰہی سے وابستہ ہے کیونکہ جو شخص حاکم با اختیار کی قوت و صولت و ہیبت اور غضب سے جسقدر واقف ہوتا ہے اسی قدر وہ اسکی مرضیات کے کام کرتا ہے اور ایسی منہیات اور مکروہ افعال سے پرہیز کرتا ہے جس سے اسکا مالک جو عزیز و مقتدر ہے ناراض ہو کر اسکو اسکے اعمال بدکی پاداش دیتا ہے موقعہ پر ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان احمدی تو اسلیے خدا سے ڈر کر ہر ایک ظلم

دستیاب نہیں ہو سکتی +

دراصل گناہ انسانی قلب اور طبیعت سے دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی ایسا تریاق انسان کو نہ ملے جو گناہ کا زہریلے اثر کو باطل کر دے۔ سو جاننا چاہیے کہ انسان کی ہدایت کے لیے ایک ایسے کامل انسان کی ازحد ضرورت ہے جو خدا کا ایسا قرب اور اُس سے ایسی صلح اور آشتی رکھے کہ وہ خدا کی صفات کا ظل اور مظہر ہو یعنی ایسا ہادی ہونا چاہیے کہ جسکے ہاتھ سے بعض خدائی کام یعنی معجزات اور کرامات ظہور پذیر ہوں اور بعض انسانی کام اس سے ظاہر ہوں۔ گویا وہ انسانیت اور الوہیت کی دو چادروں یا وصفوں کا متحمل ہو۔ اگر کوئی اُستاد اپنے شاگردوں سے بڑھکر کوئی وصف اور خوبی نہیں رکھتا تو اُسکے شاگردونکی ترقی کا دائرہ بہت تنگ اور ناقص واقع ہوا ہے لیکن اگر کوئی ایسے وصفوں کا مالک ہے جو شاگردوں میں موجود نہیں تو وہ بیشک انکو خاص کشش اور اُمید سے عالم بالا کیطرف لیجاویگا۔ پس ذیل میں ہم حضرت مسیح زمان علیہ السلام کی کرامت کا مختصر ذکر کرتے ہیں جنسے یہ امر بوضاحت ہر ایک پر کھلجاوے گا کہ اس کامل ہادی کو درگاہ الٰہی میں خاص رسوخ حاصل ہے سو جو اُس کے کہنے پر چلے گا وہ بھی اپنے اُستاد کے وصفوں کا مالک ہو سکے گا +

علاوہ اور زبردست نشانوں کے جو حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آج سے پچیس[۲۵] سال پہلے آپکو بطور پیشگوئی کے فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ میں تیرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور دور دور کے ملکوں سے لوگ تیرے پاس آوینگے اور اسقدر آویں گے کہ رستے گھِرے ہو جاوینگے۔ پھر فرمایا کہ کثرت رجوع خلائق سے تنگدل اور دقّ نہ ہو جاویو جو تقاضائے بشریت سے ہوتا ہے۔ ہزار ہا بلکہ لاکھوں کو معلوم ہے کہ آج سے پچیس سال پیشتر قادیان کے گرد و نواح میں بھی لوگ حضرت اقدس کو نہیں پہچانتے تھے اور نہ یہاں آتے تھے مگر آج وہ زمانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

بقیہ حاشیہ اور ناپاک راہ سے پرہیز کرتا ہے کہ وہ اسکو قادر مطلق اور نیکی بدی کا پھل دینے والا سمجھتا ہے اور ہر یقین کے حصول کے لیے خدا کے الہام اور زندہ نشانات کا مشاہدہ کرتا ہے اور ایک پہلو سے وہ مالک حقیقی کو دیکھتا ہے لیکن دوسری طرف جو آریہ صاحب ہے اسکو پرمیشر پر اتنا ایمان اور یقین نہیں اُس کا

ان تمام باتونکو ظاہر فرمارہا ہے۔ کیا کوئی انسان اپنے منصوبہ سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں اگر کسی نے کیا ہے تو اُس کی نظیر پیش کرنی چاہیئے۔ اصل بات یہ ہے کہ آئیندہ کی خبر غیب اللہ تعالیٰ کیطرف اپنے ہی

بقیہ حاشیہ: ایمان اور یقین اور خشیت اللہ وہیں ختم ہو جاتی ہے جہاں وہ انسانی نقصان اور مجازی حاکم کے علم اور قبضہ تصرف سے باہر ہو جاتا ہے جب تک اُس کا افسر اُسکے سامنے ہوتا ہے تو وہ ایسی دلیری رشوت ستانیوں کیطرف رجوع نہیں کرتا ہے لیکن جب اس سے وہ غائب ہوا تو ساتھ ہی اُس کا خدا اور خدا ترسی گم ہو گئی اگر کوئی کہے کہ ایسی کرتوتوں کے بدلے اُسے بڑے جنموں میں جاکر سور کتا وغیرہ کا ڈر اور احتمال ہوتا ہے اسلیئے وہ ایسے کاموں سے دستکشی کریگا پر تجربہ بتاتا یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ کسی سُور اور کتے نے انسانی جنم میں آکر ایسے افعال بد کا ہرگز اُپدیش نہیں کیا اور نہ کسی جنم اور خاص گناہ کی سزا کا رونا رویا ہے اس لیئے ایسا خیال کرنا محض نادانی اور جہالت ہے۔ ہاں ایسا آریہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارا گناہ کرنا بھی پرمیشر پر احسان کرتا ہے کیونکہ اگر ہم گناہ نہ کریں تو وہ نیکوں کے لیئے کن روحونکو گائے بکری وغیرہ مفید جانوروں کا جنم دیکر راحت کے سامان مہیا کرے گا علاوہ ازیں یہ بھی ہر ایک پر ظاہر ہے کہ جس پرمیشر نے اپنی قدرت ناقصہ سے ایک ذرہ بھی نہیں بنایا اور نہ کوئی روح پیدا کی اور نہ وہ کسی کا بھلا اور بُرا کر سکتا ہے پھر ایسے کم حیثیت پرمیشر سے ڈرنے کا کیا فائدہ صرف فرضی پرمیشر اور اسکی باتوں میں آکر دینوی فوائد سے بھی محروم رہنا عقلمندی نہیں۔ پس جب آریوں کے اعتقاد کی یہ حالت ہے تو پھر ہر ایک دانشمند کو اسبات پر نا اُمید ہونا چاہیے کہ اُس کا آریہ ملازم دیانت امانت سے اپنے فرائض کو ادا کریگا۔ کیونکہ جس قدر کوئی سرگرم آریہ ہوگا اُسی قدر وہ اپنے پرمیشر کا زیادہ خیر خواہ ہوگا اور ارتکاب افعال بد سے خدا کی خدائی میں نمایاں فتوحات اور ملک گیری کا باعث ہوگا۔ آریوں کی ایمانداری اور حق طلبی کی حقیقت سے صرف ایک ایسے آریہ ہی سے منکشف نہیں ہو سکتی جس کا ذکر ابھی کیا گیا ہے اُس لیے مناسب ہے کہ دو چار اور برگزیدہ آریوں کے جدید کرمونکا ذکر کیا جاوے اور وہ یہ ہے کہ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ایک جھوٹا خون کا مقدمہ پادریوں کیطرف سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب پر دائر کیا گیا تھا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پادری کلارک نے کفارہ کی آڑ میں بیٹھکر

ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے پس جو شخص ایسے نہاں در نہاں غیب پر اطلاع پاوے تو سمجھو کہ اسے درگاہ الٰہی میں رسوخ حاصل ہے پس ایسے لوگ جو دنیا میں خدا تعالیٰ کیطرف سے ہدایت کے لیئے آتے ہیں انھیں کے طفیل اور انھیں کی بابرکت صحبت سے دہریت ضلالت فسق وفجور کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں اور انسان کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ وہ ذات جسنے ایک عاجز انسان کو قبل از واقع فرمایا کہ میں تجھے وہ فروغ بخشونگا اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے سبحان اللہ! بیشک وہ دنیا کا مالک مختار ہے جو چاہتا ہے کرسکتا ہے +

بقیہ حاشیہ عبد الحمید ساکن جہلم کو یہ جھوٹھ سکھایا کہ تو عدالت میں جا کر یہ کہدے کہ مجھے کلارک صاحب کے قتل کرنیکے لیئے مرزا صاحب موصوف نے بھیجا تھا مگر آخر کار یہ منصوبہ کارگر نہ ہوا کیونکہ یہ سراسر دروغ بے فروغ تھا مگر بہت سے نامی سرکردہ آریوں نے اس مقدمہ میں جھوٹھ کی نجاست کھانے اور سور کتے بننے سے ذرا پرہیز نہ کیا۔ جسطرح عیسائیوں نے کفارہ پر تکیہ کرکے بڑی شوخی اور جرأت سے خدا کے فرستادہ پر ناپاک حملے کیئے اسی طرح آریوں نے اپنے کمزور پرمیشر سے نہ ڈر کر یا اُس کی بادشاہی کو تقویت دینے کے لیئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اگر ہمیں بعض وجوہات مانع نہ ہوتیں تو ہم اُن مہاشئوں کے فرداً فرداً نام لکھدیتے جنھوں نے اسموقع پر بے ایمانی اور غلیظ شرارت کا وافر حصہ لیا تھا۔ اور ان لیلوں اور پرانی خرانٹ بھیڑوں کا فوٹو کھینچدیتے جنھوں نے پیٹ بھر کر جھوٹھ کی نجاست کھائی اور مسیح کے دم مسفوح کے بھروسہ پر ناحق دوسرے مسیح کا بھی خون کرنا چاہا تھا۔ آخر کار جب عبد الحمید نے دوسرے اظہار میں صاف صاف اقرار کر دیا کہ مجھے خود پادریوں نے سکھا پڑھا کر پھنسایا اور مرزا صاحب پر اقدام قتل کا مقدمہ کرایا تھا لیکن درحقیقت مرزا صاحب کیطرف سے کوئی ایسی تحریک و تحریص نہتھی تبس اظہار پر ہر ایک بدبخت آریہ اور عیسائی کے مُنہ کالے ہو گئے۔ اگر یہ لوگ کسی قدر سچائی سے محبت کرتے تو ضرور ایسے موقع پر ناحق بدبودار جھوٹھ کی حمایت نہ کرتے کیا یہ بھی پاک نمونہ وید کے دھرم اور کفارہ مسیح کا ہو اکرتا ہے؟ اُن لوگوں کی ایسی خباثت نفس کو ملاحظہ کرکے اب بھی اگر کوئی صاحب ان کے گندہ برتن میں وہی نجاست کھاوے اور ان کے اصولوں کے معتقد ہو کر جھوٹھوں کی حمایت کرے تو ہمیں ہمارا کیا قصور ہے ایسے شخص کا باطن بدکاریوں اور تعصب سے متعفن ہو گیا ہے جس کے اندر نور اور روشنی کا عکس نہیں پڑ سکتا ایسے ہی لوگوں کے

علاوہ ازیں منجملہ اور زبردست نشانوں کے جو خدا کیطرف سے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مدت ہوئی کہ آپ کو خاص الہام سے اطلاع دیکہ تیری عمر اسنی سال کے قریب ہوگی

بقیہ حاشیہ [illegible]

[illegible]

دلوں پر اپنی گذشتہ بدکاریوں اور سیاہ کاریوں سے مہر لگ جایا کرتی ہے اور جسطرح بیماکو میں اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ حقیقی روحانی حاذق طبیب وہی ہوتا ہے جو اسطرح کی بدکاریوں اور ظلم وستم کی راہوں سے روحانی بیمار یونکو باز رکھ سکے اور اپنی تاثیر قدسی سے اپنے زیر اثر لوگوں میں بدی سے طبعًا نفرت پیدا کردے۔ صرف زبانی دعووں سے کسی کھٹ پیچ کی باتو نپر نہ جانا چاہیے کیونکہ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ فرقہ کا مقلد کہتا ہے کہ فلاں فلاں امر واجب العمل ہے اور بقول پنڈت دیانند جھوٹھی گواہی دینے والے کی زبان کاٹ ڈالنی چاہیے لیکن بات تو یہ ہے کہ حقیقی حکیم وہی ہے جو ایسے ناپاک اعمال سے لوگونکو پاک کرسکے جو حکیم کسی بیمار کو تندرست نہیں کرسکتا در اصل اس حکیم کی حذاقت میں کسر اور نقص نمایاں ہے۔ اگر دیانندی پنتھ اور کفارہ مسیح بدکاریوں اور بدکاروں کے حق میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے تو ضرور ایسی آزمایش کے موقع پر ان لوگوں کی .... ناکامی اور ذلت نہوتی ہمارے مخدوم حضرت اقدس مہدی زمان کے نفوس قدسیہ میں خدا تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ لوگوں نے یک لخت اپنی بُرانی عادتوں اور ناپاک افعال سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرلی ہے چنانچہ حال ہی میں ایک شخص نے حضرت اقدسؑ سے بیعت کرنے کے بعد کہا کہ اگر آپ فرماویں تو فلاں مقدمہ سے دست بردار ہو جاؤں جس سے میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک ہندو پر ناحق مقدمہ دائر کرکے پانسو روپیہ کی ڈگری واجب الادا کرالی ہے اور پانسو روپیہ کو جو میرے لیے حرام ہے ترک کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اُس ہندو کو معاف کردو اور ایسی حرکات سے ہمیشہ پرہیز کیا کرو۔ قصہ کوتاہ اس طرح کی صدہا نظیریں ہمارے علم میں موجود ہیں جنکی تفصیل کی اسجگہ گنجایش نہیں اور انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ جب اس امر پر غور کرتا ہے کہ حضرت اقدس کے نفوس طیبہ گناہونکو کیسے بھسم کرتے جاتے ہیں۔ پس ایسے مہدی اور روشن چراغ کی ضرورت ہے جس سے گناہونکی تاریکی اور ظلمت دور ہو اور حقیقی رحم تقویٰ اور ہمدردی بنی نوع سے دنیا پُر ہو جاوے۔ منہ

اور کوئی نہیں کہ تجھے قتل کر سکے۔ خدا تجھے اسوقت تک دنیا میں صحیح سلامت رکھے گا جبتک کہ وہ کام پورا نہ ہو جاوے جس کے لیے تو بھیجا گیا ہے اگر لوگ تیری سخت مخالفت کرینگے مگر خدا تجھے حفاظت میں رکھیگا اور عزت کے ساتھ طبعی موت دیکر تجھے اُٹھاویگا۔ دیکھو براہین احمدیہ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ کوئی جوان بھی ایک دن یا برس کے لیے یہ دعویٰ کرکے نہیں کہہ سکتا کہ میں فلاں وقت تک زندہ رہونگا پھر وہ شخص جو عمر رسیدہ بھی ہو اور طرح طرح کی بیماریاں بھی گاہ بگاہ زور کرتی ہوں اور اپنے بیگانے یعنی ہندو مسلمان اور آریہ اور عیسائی سب جانی دشمن بھی ہوں پھر کسطرح اور کس اُمید اور عمر پر بھروسا کرکے ایسی باتیں مُنہ پر لا سکتا ہے اور اسی طرح وہ باتیں وقوع میں بھی آجاتی ہیں۔ پس ایسے زبردست معجزے اور ارکان ہوئے کام انسانی طاقت اور منصوبہ سے واقع نہیں ہوسکتے اگر کوئی ایسا کر سکتا تو خدا کی تائید اور زندہ تعلق اور حکومت قوت اور زور کا کوئی نشان دنیا میں نہ ملتا بلکہ اُس کا وجود بھی کسیطرح منصور ہوتا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو لوگ آتے ہیں وہ خدا کیطرف سے افسر اور مامور ہو کر آتے ہیں پس جس حالت میں انسانی گورنمنٹ کے تحصیلدار یا لفٹنٹ کا مقابلہ اور مزاحمت اکثر محال ہوتی ہے اور مقابلہ کرنیوالے کا انجام بد ہوتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر خدا کے فرستادہ افسر کا مقابلہ کرنا وبال جان ہوتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے کام ادھورے اور نامکمل رہجاویں۔ جب موسیٰ اور محمد علیہما السلام اپنے اپنے کام کرکے دنیا سے گئے اسیطرح ہمارے امام زمان اپنے مقاصد پورے کرکے مقررہ مدت کے بعد دنیا سے رخصت ہوگئے دنیا میں بہت کم لوگ ہوئے ہونگے جو آخری وقت میں بستر مرگ پر یہ کہہ سکیں کہ جو کچھ ہمکو کرنا تھا وہ ہم نے کرلیا یہ خلعت کامل طور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نصیب ہوا کہ بموجب آیت **اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** یعنی مینے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور دین اسلام تمھارے لیے پسند کیا۔ لیکن جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتے وہ جھوٹے اور جعلی سپاہیوں یا تھانہ داروں کی طرح گرفتار ہو کر جہنم میں پہونچائے جاتے ہیں اور اُن کو اپنی مرادیں حاصل نہیں ہوتیں۔ لالہ دیانند اور لیکھرام کا اپنے کاموں میں ناکام رہنا اس بات پر کافی دلیل ہے کہ وہ خدا کیطرف سے نہیں تھے ورنہ اپنے ارادوں میں ہرگز ناکام نہ رکھے جاتے کیونکہ پرمیشر ایسا ہتھیارا (ظالم) نہیں کہ وہ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کو جو اسی کی سیوا اور خدمت میں رات دن لگے رہے ہوں عین منجھدھار میں دھوکا دے اور نہایت نازک مقام پر

غرق کرے ایک ادنیٰ عقلمند بھی اپنے دوست کو جو اس کے کام میں سر توڑ کوشاں ہو موقع پاکر ہلاک نہیں کرتا چہ جائیکہ پرمیشر کی بنسبت ایسا خیال کیا جاوے کہ وہ رشیوں اور منیوں سے بڑی سختی اور تندی سے پیش آتا ہے تا کہ کوئی اور انکی افتدا کرکے غضب الٰہی کا نشانہ بنے +

علاوہ ازیں منجملہ اور زبردست نشانوں کے جن سے خدا گویا نظر آجاتا ہے ایک نشان یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ انی احافظک خاصۃ یعنی میں تیری خاص طور سے حفاظت کروں گا اور تجھے طاعون نہیں ہوگا اور تیرے گھر کی بھی حفاظت کروں گا۔ یہ وہ زبردست معجزہ ہے جس سے سارے علم طبیعی داں اور فلاسفر حیران اور انگشت بدندان ہیں کیونکہ جس حالت میں مینہ اور آندھی کا طوفان برپا ہوا اور لاکھوں جانیں کیڑوں مکوڑوں کیطرح تلف ہوں کوئی متنفس اپنے دلی منصوبہ سے یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ بارش کا قطرہ ہمارے گھر میں نہیں پڑے گا اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آندھی کا غبار اور فساد ہمارے گھر کے اندر دخل پذیر نہ ہوگا۔ کیونکہ محتاط انسان خواہ کتنا ہی اہتمام کرے پھر بھی گرد و غبار بند کمروں میں جا گھستا ہے اور تکلیف اور دکھ کا باعث ہوتا ہے اسیطرح اب طاعون کا طوفان برپا ہے لیکن الہام الٰہی سے یقین دلایا گیا ہے خالق ارض و سمانے تمام ذرات اور طاعونی کیڑوں کو حکم دیا کہ اس کامل انسان کی ذات پاک اور اسکے گھر کی چار دیواری سے کنارہ کشی کریں ...... دراصل حق بھی یہی ہے کیونکہ جب ملک میں بغاوت اور فسق و فجور کا بازار گرم ہوتا ہے تو بدمعاشوں کو ہی سزا ہوا کرتی ہے اور ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ گورنر کے گھر بار پر بھی گولہ باری ہو۔ پس اسوقت جو درگاہ الٰہی سے باغیوں کی سزا مقدر و منظور ہے وہ روحانی جرائم پیشہ لوگوں پر اپنا زور دکھا رہی ہے اور دکھا رہی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کے منصفانہ اور رحیمانہ برتاؤ پر دھبا آتا اور حق و باطل میں گڑبڑ پڑ جاتی۔ اگر ایسے موقع پر کوئی پادری ایسا دعویٰ کرے کہ کفارہ مسیح سے ہم ہر ایک درد دکھ سے مستغنی ہیں تو اسکے شایان حال ہے بلکہ ہر ایک متنفس پر جو اپنے اصول اور مذہب کو خدا کی رضا کا باعث سمجھتا ہے فرض ہے کہ اسموقع پر پرمیشر کی خوشنودی اور رضامندی کا سارٹیفکٹ حاصل کرے تا کہ دوسرے اسکی طرف رجوع کریں یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے خدا کی تائید کا زندہ ثبوت دیدیا ہے اور اپنے کرموں (اعمال) اور معتقدات کی تصدیق جناب الٰہی سے کرالی ہے کہ لوگ آپکی طرف بکثرت رجوع کرتے ہیں اور دوسری طرف تنزلی معکوس کا سماں ہے۔ اکثر ہم نے آریہ سماج کے معزز اپدیشکوں اور پرچارکوں

بصد نیاز و عاجزی درخواست کی کہ اگر آپ لوگ خدا کی زندہ تائید اور حمایت ویدک دھرم کا کوئی زندہ ثبوت پیش کریں جس سے آپ کے فرضی پرمیشر کو مردہ بچھڑے یا پتھر کے ٹکڑے سے تمیز حاصل ہو۔ مگر ان سنگدلوں نے ہماری ایک نہ سنی اور اپنے تئیں اور اپنے ویدک دھرم کی لاج نہ رکھی اور نہ اور وہ نہ کبھی راستی کیطرف آنے دیا۔ مناسب ہی کہ ہمارے سکھ بھائی اور سماج کے لائق ممبر اسلام کے قبول کرنے میں اب کوئی عذر نہ تراشیں گے۔ حاصل کلام حضرت اقدس امام علیہ السلام خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھتے ہیں اور انکی تائید پر خدا تعالیٰ ہر وقت مستعد ہے۔ اسیواسطے وہ بار بار مفصلہ ذیل امور پر زور دیتے ہیں۔ اور مفصلہ ذیل دعاوی اور معیار صداقت آپکی کتب سے منقول ہیں۔

اول یہ کہ میرے مقابلہ میں کسی شخص کی دعا قبول نہ ہوگی خواہ میرے مخالف دعائیں کرتے کرتے مر بھی جاویں اگر کوئی میری ذلت کے درپے ہوگا تو وہ خود ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اگر کوئی میری ناکامی کے درپے ہوگا تو وہ خود ناکام ہو کر بصد حسرت اس دار الفنا سے رخصت ہوگا۔ چنانچہ لیکھرام۔ غلام دستگیر قصوری۔ مولوی اسمٰعیل علیگڈھی وغیرہ اس جہان سے چل بسے +

دوم خدا تعالیٰ نے مجھسے وعدہ مستحکم کیا ہے کہ ہرگز ہرگز تجھے طاعون نہیں ہوگی اور نہ تیری زندگی کا خاتمہ کسی بداندیش دشمن کے ہاتھ سے ہوگا بلکہ مقررہ اور طبعی عمر پانے کے بعد جب تیرا مشن اپنی کمال کو پہونچ جاوے گا خدا عزت کے ساتھ تجھے اپنے پاس بلاویگا۔ انی احافظک خاصۃ ۔ انی متوفیک و رافعک +

سوم اگر کوئی میری نسبت ایسا امر شائع کرے گا جیسا کہ لیکھرام نے تکذیب اور کلیات آریہ مسافر میں بتشریح لکھا ہے کہ ہم دونوں میں سے (مرزا صاحب و مخالف) جس کے اعتقادات اعمال اصول مذہب غلط اور نادرست ہیں اُسکو اے قادر کرتار ذلت کے بھرے ہوئے غضب سے ہلاک کر تو وہ ضرور مجھسے پہلے ہلاک ہوگا خواہ کیسا ہی جوان اور مضبوط اور مشٹنڈا ہو۔ جیسا کہ لالہ لیکھرام نے کیا اور اپنے پاداش اور کرموں کے پھل اور سزا کو پہونچ گیا۔ اور آسمانی فیصلہ سے ویدک دھرم کو غلط اور نادرست قرار دیگیا۔ کیونکہ بقول لیکھرام پرماتما کے کام حکمت اور دانائی پر مبنی ہوتے ہیں + جیسا کہ ابوجہل بعد مباہلہ ہلاک ہوگیا اور جنگ بدر کے مقام پر جو اُسنے دعا مانگی قبول ہو کر حق اور اسلام کا بول بالا کر گئی تھی

چہارم اگر سو یا دو سو ۲۰۰ بیماروں کو بطریق قرعہ اندازی مجھ میں اور میرے مخالفوں میں تقسیم کیا جاوے

چاہیے کہ آپ لوگ اپنی لوگوں کا کوئی مذہب اختیار کرلیں۔

دیکھو ازالہ اوہام

تو جن بیماروں کے لیے میں دعا کروں گا خدا تعالےٰ انکو شفا بخشے گا اور ایسے مقابلہ کنندہ کو سخت ناکامی اور روسیاہی نصیب ہوگی کیونکہ دنیا کے تختہ پر اس وقت کوئی فرد بشر نہیں جس کے ساتھ رب العلمین کا ایسا تعلق اور قرب ہو پس میرے مقابلہ میں کسیکو قرار نہیں دیکھو تریاق القلوب مصنفہ حضرت اقدس۔

پنجم خدا نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ تیری عمر اسّی سال کے قریب ہوگی اگر کوئی مفتریانہ طور سے ایسا دعوی کر کے ہمارا مقابلہ کرے گا تو خدا ایسے مفتری کو جلد تر سنبھال لے گا۔ اور ہمارے اس الہامی دعویکا مقابلہ کر کے اسے کمزور نہ کرسکے گا فلا یظہر علی غیبہٖ احدًا الّا من ارتضی من رسولٍ ÷

ششم خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کا اتنا علم بخشا ہے کہ اگر کوئی مخالف خواہ اسلام کا مدعی ہو خواہ کوئی ویدک دھرم کا گرویدہ ہو دینی حقائق معارف کے بیان کرنے میں میرے برابر ٹھہر سکے تو سمجھو کہ میں خدا کیطرف سے نہیں اور یہ ممکن نہیں کہ کوئی فرد بشر اس امر میں میرا ہم پلہ ٹھہر سکے جیسا کہ لاہور کے جلسہ دھرم مہوتسو منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۶ء میں عملاً ہو چکا جبکہ تمام مذاہب کو اس امر میں شکست فاش دیگئی تھی۔ اصل بات یہ ہے اگر لوگ اسی طرح صدق دل سے پر امن جلسہ میں اپنے اپنے مذاہب کی صرف خوبیاں بیان کریں تو اول نمبر اسلام کا ہوگا اور دوسرے مذاہب کی یہ حالت ہوگی جیسے کہ ایک شیر کے سامنے ایک مکروہ لومڑی۔ چنانچہ دھرم مہوتسو کی تقریروں سے یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ مفصل دیکھو رپورٹ جلسہ دھرم مہوتسو لاہور۔

ہفتم اگر کوئی قبل از وقوع اخبار غیبیہ کے بتلانے میں مجھسے مقابلہ کرسکے تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر دنیا کے مذاہب کی اصلاح کیلئے نہیں آیا اور نہ مجھے الہام اور کشف ہوتے ہیں چونکہ مجکو خدا سے اور خدا کو مجھ سے بدرجہ کمال محبت اور پیار ہے اسلیے وہ یار عزیز صدہا اسرار غیب قبل از وقوع مجھپر کھولدیتا ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی پیشگوئی خطا جاوے اور نہ کوئی خطا گئی۔ پس اگر تو میں طیار ہوں یا کسی قوم کے معزز ممبر ایسے نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوں اور بعد از ظہور پیشگوئی اسلام قبول کرنے کا اقرار کریں تو بیتک میں جناب الٰہی سے آئندہ ہونیوالی باتیں قبل از وقوع بذریعہ الہام شائع کرسکتا ہوں ** کیونکہ جس حالت میں دنیوی دوست دوست سے اسرار اور پوشیدہ

****حاشیہ** یہ خدا کا فضل اور احسان ہے جسے بطور تحدیث نعمت میں بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا اور وہ یہ ہے،

باتوں کا ظاہر کرنا دوستی اور محبت کا تقاضا گردانتا ہے بہر نہایت بیباکی اور ظالمانہ توہین ہوگی کہ اللہ جل شانہ کی نسبت یہ گمان کیا جاوے کہ وہ اس معمولی درجہ سے بھی گیا گذرا ہے اور بیجان پتھر کی طرح نیست محض ہے +

ہشتم اگر کوئی فرد بشر یا پیشوا دین اپنے نفوس صحبت یا تاثیر برکاتی ایمانی عرفانی اور روحانی تقدسی میں میرا مقابلہ کر سکے تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں یعنی دنیا میں کوئی ایسا فرد بشر نہیں جسکی تعلیم صحبت اور قوت قدسی سے لوگوں کے دلوں سے گناہ کا زہریلا مادہ اور اثر دھویا جاوے اور اسکے زیر اثر لوگوں کو گناہوں سے طبعی نفرت پیدا ہو جاوے اور نیکی اور ہمدردی بنی نوع میں نمایاں ترقی ظہور پذیر ہو سکے یعنی گناہوں کی بیماریوں کا تریاق اور اکسیر مجھ روحانی حکیم کا سا کسی کے پاس نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ویزکیہم ویعلمہم الکتب +

نہم۔ میری تعلیم اور اتباع سے میرے مرید اس قابل ہو جاتے ہیں کہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق اور مالک ہے وہ ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور انھیں الہام اور مکاشفات سے بہرہ ور کرتا ہے اور ان کے دلوں سے گناہ اور دنیا پرستی مفقود ہو جاتی ہے وہ صرف شنیدہ قصوں اور کرامات گذشتہ پر ہی نہیں رہتے بلکہ خود ان سے کرامات ظہور پذیر ہوتی * ہیں بموجب آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الآیہ

دہم۔ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر دنیا کو راہ راست پر لانے کی غرض سے آیا ہوں اور جب تک میں اس مقصد کو جو میرے سپرد کیا گیا ہے پورا نہ کرلونگا دنیا سے نہ اٹھایا جاؤنگا ممکن نہیں کہ کوئی میرے مقصد کا مزاحم ہو سکے کیونکہ جس صورت میں انسانی گورنمنٹ کا

نوٹ* یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے جسے بطور تحدیث بالنعمۃ میں بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا اور وہ یہ ہے کہ یہ عاجز بھی الہام الٰہی اور کشوف کا تجربہ کار ہے چنانچہ منجملہ ان کے ایک کشف یہ ہے کہ مجھے دکھلایا گیا کہ اس عاجز کے گھر میں بیٹا پیدا ہوگا۔ سو خدا نے مجھے اب بیٹا عطا کیا جو ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوا اور یہ کشف اس زمانہ میں ہوا تھا کہ میری شادی نہیں ہوئی تھی اور نہ اس کا ابھی خیال ہی تھا۔ منہ

ادنیٰ چپراسی ناکامی سے واپس نہیں کیا جاتا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کا مامور اور رسول اپنے مقصد کی تکمیل کے بغیر ہی رخصت ہو جاوے لیکن جو مفتریانہ طور سے خدا کا مامور یا رسول بننے کا ارادہ کرتا ہے وہ رستہ میں کاٹا جاتا ہے اور وہ ہرگز اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچتا۔

حضرت ابراہیم موسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد کو سر انجام دیکر دنیا سے اٹھائے گئے اسیطرح میں بھی اپنے فرض منصبی کو پورا کرکے جاؤنگا ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ ناکام و نامراد جاؤں +

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے جس میں ہر زمانہ کے فتن اور بدعات کے دورہ کے وقت خدا کی طرف سے ایسے لوگ ہمیشہ مبعوث ہوا کرتے ہیں جو ان روحانی بیماریوں کے دفعیہ کے لیے مذکورہ بالا دس وصفوں سے خصوصًا ممتاز ہو کر دنیا میں آتے ہیں اور حق کے اتباع کرنے والوں کو ایسی نا امیدی اور خسران مبین میں غلطاں نہیں ہونے دیتے کہ وہ آریوں کیطرح بوجہ اپنی ناقابلیت کے الہام اور مکاشفات الٰہیہ سے منکر رہیں۔ سو اس زمانہ کو بھی خدا نے اپنی دائمی فیوض اور برکات اور رحم سے خالی نہیں چھوڑا* بلکہ وہ فرماتا ہے کہ وان من امة الا خلا فیہا نذیر یعنی تمام امتوں میں نذیر مبعوث ہوتے ہیں پس وہ

---

*نوٹ آریوں اور عیسائیوں اور دیگر منکرین الہام پر اتمام حجت جس صورت میں ہر ایک ذی عقل پادری اور آریہ مہاشہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات ازلی ابدی اور غیر منفک ہیں اور ان میں کوئی نقص اور کمی بیشی وتوعمیں نہیں آئی ورہ وہ ابد سے اس جہان کا خالق مالک رازق اور رحیم کریم اور راحت کے سامان بہم پہونچانے والا اور رودر (برُے کو عذاب وخانہ کرکے رلانے والا) ہے تو پھر کس منہ اور کس زبان سے یہ کہا جاتا ہے کہ بیشک مذکورہ بالا صفات تو ہمیشہ سے ہیں اور رہونگی مگر صفت تکلم اور الہام اور کشوف کی خاصیت اور وصف گذشتہ زمانہ میں خداوند عالم کو حاصل تھے مگر اب ان اوصاف سے تہیدست ہو گیا ہے پس یہ نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیا اور چار رشیوں کے زمانہ میں ملہم تھا اور امروز فردا کیطرح رازق تھا مگر چند صدیوں سے اسکے بعض اوصاف میں جیسے کہ اکثر اس بد عقیدہ کی رو سے انجام کار یورپ میں دہریے ہو گئے ہیں اور

٥ مرور زمانہ سے ضعف آگیا ہے یعنی خالق رازق ہے اور رہتا اور مکلم ہی ہتا۔ مگر اب ملہم نہیں رہا۔ اگر ایک صفت کی نفی آج ثابت ہو گئی ہے۔ تو رفتہ رفتہ مرور زمانہ سے باقی صفات [illegible]

اپنی سنت مستمرہ کے موافق اس دنیا کی روحانی اور جسمانی طور سے پرورش کرتا ہے اور اس نے صحف ابراہیم توراۃ انجیل وغیرہ کے تمام لوکل ہدایات کو جمع کر کے آخری علمی اور کامل عالمگیر اصول والی کتاب قرآن کریم نازل فرمائی ہے چونکہ پہلے زمانہ میں علم کم تھا اسلیے کم علم لوگوں نے حسب استعداد ساری ہدایات پا کر توحید الٰہی پہ قدم مارا مگر ایسا نہیں ہوا کہ موسوی عیسوی اور محمدی تعلیم میں فرق ہو یا ابراہیمؑ کا طریق مذہب اسلام سے الگ ہو۔ ابتداء دنیا سے ہمیشہ ایک ہی طرح کا مذہب بنی آدم کو عطا ہوتا رہا ہے جب لوگوں میں بوجہ جہالت اور طوفان ضلالت کے طرح طرح کی بدعتوں کی آندھیاں آنی شروع ہوئیں اور لوگ حقیقی معبود کو ترک کر کے آتش پرستی اور اندر پرستی کی طرف مائل ہو گئے تب معاً عنایت ایزدی نے م م

بقیہ حاشیہ آریونکو اس لاجواب امر پر بھی لاجواب ہو کر حق قبول کر لینا چاہیئے کہ جس صورت میں تم چار رشیوں کی خاطر جن کا نام و نشان اور پتا و سکونت معلوم ہی نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی کتابوں اور الہام و کلام کو جعلی اور ناقابل یقین خیال کرتے ہو حالانکہ ان کی پاکیزہ زندگی اور صدہا نشانوں اور کرامتوں پر لاکھوں انسان گواہ ہیں تو پھر کیا وجہ ہے اور کیا پیش جا سکتی ہے کہ سورج رشی اور ہوا رشی کو ہی جو دیکھے نہ خیال کیا جاوے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کو صادق قرار دیا جاوے۔ یہ کس قدر سینہ زوری اور تعصب سے پیار اور حق و حکمت سے عمداً روپوشی اور فرار ہے کہ فرضی ناموں کی خاطر لاکھوں سچوں کو رد کیا جاتا ہے اور ہوا (وایو) کے پیچھے دین و ایمان ہوا میں اڑا دیا جاتا ہے۔ منہ

م م ان کی دستگیری کی اور ان ہدایتوں کو جنہیں وہ بھول گئے تھے پھر از سر نو یاد دلایا قرآن کریم کے نازل ہونے کی بڑی غرض یہ بھی تھی کہ بیسیوں انجیلیں اور بیسیوں توراتوں کے مختلف غلط نسخے لوگوں میں رواج پذیر ہو گئے تھے اس لیے اللہ کریم نے دنیا کو کامل ہدایت نامہ عطا فرمایا جس کے وجود باجود نے توراۃ اور انجیل اور تمام مذہبی کتابوں سے ہمیں مستغنی کر دیا کیونکہ اسنے وعدہ کیا ہے کہ تمام صداقتوں اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتوں اور علوم پر یہ قرآن کریم مشتمل ہے ✻ پہلے زمانہ میں

✻ نوٹ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی یہ بھی مستحکم دلیل ہے کہ تمام روئے زمین کی کتابوں کی اعلیٰ تعلیم اور پاکیزہ اصول اور بھی تصانیف اسمیں مذکور ہیں اور کوئی نہیں کہ اس دعوے اور بے نظیری کو باطل کر سکے +

ص اور دیگر عرض ہے

جو انجیل و توارات کو مختلف جامے پہنائے گئے اسکی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ لوگوں کو لکھنا پڑھنا بہت کم آتا تھا بلکہ علم کتابت تو تین ہزار برس سے پہلے مفقود تھا اس لیے اصل نسخے گم ہوجانے قرین قیاس ہیں اسی وجہ سے مولی کریم نے بار بار انبیاء و رسل بھیجکر بنی آدم کی خبر گیری کی اور بُت پرستی اور اگنی پرستی کے گزند سے بچایا۔ خدا تعالی کی خاص نظر عنایت اسلام پر ہے کیونکہ جب رسول کریم کو اسلام عطا فرمایا تو ایسا دیا کہ وہ ہر پہلو سے کامل اور اپنے ارادوں میں کامیاب اور پورا اسمو چھا ہدایت نامہ قوم کے حوالے کر کے بلکہ از بر یاد کرایا گیا یہی وجہ ہے کہ ابتک اس کی دوسرے ایڈیشن کی ضرورت نہیں ہوئی اور نہ زیر زبر کا فرق ہموا نہیں ہوا مگر انا جیل و توریت وغیرہ کا تو کیا ذکر ہر ایک گذشتہ نبی کی ہو بہو کتاب صفحہ روزگار پر سے قریباً نابود ہوگئی ہے آریہ صاحبان کے لیے بھی رونے کا مقام ہے کہ وید لکھوا کر حوالہ نہیں کیا گیا لوگوں نے بھلا دیا اسی وجہ سے وید کے بعض حصوں مثل برہمن سے لالہ دیا نند جی کو قطع تعلق کرنا پڑا اور اسکو جعلی قرار دیا اور بعض حصوں کو الہامی مانا اور بعض کو لاعلم لاکھوں پنڈت اور سوامی ساری وید کو ایشور کرت مانتے ہیں مگر ایک سوامی جی ڈیڑھ اینٹ کی سماج الگ بناتے ہیں اور صدہا ویدک شرتیوں سے کفر اور انکار کرتے ہیں اور اس تحریف تبدیل میں عیسائیوں کے چھوٹے یا بڑے بھائی ہیں واللہ اعلم مگر الحمد للہ خدا نے ہمیں اس الجھن میں نہیں ڈالا ھ

قصہ کوتاہ ہم اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسپر عملدر آمد کرنے والوں کا رب کریم سے ہمیشہ زندہ تعلق ہوا کرتا ہے پس اگرچہ اسکی تصدیق اور حقانیت کے بارہ میں کئی ثبوت پیش کیے جا چکے ہیں لیکن اور ایک ثبوت بھی ہدیہ ناظرین کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے +

اسلام کی حقانیت کا ایک عجیب ثبوت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مجھے ایک آریہ مہاشہ سے مذہبی گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے کہا کہ تم نے جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑا اور اپنے والدین اور دیگر رشتہ دار اور دنیاوی وسائل منفعت

ترک کردیئے ہیں چونکہ یہ سب تکالیف اور صعوبتیں صرف کسی خاص ثبوت اسلام اور روشن قاطع دلائل کے ملجانے پر ہی برداشت ہو سکتی ہیں اس لیے امید ہے کہ کوئی ایسا قوی ثبوت درباره حقیت اسلام آپ کے پاس ہوگا جیسے کہ سورج کے وجود پر کسیکو ذرہ شک اور شبہ باقی نہیں رہتا بلکہ ہر ایک علی وجہ البصیرت اس کے نافع وجود پر ایمان لاتا ہے اور کسیطرح کے شک کی گنجایش نہیں رہتی پس اگر درحقیقت آپ کے نزدیک اسلام اور قرآن شریف صداقت کے آفتاب ہیں تو جسطرح ہم اس ظاہری آفتاب کے وجود کے قائل ہیں اسی طرح آپ بھی قرآن کریم اور اسلام کو سراج منیرا مانتے ہوں گے اور ہمیں قائل کر سکیں گے +

اما الجواب واضح ہو کہ یہ اعتراض ختم نہ ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عجیب ثبوت درباره حقیت اسلام میرے دل میں ڈالا جس سے میں خود اب تک حیران ہوا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے کہا کہ بیشک جسطرح دنیا آفتاب کو نافع مان رہی ہے اور کوئی اسکے وجود اور فوائد سے انکار نہیں کر سکتا اسی طرح بلا کم و کاست اسلام کی سچائی اور حقانیت بھی میرے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہونچی ہوئی ہے اور کوئی اُسکے نافع وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور وہ بتفصیل ذیل ہے +

دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں یوں تو ہر ایک اپنے آپ کو صراط مستقیم اور راہ حق پر گمان کرتا ہے۔ بالمیک کے پیرو بھی نہیں گھٹتے کہ ہم آریوں سے راستی کے قبول کرنے میں کم ہیں۔ جب خود ستائی کی یہ حالت ہے تو اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ ہر ایک مدعی اپنے طریق مذہب کی راستی اور حقانیت کا ثبوت اور شہادت غیر مذہب کے لوگوں سے دلاوے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنی ہی لیاقت اور طاقت اور صداقت پر صرف اپنی یا اپنوں ہی کی گواہی اور شہادت پر اکتفا کیا جاوے بہتر ہے کہ ہم فلاں آریہ پنڈت صاحب سے پوچھیں کہ وہ اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں بحیثیت مجموعی کیا رائے اور فیصلہ دیتا ہے الغرض پنڈت صاحب کیطرف سے یہ گواہی اور فیصلہ پیش ہوا کہ اگرچہ میں ہر دو مذہب کو باطل خیال کرتا ہوں لیکن اتنا ضرور کہنا پڑتا ہے کہ بحیثیت مجموعی اسلام کو عیسائیت پر بدرجہا فضیلت اور فوقیت حاصل ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے ایک کمزور انسان کے بچہ کو خدا کا بچہ ربّ العلمین قرار دیا ہوا ہے اور اسکے

ؔ حالانکہ اس نے کوئی خدائی کام نہیں کیا۔ اور زمین نہیں بنائی

خون بیسود اور کفارہ کی تعلیم نے یورپ کی اخلاقی حالت کا خون کردیا ہے مگر اسلام نے کوئی ایسا مسئلہ پیش نہیں کیا کہ جس سے اخلاقی حالت کو تنزل اور ضرر پہونچا ہو کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسلیے کفارہ کا درخت زہریلے ثمرات پیدا کرتا ہوا دیکھا گیا ہے مگر اسلام کے زیر اثر لوگوں نے ہزاروں کو بُت پرستی سے چھڑایا اور ہزاروں بُتخانوں کو اُجاڑا بلکہ جس قدر بُت پرستی آتش پرستی مصر روم فارس ہند وغیرہ سے اسلامیوں نے دور کی ہے اسکی نظیر کسی اور مذہب والوں میں تلاش کرنا عبث ہے بلکہ اس وصف میں تو ہمکو بھی اسلامیوں کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا ہے پس ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اسلام کو عیسائیت پر فوقیت حاصل ہے +

بعد ازاں ہم ایک پادری صاحب کے پاس گئے اور استفسار کیا کہ اگر آپ وید اور قرآن کو اصول اور مذہب کا بے لاگ موازنہ کریں تو بحیثیت مجموعی آپ کس مذہب کو ترجیح دینگے اسلام کو یا ویدوں کے مذہب کو۔ پادری صاحب نے کہا کہ اگرچہ مجھے ہر دونوں مذہبوں کے بکلی راست اور درست ہونے میں کلام ہے لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ اسلام آریہ مذہب کی بنسبت بدرجہا بہتر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام اکثر اُن صداقتوں اور اصول اور انبیا علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں جن کے ہم قائل اور واعظ ہیں اور جنھوں نے وقتاً فوقتاً لوگوں کو گمراہی اور شرک وغیرہ سے بچایا +

اب جائے غور ہے کہ دنیا میں قریباً مشہور تین بڑے مذہب ہیں جن کے پابندوں نے صفحۂ ہستی کو آباد کیا ہوا ہے یعنی اسلام۔ عیسائیت اور ویدک دھرم اور اُسکی شاخیں۔ مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا کہ غیروں کی گواہی اور تائید نے اسلام کو ہر ایک مذہب پر فضیلت اور ترجیح دی ہے اور اسکی صداقت اور حقانیت کو ہر ایک سے بالا تر مانا ہے چنانچہ پنڈت صاحب نے اپنی بے لوث اور مستند شہادت سے اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ اسلام عیسائیت سے بدرجہا بہتر ہے اور اُدھر پادری صاحب نے اسلام کو آریہ دھرم پر ترجیح دی ہے اسپر طرفہ یہ کہ ہر ایک گواہی دربارہ فضیلت اسلام قابل وثوق ہے کیونکہ انھوں نے باوجود مخالف ہونے کے پھر بھی اسلام کو دونو مذہبوں پر ترجیح دی ہے۔ اس کے بعد تیسری قوم مسلمانوں کی ہے وہ جب اغیار کی شہادت حقہ کو سنتی ہے

دنیا کہتی ہے کہ اسلام مذہب حق ہے

تو وہ بھی اس امر پر لامحالہ اعتراف کرتی ہے کہ جو کچھہ آپ لوگوں کا خیال ہے کہ مذہب اسلام کو ہر دو عیسائیت اور ویدک دھرم پر فوقیت حاصل ہے اور واقعی درست اور سچا ہے پس جب تین قومیں اسلام کی مصدق اور ثنا خواں ہیں تو پھر اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ دنیا کے سارے لوگ خواہ عیسائی ہوں خواہ آریہ ہوں خواہ مسلمان ہوں اسلام کی سچائی اور حقیت پر شاہد ہیں اور پنڈت صاحب یا پادری صاحب کی شہادت کا یہ حصہ کہ اسلام کو خود انکی ذاتی مذہب پر جنکی وہ پیروکار ہیں فوقیت حاصل نہیں غلط اور ناقابل سماعت ہی کیونکہ اس حصہ میں انکی ذاتی غرض شامل ہے اصل گواہی وہ ہوتی ہے جو غیروں کے مُنہ سے نکلے ورنہ کون کہتا ہے کہ میرا مذہب یا بھانڈا خراب ہی یا دوغ من ترش است اور کہاں یہ عملدرآمد ہوتا ہے کہ باپ یا ماں کو بیٹے کی صفائی کے لیے گواہ قبول کیا جاوے۔ اسی وجہ سے متنازعہ فیہ امور میں قریبی رشتہ داروں سے گواہی قابل اعتبار نہیں ہوتی کیونکہ ایسی شہادت میں انکی نفسانیت۔خودپرستی اور اپنوں کی رعایت علی العموم ملحوظ خاطر ہوتی ہے پس اب ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح ہر ایک متنفس ظاہری آفتاب کے وجود اور فوائد سے منکر نہیں بلکہ سارا جہان اس کے افاضہ خیر پر ایمان لا رہا ہے اسی طرح ہر ایک شخص خواہ وہ کسی مذہب اور فرقہ کا ہو تعصب اور ہٹ دھرمی سے الگ ہو کر اسلام کی صداقت پر گواہی دیتا ہے ✱ چونکہ ساری دنیا انہی لوگوں یعنی ہندو

✱ حاشیہ

شاید بالفاظ دیگر ہم اس مضمون کو اسطرح پوری وضاحت سے یوں بیان کرسکتے ہیں کہ تین کھیت ایک جگہ میں واقع ہیں۔ ایک کھیت میں بیس من غلہ پیدا ہوتا ہے دوسرے میں تیس من تیسرے میں چالیس من۔ پس جب پہلے کھیت کا تیسرے سے مقابلہ کیا جاوے تب بھی تیسرا کھیت اعلی اور زیادہ فائدہ بخش ہے اور جب دوسرے کھیت کو تیسرے سے مقابل کیا جاوے تب بھی تیسرا کھیت دوسرے سے افضل اور بہتر ثابت ہوگا پس دانشمند وہ ہے جو زیادہ نفع رساں چیز کیطرف ہاتھ لمبا کرے یعنی جس صورت میں عملی طور سے وید نے ہندوستان کو نہ مالی فائدہ دیا نہ اخلاقی فیض سے بہرہ ور کیا بلکہ اس کے بعض اقوام آریہ ورت نے بول و براز کھانا ثواب گردانا (دیکھو ستیارتھ پرکاش ص ۲۶۷ - اور اسیطرح عیسائیت نے خون مسیح سے اخلاقی دنیا کا

مسلمانوں اور عیسائیوں سے آباد ہے اسلیے ساری دنیا اسلام کی حقانیت کی قائل ہے اور جو ہر ہے کہ یہ سراج منیر ہے اور باقی لوگ اس کے خوشہ چیں ہیں - اب بھی اگر کوئی اسلام کی تصدیق اور قبولیت سے کنارہ کشی کرتا ہے اور اسے سچا دھرم یقین نہیں کرتا درانحالیکہ دنیا اسکی مصدق ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ چمگادڑوں کو رات کہے اور رات کو دن ویسا ہی کورچشم کی لاف گزاف سے آفتاب کی تکذیب نہیں ہو سکتی سو اسکی کوئی پروا نہیں کرنی چاہیے +

قصہ کوتاہ یہ دنیا بڑی غدار ہے جب آریہ منش نے ایسا ثبوت مانگا تھا وہ اس جواب کو سنکر حیران ہو گیا اور کہا کہ بیشک آپ نے اسلام کو کچھ دیکھکر قبول کیا ہے اور بوجہ اپنے مذہب اور والدین کو خیرباد نہیں کہا لیکن میں کیا کروں گھر والوں اور رشتہ داروں کا فکر اور اندیشہ ہے وہ مجھے لعن طعن کرینگے اور ممکن ہے کہ بعض تکالیف بھی پہنچاویں اس لیے میں آپکی طرح گھر والوں کو ترک نہیں کر سکتا +

مخفی نہ رہے کہ آریوں اور دیگر فرق مخالفہ کے اکثر افراد کا یہی حال ہے کہ صدق دل سے اسلام کی سچائی اور حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں مگر یہ بدبخت چندروزہ دنیا ان کے گلے کا ہار ہو رہی ہے لیکن یاد رکھیں کہ اب خدا کا غضب جو بر رنگ طاعون دنیا پر محیط ہو رہا ہے اور جس سے ایک کروڑ کے قریب انسان ہلاک ہو چکے ہیں وہ اب دھیما نہیں ہو گا جبتک کہ ایسے ایسے دنیا کے کیڑوں اور حق سے نفرت کرنے والے چمگادڑوں کا خاتمہ نہ کر دے - اب وہ وقت نہیں رہا

بقیہ حاشیہ خون کر دیا۔ سو مناسب یہی ہے کہ اسلام کا دامن پکڑا جاوے کیونکہ اس دنیا میں کسیکو دوبارہ آنے کی اُمید بیسود ہے نہ کوئی واپس آیا اور نہ کوئی آوے گا نہ کسی نے پچھلے جنموں یعنی سور اور بندر اور بلی کتے کا قصہ سنایا اور نہ کوئی سنائیگا۔ پس اے میرے بھائیو! اور عزیزو!! یہ وقت ہے کہ کامیابی اور حقیقی امتحان میں پاس ہونے کے لیے سرتوڑ کوشش کرو تاکہ ہمیشہ کے لیے آرام اور ابدی نجات حاصل ہو - افسوس اُن لوگوں پر جو مابعد الموت کے امتحان کے لیے سامان مہیا نہیں کرتے جہاں اُنھیں حسرت سے رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔ پس خوب یاد رکھو دنیا روزے چند آخرش کار با خداوند + منہ

کہ خدا ان لوگوں کو اور بھی مہلت دے۔ یہ لوگ عجیب خلقت اور شمائل کے ہیں خواہ کوئی ان کو نہایت صفائی اور لطیف دلائل سے حق و باطل میں فیصلہ کر کے دکھلا دے مگر یہ لوگ اس گذشتنی اور گذاشتنی دنیا سے الگ نہیں ہونا چاہتے اور ان کے باطن میں بجز دنیا پرستی نابکار خیالات کے کچھ نہیں۔ تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پر شرارت بدبودار الفاظ کے کبھی کوئی کلمہ یا جملہ دقیق بھید اور معرفت الٰہی کا اُن کی زبان سے نہیں سنا گیا صرف خشک باتیں اور نری بکواس اور بدزبانیوں میں اپنا کمال اور حقانیت اور روحانیت گمان کرتے ہیں جیسے کہ مفصلہ ذیل بیان سے ظاہر ہوگا +

خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے

آریوں سے مذہبی گفتگو کرتے وقت اکثر یہ ذکر آیا کرتا ہے کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن جیسے کہ اہل اسلام خدا کو سرب شکتیمان (قادر مطلق) مانتے ہیں وہ ایسا نہیں مانتے چنانچہ اس امر کی کیفیت اور ماہیت حسب ذیل ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق رازق مالک اور مادہ اور ارواح کو نیست سے ہست میں لانے والا ہے اور زبردست طاقتوں اور قوتوں اور وسیع اختیارات کا مالک ہے غرضیکہ وہ اُن تمام صفات کاملہ سے موصوف اور ان طاقتوں کا مالک ہے جو کامل اور اعلیٰ درجہ کی خوبیاں انسانی ذہن اور خیال اور وہم میں آسکتی ہیں یعنی وہ ہر ایک امر پر قادر ہے جو خیر و خوبی اور کمال پر دلالت کرتا ہے اور ہر ایک طرح کے نقص اور عیب سے پاک اور مبرا اور منزہ ہے جس سے اسکی قدوس ذات پر کسی قسم کا نقص یا عجز عائد ہو سکے وہ ایسے کام ہرگز نہیں کرتا جو اُس کی پاک شان اور قدوسیت کے منافی اور متعارض ہوں لیکن آریہ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ وہ بیشک ہر شے پر قادر مطلق ہے لیکن ارواح اور مادہ کو نیست سے ہست میں لانا اور پیدا کرنا پرمیشر سے نہیں ہو سکتا یعنی جسطرح ہم کسی چیز اور مادہ کے بغیر کاغذ اور سیاہی نہیں بنا سکتے اسی طرح پرمیشر کی نسبت بھی یہی بات کہی جاتی ہے کہ وہ مادہ اور ارواح کے بغیر اتنی بڑی دنیا اور مافیہا کو وجود میں نہیں لا سکا اور نہ پیدا کر سکتا ہے گویا جس طرح ہم بغیر اسباب اور مصالح *

* نوٹ۔ اگر مادہ کے بغیر ایشور کچھ نہیں بنا سکتا تو وہ بغیر کان اور زبان اور ہوا کے کیوں اور کسطرح بول اور سن سکتا ہے یعنی جب تم (آریئے) ارواح اور مادہ کے بغیر اُسے ناکارہ سمجھتے ہو تو پھر سمع بصر کے مادے اور ذرائع (کان) کے بغیر اُسے (نعوذ باللہ) بہرہ اور گونگا مانو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ الہام اور مکاشفات کا سلسلہ نابود ہو گیا اور دعا کا سُننا اور قبول کرنا مفقود ہو گیا + صفحہ

کے مکان کو نہیں بنا سکتے اُسیطرح یہ حوائج پرمیشر کے بھی شامل حال ہیں - سو یہ سب خام خیالی اپنی کمزوری اور ضعف کو مدنظر رکھکر خدا کی طاقتوں اور کمالات ذاتی کو ماپنے سے پیدا ہوئی ہے اور اپنی کم علمی اور محدود طاقت کا نقشہ منعکس ہوا ہے +

سوچا جانا چاہیے کہ اگر وہ نیست سے ہست نہیں بنا سکتا تو وہ قادر مطلق کیا ہوا! کیا نیست سے ہست بنانا ایک زبردست قدرت نمائی اور کمال نہیں؟ یہی تو بات ہے جس سے انسان میں اور خدا میں تمیز ہو سکتی ہے مینڈک کنوئیں میں رہ کر یہ گمان کرتا ہے کہ بس سمندر صرف اتنے ہی کا نام ہے اس سے بڑھ کر پانی کا اجتماع محال اور ناممکن اور قانون قدرت سے باہر ہے لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار یعنی انسانی آنکھیں اور بصیرت باریتعالیٰ کی قدرت کاملہ کا احاطہ نہیں کر سکتی بلکہ وہ انسانی آنکھوں اور بصیرت کا احاطہ کرتا ہے - اصل میں جو خداوید نے پیش کیا اور آجکل کے آریوں نے سمجھا ہے وہ صرف روح اور مادے کے خلق سے ہی عاجز نہیں بلکہ اس میں ایک اور عیب اور نقص صریح بھی قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ علم غیب سے بکلی بے نصیب اور بے بہرہ ہے - اسکی دلیل یہ ہے کہ جس صورت میں اس نے مادہ اور روح کو پیدا ہی نہیں کیا تو وہ ان کے خواص اور کنہ اور ماہیت تامہ سے بھی لازماً مطلع اور واقف کار نہیں کیونکہ کسی کا کسی چیز کی نسبت علم تام ہونا صرف اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے جس صورت میں کہ وہ خود انکو بنا سکتا ہو اور اُسنے انھیں بنایا ہو - پس جب مادہ اور روحیں ابدالآباد سے الگ تھلگ چلی آئی ہیں اور خدا کے دست قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ خدا کی طرح غیر مخلوق ہیں تو پھر اس شخص کو ایسی چیزوں کا پورا علم کیونکر ہو سکتا ہے جو انکی صورت تکوین اور کیفیت سے ناواقف اور پرے پڑا ہوا ہے - اگر کہو کہ خدا کو انکی کیفیت اور ماہیت سے علم تام ہی تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ وہ اونکو خود بھی بنا لے گا کیونکہ جس چیز کی نسبت کسیکو علم تام ہو وہ اُسکے پیدا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا کسی چیز کا نہ بنا سکنا خواہ کسی پہلو سے ہو بنانیوالے کے ناقص علم اور عجز پر دلیل کافی ووافی ہے - نہ بنانے سے تو بیشک وہ ایسی چیز کی کنہ اور کیفیت سے جاہل معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت ہر ایک پہلو سے پورا پورا قطعی علم رکھتا ہے وہ اُس کے بنانے پر بھی قادر ہوتا ہے اگر قادر نہیں ہو سکتا تو ضرور

اُس کے علم میں نقص موجود ہے جو عند العقل قابل افسوس ہے ۔

درحقیقت سب جانوں کی جان اور سب طاقتوں کی طاقت وہی ذات بابرکات ہے جسے اللہ کہتے ہیں لیکن اگر یہ خیال کیا جاوے کہ پرمیشر ہمیشہ سے الگ ہوکر زندگی بسر کرتا رہا ہے اور اُسکی ربوبیت کا کسی چیز پر احاطہ نہیں اور کوئی چیز اس سے ظہور میں نہیں آئی بلکہ وہ چیزیں خود بخود ہیں تو علم کائنات یعنی خود بخود ہونے والی اشیا کا علم پرمیشر کو تیسرے محلہ میں کیوں اور کسطرح ہو سکتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پرمیشر تو ان کے نزدیک نہیں گیا اور نہ انکے اندرونی حصص کو ٹٹولا اور نہ انھیں بنایا تو پھر اُن پوشیدہ ماہیتوں اور نہاں در نہاں خاصیتوں کا علم ہونا عند العقل محال اور ناممکن ہے کیونکہ وہاں تک اسکی طاقتوں کی رسائی یا گذر نہیں بلکہ وہ خود بھی ارواح کے اقسام میں سے الگ اور ایک محدود چیز ہوگا اسلیئے اُس کا کوئی اور محدّد ہونا قرین قیاس بلکہ یقینی ہے - جس طرح ارواح کو پرمیشر کی تکوین سے لاعلمی ہوئی اُسیطرح ارواح اور دیگر کائنات سے اُس کا بکلی بے خبر ہونا لازم ملزوم ہے ارواح اور مادہ کا نہ پیدا کر سکنا پرمیشر کو ایک اور مصیبت اور نقص میں مبتلا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس صورت میں اس نے ارواح اور مادہ کو پیدا کیا اور نہ ہی اُن کی ظاہری باطنی قوتوں خاصیتوں اور تاثیروں کو پیدا کیا تو لازماً اُن کے خواص سے اُسکی بے علمی ثابت ہو جاوے گی پس جب اُن کے خواص سے لاعلمی ثابت ہوگئی تو ممکن نہیں کہ باوجود لاعلم ہونے کے درست اور صحیح تناسب کے ساتھ ارواح اور اجسام کو ترکیب دے سکے - ایسی کوتاہی اور لاعلمی میں تو ایسا حال ہوگا جیسے کہ نیم حکیم خطرۂ جان کا یہ آدھ سیر سنکھیا اور ایک بوند پانی میں ترکیب دیکر کسی بیمار کے لیے تجویز کرتا ہوتا ہے اور ملک الموت کو پیش از وقت گھر بلاتا ہوتا ہے یعنی اپنی لاعلمی سے پرمیشر تیز اور تند خواص والی ارواح کو کسی صلح جو قوم کے گھر پیدا کر کے اُس قوم کو اُس سے تباہ کرائے گا اور ارواح اور مادہ کی ترکیب بےمحل اور عدل سے دور ہوگی جس ترکیب اور نظام کے ہونے سے مخلوق ایکدوسرے کو کاٹے گی - پس یہ نقص علم کل ہے جو آریہ لوگ خداتعالی کی ذات میں تجویز کرتے ہیں اور پرمیشر کا خواص اشیائے سے لاعلم ہونا اس امر کا ناشی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ فلاں روح اور مادہ کی ترکیب فلاں عرصہ کے بعد کیا رنگ و روپ دکھاوے گی یہی وجہ ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی اور امر غیب نہیں پایا گیا ورنہ

کیا ضرور نہ تھا کہ خدائے عالم الغیب کے کلام میں غیبی اخبار بھی درج ہوتیں کیونکہ ہر ایک کلام اور صنعت میں متکلم اور صانع کے خواص اور علامات ضرور رہنے چاہئیں ورنہ وہ اُس کا کلام نہیں ہو سکتا۔ دراصل علم بڑی دولت ہی علم کے ذریعے سے لوگ کچھ کا کچھ بن جاتے ہیں اور کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں اور صدہا مشینیں اور کلیں علم کے سہارے چل رہی ہیں اور علم تام اور قدرت کاملہ اللہ ہی کو ہے جس سے انسانی مشین چل رہی ہے۔ لیکن آریوں کے پرمیشر کی کمزوری اور ضعف اور لاعلمی اس طرح یقینی بھی پایۂ ثبوت پہونچگئی ہے کہ جس قدر اس نے وید میں دعائیں سکھائی ہیں وہ سب اکارت گئیں الہامی دعا کا نہ قبول ہونا اُس کی بطالت اور غلط ہونے پر صریح دلیل ہے مثلاً پرمیشر نے وید میں آریہ لوگوں کو سکھایا کہ اسطرح دعا مانگا کرو میں قبول کرلوں گا۔ کہ "ہے اندر تو ہمارے دشمنوں پر بجلی برسا اور اُن کو اور اُن کے مویشیوں کو جلا کر خاکستر کردے اور وہ ہمارا مقابلہ نہ کرسکیں...... ہے سبھا اور قوم کے مالک! آپ جو ہمارے ساتھ دشمنی کرے۔ جو ہمارے ساتھ عداوت رکھے جو ہمارے پس پا غیبت کرے۔ جو ہمارے ساتھ فریب کرے اُن سب کو جلا کر خاک کر ڈالیے" (دیکھو دیانندی یجروید بھاش صفحہ ۱۰۹۶) اگر خدا تعالیٰ کی سکھائی ہوئی یہ دعائیں ہوتیں تو ضرور وہ اپنے مُنہ کی باتوں کی قدر اور پاس کرتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ پرمیشر کسیکو یہ کہے کہ فلاں امر کے لیے دعا کرو تمھاری سُنی جاوے گی مگر بعد میں جب اُسی شے کے لیے استدعا کی جاوے تو پھر وہ اپنا ہاتھ سکیڑے اور اپنے لفظوں کو واپس لیکر پچھتاوے۔ آریوں نے مخالفین کی ہلاکت اور ہزیمت کے لیے بہت دعائیں کیں جیسے کہ وید میں پرمیشر نے اُن سے کروائیں لیکن خدا نے انکی ایک نہ سُنی۔ برخلاف اس کے اسلام نے جتنی دعائیں سکھائیں وہ سب قبول ہوئیں اور محمد غوری اور سلطان محمود وغیرہ نے پرمیشر کی سکھائی ہوئی دعاؤں کو ریزہ ریزہ و بے اثر کردیا اگر درحقیقت مالک حقیقی نے آریوں کو یہ دعائیں سکھائی ہوتیں تو ضرور وہ قبول کرتا بلکہ چونکہ زمانہ سلف کے خود آریوں کی ایجاد کردہ مناجاتیں تھیں اور بیہودہ طور سے دشمنوں کی ہلاکت ملحوظ خاطر تھی اسلیے جسطرح کسی چوڑھے کے کہنے پر کسی کی بھینس یا بیل نہیں مر سکتا اُسی طرح اُن لوگوں کی حاسدانہ اور ظالمانہ بد دعائیں...... اُنھی پر اُلٹ پڑیں۔ چونکہ قرآن کریم کی دُعائیں خود باری تعالیٰ نے سکھائی تھیں اسلیے لامحالہ انکا

پورا ہونا ازبس ضروری تھا سو وہ قبول ہو گئیں اُن کا قبول ہونا ہی اُن کے مستجاب الدعوات ہونے پر ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ کوئی انسان اسطرح خدا کی بادشاہت میں دست اندازی بھی نہیں کرسکتا جسطرح کوئی غیر سرکاری آدمی گورنمنٹ کے دفتر میں لوگوں کی عرضیوں کو منظور یا رد نہیں کرسکتا +

علاوہ ازیں لالہ لیکھرام جی کا حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں بددعا کرکے ہلاک ہوجانا بھی یا تو ویدک پرمیشر کی لاعلمی اور عجز پر دلالت کرتا ہے یا ویدک دھرم اور آریہ سماج کی اصول کے بطلان صریح کی کافی دلیل ہے کیونکہ فریقین میں سے باطل پرست کی ہلاکت و رسوائی اور بیخکنی اسکے مذہب اور افعال اقوال اور عقائد کا جھوٹھا اور خدا کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہونا قرار پاچکا تھا۔ یا یوں سمجھو کہ اس مقابلہ میں اسلام کے قادر مطلق خدا نے آریوں کے موہومی اور ظنی عاجز پرمیشر پر کامل فتح پائی +

پس جب آریوں کے پرمیشور نے لیکھرام جیسے پنڈت کے کرموں کا خیال نہ کرکے اس سے بیوفائی کی اور قدرت نمائی سے اُسے نہ بچایا اور نہ ویدک دھرم کی صداقت کو بحال رکھا پھر انسان ایسے عاجز پرمیشر سے کیوں ترساں اور لرزاں ہو اور کیوں اسکے آستانہ پر سر بسجود ہو جو اپنے پاس سے ایک حبہ تک دے نہیں سکتا۔ اپنے کاموں کی مزدوری کون نہیں دیتا۔ یہ تو ہر یک دنیادار بنیا بھی دیتا ہے بلکہ بعض اوقات خوشی کی تقریب پر اپنے نوکروں کو بعطیہ دیگر مزید انعام و اکرام سے بھی بہرہ ور کرتا ہے۔ کون نادان ہے کہ ایسے بنئے کو ظالم اور نا انصاف ٹھیرائے پھر آریوں کا یہ کہنا کہ پرمیشر بلاعوض ایک کوڑی تک کا روادار نہیں ایا کل ظالمانہ توہین اور لعنت کا موجب ہے۔ انسے کوئی پوچھے پانی۔ ہوا۔ آگ زمین۔ سورج وغیرہ کس مہاشہ کے اعمال اور افعال کے عوض میں دنیا کو عطا ہوئے ہیں اور پرمیشر کے کونسے قلعے فتح کیئے ہیں جنکی جزا میں یہ بے بہا نعمتیں انھیں عطا ہوئی ہیں۔ حق یہ ہے کہ پرمیشر کا کمزور اور بیست و پامردہ تجویز کرنا عیسائیوں کے مردہ خدا سے ذرہ بڑھکر نہیں۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آریوں کے مجمع میں ایک طوطا چشم پنڈت نے مجھپر یہ سوال کیا تھا کہ تم خدا کو قادر مطلق مانتے ہو یا نہیں۔ جب میں نے مثبت میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ کیا وہ اپنا شریک یا بھائی بہن پیدا کرسکتا ہے۔ یا فلاں

فعل کا ارتکاب کرسکتا ہے مجھے اُس کے چہرہ سے معلوم ہو گیا کہ اُس کا ارادہ بد ہے اور مجھے اس مجمع میں ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ تو میں نے چاہا کہ ایسا صاف اور صریح جواب چاہیے جس سے عوام کو فائدہ ہو جاوے اور اس بدبخت کو اپنی گستاخی کی سزا بھی ساتھ ہی ہو جاوے میں نے اُسے جواب میں کہا کہ کیا آپ جیسا کوئی جوان اور نیک پنڈت اپنی بہن سے ہم بستر ہو سکتا ہے یا کم از کم ڈیڑھ سیر پختہ نجاست کھا سکتا ہے یا نہیں اسپر وہ بہت تلملایا۔ میں نے کہا کہ بیشک پنڈت صاحب ہر دو کاموں پر قادر مطلق ہیں یعنی نامرد نہیں ہیں کہ بیوگ نہ کرسکیں اور ڈیڑھ سیر نجاست کی گنجایش لمبے چوڑے پیٹ میں نہ ہو پھر کیوں اور کسطرح کہا جاوے کہ ایسا جسیم پنڈت ان باتوں پر قادر مطلق نہیں۔ پس جسطرح پنڈت صاحب کی شان سے یہ حماقت بعید از قیاس ہے اس لیے یہ اس کام میں دست اندازی نہیں کرتے اسیطرح خدا تعالیٰ جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں اور نقائص اور عیوب سے منزہ اور بالاتر ہے اس لئے وہ ان افعال کیطرف رجوع نہیں کرتا جو اسکی صفات کاملہ سے منافی اور مخالف پڑے ہوئے ہیں* ہاں اسبات پر اعتراض کہ کیا وہ کُن کے کہنے سے کسی چیز کو موجود کرسکتا ہے یا نہیں سو یہ زیر بحث قدرت کاملہ اور کمالات حسنہ میں سے ہے اسلیے وہ ان اعجازی صورتوں میں واقعی قادر مطلق ہے یہ کم فہم لوگوں کی غلطی اور کوتاہ اندیشی ہے کہ وہ اسبات کو تو مان سکتے ہیں کہ انسانی کلمات کی شکلیں ہوا میں بنجاتی ہیں اور خواب میں انسان کو ایسا وجود ملجایا کرتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کو نیست سے ہست میں لے آنے کو بعید از عقل نہیں سمجھتے ہیں اتنا تو خیال کریں کہ خدا کوئی ایسی چیز نہیں کہ اُس کے ہر ایک فعل اور قدرت کا احاطہ ہو سکے کیونکہ تمام دنیا کے فلاسفر اور سائنس داں ایک بالشت بھر لکڑی کے خواص اور تاثیرات پر حاوی نہیں ہو سکے اور نہ ہو سکینگے

نوٹ جو بعض سرگذشتیں اور مباحثات کا ذکر کیا ہے یہ فرضی ہرگز نہیں بلکہ واقعات صحیحہ پر منحصر ہے متخاصمین اور معاندین کے نام عمداً کسی خاص وجہ سے نظر انداز کر دئیے گئے ہیں جسے دانشمند لوگ خوب جانتے ہیں۔ منہ

ہیں۔ تو پھر یہ کس قدر ظلم صریح اور نادانی ہے کہ خدا کی تمام صفات کاملہ کو انگلیوں پر شمار کرنا چاہتے ہیں۔ ع بریں عقل و دانش بباید گریست + بس جتنی کوئی پرمیشر کی شناخت اور معرفت حاصل کرتا ہے اور تعظیم کرتا ہے ویسا ہی اُس کا فیضان حسب استعداد اُس پر نازل ہوتا ہے جیسے کہ اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ ان لوگوں نے خدا کی ذات کی نسبت طرح طرح کی ظنیات سے کام لیا سو خدا نے بھی اُن سے ویسا ہی سلوک کیا۔ انھیں ان ناپاک اصولوں کی پیروی کی کافی سزا مل گئی۔ کہ زمانہ قدیم میں ان لوگوں نے غالباً ایسی سیاہ کاری اور فسق و فجور اور ناپاک اعتقاد سے تاریخ کے صفحے سیاہ کیئے ہیں کہ اُس ناپاک تاریخ کو قلمبند نہیں کر سکے تا پردہ پوشی ہو جاوے مگر حق یہ ہے کہ وید جو درحقیقت آریوں کی ابتدائی تاریخ ہے اُس سے اُنکی غلط کاریوں کی تصویر ایک اپنی بھونڈی شکل دکھاتی ہے اور آئے دن لالہ دیانند جی کی ساخت پرداخت اور رکیک تاویلوں کو تراشا جاتا ہے۔ پس اب ہمیں وید کی شائستگی اور تہذیب اخلاق کیطرف غور کرنا چاہیئے جس کے پھیلانے میں زمانہ جدید کے آریوں نے کمر باندھی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن کریم کی روشنی اور پرزور تاثیرات اور برکات کا موازنہ کرنا چاہیے تا کہ ہر ایک کو معلوم ہو جاوے کہ کونسی کتاب راہ نجات دکھاتی ہے اور کونسی اس کے برخلاف نتیجہ خیز ہے +

وید کی تہذیب اور تعلیم

یہ بات بالکل سچ اور درست ہے کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں اور ہر ایک انسان اپنے کاموں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ ایسا اصول ہے کہ اسی معیار پر ایک شے دوسری پر ترجیح اور فوقیت رکھتی ہے سو جہانتک تاریخ کا قدم روشنی میں پڑتا ہے وید کی روشنی اور تہذیب کا زمانہ ایسے اندھیرے اور تاریکی میں پڑا ہوا ہے کہ کوئی مصنف ویدک دھرم کے عروج کے کسی زمانہ کی نسبت سیر کن بحث نہیں کر سکتا دیانند جی ... بھی صرف اتنا اناپ شناپ دعویٰ کر گئے دم بخود رہ گئے ہیں کہ پانچہزار برس ہوئے کہ مہابھارت کی لڑائی نے ویدک دھرم اور تہذیب کو

خاک میں ملا دیا اور اس جنگ سے پیشتر آریہ لوگ روئے زمین پر حکمران تھے اور توپ بندوق
تاربرقی اور ریلیں ان کے ہاں معمولی ایجادیں تھیں مگر یہ صرف دعویٰ ہے جس کا کوئی ثبوت
نہیں کیونکہ بابل اور نینوا اور یورپ اور امریکہ کے پرانے کھنڈرات کی چھان بین اور
موشگافیوں نے اس دعویٰ کو طشت از بام کر دیا ہے کیونکہ صدہا پرانی تحریریں اور سکے
ملے ہیں لیکن ویدک دھرم اور آریوں کی فرضی ریلوں اور تاربرقیوں کا نام و نشان بھی
نہ ملا۔ اگر ان کا اور ان کے مذہب کا پتا لگا تو آخرکار آریہ ورت سے ہی حقیقت آشکارا ہوئی
اور در اصل حق یہی ہے کیونکہ اگر کوئی اسلام کے ابتدائی حالات پر واقف ہونا چاہتا ہے
تو اسے عرب اور اسلامی ملکوں کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ سو آخرکار آریہ ورت ہمیشہ کو
بت پرستی عناصر پرستی گئو پرستی نیوگ ..... اور سومنات۔ متھرا اور کاشی اور ہردوار
اور جگناتھ جی کے مندروں کی بیاہکاریوں سے بھرپور پایا گیا کاشی یعنی بنارس جو ہندوؤں
کے نزدیک بمنزلہ مکہ معظمہ کے ہے مندرجہ بالا فسق و فجور میں اول نمبر پایا گیا ہے اور اب
تک حالت بدستور ہے اور پرانے بڈھے مہاتما پنڈت دیگر حصص کی نسبت وید اور سنسکرت
سے زیادہ واقف ہیں۔ پس جب کاشی میں ہی سب سے زیادہ بت پرستی اور عناصر پرستی پائی
جاتی ہے تو ضرور نتیجہ بلاتکلف یہی نکالنا پڑتا ہے کہ یہی تمام آریہ ورت کا مرکز اور روح رواں
شہر تھا یہ بات ناممکن ہے کہ جس جگہ لاکھوں بلکہ کروڑوں سال حسب فرمودہ دیانند جی تو
کا دور دورہ رہا اور پشت بہ پشت لوگوں میں ویدک دھرم ہر ایک فرد بشر کے رگ و ریشہ
میں سرایت کر گیا تھا پھر یکایک ایک مہابھارت کی جنگ سے ویدک دھرم اور اس کے
اصول کافور ہو گئے۔ دنیا میں ایسی بہت سی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں۔ مگر کیا جنگ سے
تمام افراد جن کا لڑائی میں کچھ تعلق نہ تھا۔ اپنے تمام پاکیزہ خیالات اور توحید کو کھو بیٹھے
کیا نپولین کی لڑائی کم تھی مگر کیا اس نے کسی ملک کے مذہب کو بگاڑ دیا تھا ہرگز نہیں پس
حق یہ ہے کہ جو کچھ بنارس سومنات اور جگناتھ جی میں اب نظر آ رہا ہے یہ پرانے زمانہ کے
آریوں کی تہذیب شرک اور مخلوق پرستی کا نمونہ ہے۔ کروڑوں سالوں کی محنتوں اور تعلیم و
تہذیب کو ایک چند سالہ جنگ مفقود نہیں کر سکتی وہ جنگ کیا تھی گویا یورپ امریکہ اور

ایشیا کے تمام ملکوں کے باشندوں کے لیے صرع اور مرگی کا حکم رکھتی تھی جس سے تمام دنیا کے مہذب اور موحد آریہ جہاشئے یک بخت گمراہ ہوگئے۔ فارس کے آریہ آتش پرست اور یونان کے آریہ دیوتا پرست اور مشرک ہوگئے۔ اور روس کے ننگے آریہ لباس اور کپڑوں سے باہر ہوکر ننگ دھڑنگ ہوگئے اور امریکہ کے آریوں نے جنگ مذکورہ کا ایسا اثر محسوس کیا کہ سوائے میکسیو کے ساری دیوانے ہوگئے اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے اور اپنے اصل وطن یعنی آریہ ورت کا نام تک بھول گئے۔ یہ سب بیہودہ خیال ہیں کہ مہابھارت کی جنگ سے پہلے ویدک دھرم دنیا پر پھیلا ہوا تھا۔ تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ اگر وید کا کچھ اثر معلوم ہوتا ہے تو وہ صرف اس آریہ ورت میں ہی پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ ہم مانتے ہیں جیسا کہ آریہ مسافر میگزین مورخہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ء میں لکھا ہے کہ آریہ مذہب اور پارسی مت نہایت ہی متقارب ہیں اور پارسی لوگ آریہ بھائیوں یعنی ہندوؤں کیطرح اننگ ورن بیوستھا کو مانتے۔ جنیو پہنتے گئو رکھشا کرتے۔ گوشت خوری کو گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل اگنی ہوتری کے فوائد سے آگاہ ارواح کو انادی مانتے اور تناسخ کے قائل ہیں ایران کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ ایرانی آریوں کے بھائی ہیں کیونکہ ایران کے معنے آریوں کے داخل ہونیکی جگہ کے ہیں اور یہ امر تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ پارسیوں اور آریوں میں زمانہ قدیم میں راہ و رسم رہی ہے چنانچہ آپسمیں شادیاں ہوا کرتی تھیں چندر گپت اور گوہ خاندان کے راجاؤں نے اہل فارس کے ہاں شادیاں کی تھیں۔ غرض جو کچھ پارسیوں میں اور اگنی ہوتریوں اور ماتنگیوں اور وام مارگیوں اور جینیوں اور دیگر فرق مختلف ہنود میں رسومات ردیہ پائی جاتی ہیں وہ سب ویدکی مختلف المعانی شرتیوں سے بہکے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض شراب پیکر اپنی ماں بہن اور ہر ایک عورت سے اندھیرے میں سما گھم کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ ستیارتھ باب ۱۱ اور بعض یعنی وام مارگی جو لی مارگی بیج مارگی مرد عورت کو برہنہ کرکے اُسکی شرم گاہ کے آگے سر بسجود ہوتے ہیں اور عورتیں برہنہ مرد کے عضو تناسل کے آگے ہاتھ جوڑتی ہیں اور متھا ٹیکتی ہیں اور پہلے برہنہ مرد کو جسے مہادیو کہتے ہیں اور برہنہ عورت کو جسے دیوی کہتے ہیں اور جو ایک پیالہ میں شراب پیتی ہے پھر اُسی پیالہ سے ہر ایک مرد اور عورت شراب پی کر بدمست ہوکر ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں خواہ کسی کی بہو۔ لڑکی ماں بہن ہی کیوں نہو جسپر کسی کا قابو چلے اپنا مطلب برآری کرتا ہے بعض اوقات بہت نشہ

چڑھنے سے جونی مکالمی اور لاتیں آپسمیں مارتے ہیں صفحہ ۵۸ - ۶۸ - ۴ - اور حیض والی عورت سے صحبت کرنا اُن کے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ پشکر میں اشنان کرنا۔ چنڈال کی عورت سے صحبت کرنا گویا کاشی کی زیارت ہے چاری سے زنا کرنا گویا پریاگ میں نہانا ہے ❋ اسی طرح بعض بول و براز کھانا اور پیشاب تک پیا جائز سمجھتے ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ غرض بید آبن تیرتھ کاشی یعنی بنارس ایودھیا۔ جوالا مکھی (آتش پرستی کی جگہ ہے) امرناتھ - ریوالسر - امرتسر ہردوار - شیوبن - اترکاشی - ویوپریاگ - گپت کاشی - سومنات - جگناتھ جی - رامیشور تپت کنڈ - ونذھیشوری - گیا - کلکتہ کی کالی دیوی - کاماکشا (دیوی) کے مندروں میں جو شرمناک کارروائیاں اور بت پرستیاں ہیں وہ اس قدر جوش و خروش سے ہیں کہ دنیا بھر میں انکی نظیر تلاش کرنا عبث ہی۔ سخت تعجب کی بات ہے کہ آریہ ورت جو تمام علوم فنون اور تہذیب کا سرچشمہ تھا وہ جہالت بت پرستی اور انسان پرستی۔ لنگ پرستی۔ عضو تناسل پرستی اور زنا پرستی اور نیوگ پرستی کا لاانتہا خزانہ عامرہ ہوگیا۔ اگر یہ وید اور اسکے مقلدوں کی گمراہی اور جہالت کا نتیجہ نہیں تو پھر یہ کہنا کیسا ناپاک جھوٹھ اور جہالت ہے کہ مسلمانوں نے آکر قبر پرستی و شرک پرستی آدم پرستی کو عروج دیا ہے (دیکھو آریہ مسافر بابت مئی ۱۸۹۸ء) ہاں محمود نے سومنات متھرا اور کوٹ کانگڑہ کی بتوں کو توڑا ضرور ہے پس ستیارتھ پرکاش اور آریہ مسافر کا یہ لغو اور بیہودہ جھوٹ قابل نفرت ہے کہ اہل اسلام نے شرک اور فسق و فجور کو عروج دیا۔ دیانند جی لکھتے ہیں کہ یہ سب گوناں گوں بت پرستیاں مہابھارت کے بعد ہوئی ہیں مہابھارت کے جنگ سے پہلے اگنی وایو۔ منو۔ ادیت۔ اریما وغیرہ کی پوجا ہوا کرتی تھی میرے خیال میں آتا ہے کہ یہ ساری خرابی اور شرک اور بت پرستی کی لعنت وید سے نکلی ہے اسکی وجہ معقول یہ ہے کہ اگنی - وایو - پران - ہرسپی - ماتا (ماں) پتا (والد) آندر - رودر (رلانیوالا) منو وغیرہ جتنے اسماء الٰہی قرار دیے ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسا نام نہیں جو محض ذات باریتعالیٰ کے لیے مختص ہو اور دوسری مخلوق وغیرہ پر عاید نہو سکے بلکہ ہر ایک نام ویدک پرمیشور کا نہایت ہی ادنیٰ اشیاء پر بولا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اُوم کا نام بھی ایسا ہی نام ہے

❋ اجری وجری کا فرقے بول و براز کھاتے پیتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۶۷ سنہ

جو انسانوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ پھر ان پڑھ لوگ ایسی تعلیم سے دھوکا نہ کھاویں تو اور کیا کریں
خدا تعالیٰ کو والدہ کا لقب بھی دیا ہوا ہے اور تاویل اسکی یہ کی ہے کہ خدا تعالیٰ والدہ کیطرح پرورش
کرتا ہے (شاید والدہ کیطرح کبھی سو گیا ہوگا اور ہزارہا سالوں تک وید کی تعلیم کو کافور ہونے کی
خبر تک نہ ہوئی) اسی طرح ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا نام وید میں خاوند بھی ہوگا کیونکہ خاوند بھی اپنی
عورت اور بچوں کی خبر گیری اور پرورش کرتا ہے اسیطرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا نام ہیرا بھی ہوگا
کیونکہ وہ نورِ مجسم ہوتا ہے۔ ایسی رکیک تاویلوں نے دیوتاؤں۔ اگنی۔ وایو (ہوا) اور دیگر صدہا
اشیاء کے ناموں کو پرمیشر پر تھاپا ہے۔ اکثر آریہ کہتے ہیں کہ کثیر المعانی الفاظ اسلیے وید
میں استعمال کیے گئے ہیں کہ فصاحت بلاغت سے پُر عبارت ہو۔ مگر ہمارے خیال میں اس سے بڑھکر لغو
اور غیر فصیح عبارت کوئی نہیں ہو سکتی کہ لوگ متکلم کی عبارت کو نسمجھکر ورطہ ضلالت میں غلطاں ہوں
ابھی دیانندجی کہتے ہیں کہ سَو اسماء الٰہی جو لکھے گئے ہیں صرف سمندر کے مقابلہ میں بجائے قطرہ کے
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آجتک آریوں کو پرمیشر کی صفات اور افعال سے واقفیت کلی حاصل نہیں
کیونکہ وہ پرمیشر کی صفات سے نابلد ہیں پس اس صورت میں ماننا چاہیے کہ آریوں کو گیان اور ایمان میں
بمقابلہ سمندر کے ایک قطرہ نصیب ہوا ہے جس پر مکتی غیر ممکن ہے مگر افسوس یہ ہے کہ یہ قطرہ بھر ایمان بھی
کامل طور سے متحقق نہیں ہوتا کیونکہ آریوں کو ویدک دھرم کے اوامر اور نواہی پر عملدرآمد کرنے سے
کوئی سروکار نہیں جیسے کہ آجکل ہر ایک آریہ سے ظاہر ہو رہا ہے ✱ لکھا ہے کہ اعلیٰ درجہ کا [illegible]

✱ حاشیہ

آریوں کے پانچ روزانہ فرائض (پنچ مہاگیہ)

اگرچہ اعلیٰ درجہ کے نیک اور ایماندار کے لیے لازم ہے کہ چار سَو ۴۰۰ سال کی عمر پا کر فوت ہووے۔
(دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲) تاہم ان پانچ فرائض کی اطلاع کا اظہار نہ صرف عوام پر ضروری ہے
بلکہ سرگرم اور طالبان مکتی و ایماندار آریہ صاحبان کو اس سے واقف کرنا از بس ضروری ہے تاکہ بوجہ
غفلت اور لاعلمی کے ان امور کی عدم تعمیل سے دین ایمان سے خالی نہ گذر جاویں۔ چونکہ ان پانچ
فرائض کی ادائیگی پر ہر ایک نیک نیت آریہ کا دین ایمان اور نجات اور سورگ (بہشت) منحصر ہے

رکھنے سے مخلص اور نیک آریہ چار سو سال تک عمر پاسکتا ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۳ صفحہ ۵۲
اگر یہ محض بھولی لوگوں کی گپ اور بیہودگی نہ ہوتی اور انسانی عقل اور فہم میں آکر قابل عمل شرعی یا فرمان
الٰہی ہوتا تو ضرور تعجب انگیز قابل دید واقعہ ہوتا اگر ویدک دھرم کا یہ نسخہ ٹھیک ہوتا جس سے انسان
چار سو سال عمر پا سکتا ہے تو آریہ بڑے صاحب تجربہ ہوتے اور ہم اس اُنیسویں صدی میں پندرھویں
صدی کے مہاتما پنڈتوں سے بہت فائدہ اور گیان حاصل کر سکتے۔ مگر تجربہ ظاہر کر رہا ہے کہ نہ
کبھی کوئی ایسا ہوا اور نہ کوئی ہوگا یہ دیانند جی نے یہ محض گپ ہانک دی ہے۔ ہر ایک گمان
کر سکتا ہے کہ چونکہ دیانند اور لیکھرام اور تمام نیک و بد آریہ چار سو سال کی عمر پا کر فوت نہیں ہوئے
اس سے معلوم ہوا کہ کوئی آریہ بتیقنس بھی کامل برہمچاری نہیں ہو گزرا بلکہ سب ناقص اور پاپی ہوئے
ہیں جنھوں نے پرمیشر کے اس حکم پر عمل نہیں کیا۔ یا پرمیشر ہی عالم خواب میں ایسی باتیں مُنہ پر لایا
ہے کہ ہر ایک ذی عقل کو ہنسی آتی ہے۔ اسی طرح ایک اور بھی گپ جو قابل نفرت ہے وہ یہ ہے کہ اعلیٰ
درجہ کا برہمچاری آریہ وہ ہے کہ ۴۸ سالہ ہو کر انسان شادی کرے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ جس
صورت میں آجکل اوسط عمر لوگوں کی چالیس سال رہ گئی ہے بلکہ بعض اضلاع ممالک متوسط میں
چالیس سال سے اول ہی لوگ بوڑھے ہو کر مر جاتے ہیں پھر یہ دیانندی اصول جسے عالمگیر
مذہب کا ستون گردانا جاتا ہے وہاں کسطرح چل سکتا ہے آجکل تو ہمارے ملک میں پچاس ساٹھ
سال کی عمر میں لوگ بوڑھے ہو کر راہیٔ عالم بقا ہو جاتے پھر ۴۸ سال کی عمر میں بیاہ کرنے سے
کیا فائدہ ہے ہاں دوسرے بدمعاش لوگوں کے لیے نیوگ کے رواج دینے کا یہ عجیب ڈھکوسلا
ہے جس کا ہمیں اعتراف اور اعتراض ہے پنجاہ سالہ بڈھا تو امور خانہ داری سے گیا گذرا ہوتا ہی
ہاں دوسرے بیرج داتاؤں کے لیے عیش و عشرت کرنے کی راہ کھل جاتی ہے۔ جوان استری ہے
بموجب دیانندی قول رہا نہیں جاویگا ادھر اُدھر سے پرچارک اور اپدیشک وغط سنا کر اس
عفیفہ کی عصمت کا دامن پھاڑینگے اور پنجاہ سالہ پنڈت چپکا ہو کر دروازہ پر مایوس ہو کر بیٹھ رہیگا
اور کسیکو اسیس دیگا ایک اور گپ جو لالہ دیانند جی نے ہانک دی ہے اور جسپر عملدرآمد ہونا لازمی
ہے اُس حکم پر آج اگر عمل کیا جاوے تو زناکاری۔ چوری۔ اغوا۔ اور ہر طرح کی بدکاری کا وہ بازار
گرم ہو کہ کسی آریہ مہاشہ کا گھر بستا نظر نہ آوے گا۔ اور وہ حکم یہ ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴

بقیہ حاشیہ صفحہ اس لیے ہمنے بنابر رفاہ عام اس فرض کو ادا کردیا ہے جسکی تفصیل کسیقدر حسب ذیل ہے۔

۱۱۵ باب ۴ - کہ اگر کسی کا لڑکا - لڑکی - بیوی - یا کوئی اور قریبی رشتہ دار اپنے چال چلن اور حصول علم اور نیکوکاری میں کوتاہی کرے اور شعر دروں اور کمشنر یوں کے کام اُسمیں پائی جاویں تو اُسکو

فصل ۱۸۹ یجیہ

(۱) "ان پانچ یگیوں (فرائض) کا روزمرہ ادا کرنا ہر انسان پر فرض ہے اُن میں سے اول یعنی برہم یگیہ کا یہ طریق ہے کہ ویدوں کو اُن کے انگوں سمیت با قاعدہ پڑھنا اور پڑھانا چاہیے اور سکو سندھیو اور پاسن کرنا چاہیے" دیکھو تمہید تفسیر وید مصنفہ مہرشی دیانند صفحہ ۱۵۶ (ویدوں کے انگوں سے جو ہر روز پڑھنے پڑھانے فرض ہیں اُن سے چھ علوم مراد ہیں۔ شِکشا ۱ (علم قراءت) کلپ ۲ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایتیں اور ہر سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب) چھند ۳ (علم عروض) ویاکرن ۴ (علم صرف و نحو) نرکت ۵ (علم لغت) جیوتش (علم ہیئت و ہندسہ جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب مساحت - اقلیدس اور جبر و مقابلہ - علم طبقات الارض - جیولاجی) اور جغرافیہ وغیرہ بھی شامل ہیں صفحہ ۱۵۶ +

(۲) اور دوسرا فرض جو ہر روز دو دفعہ ایماندار آریہ منش کے لیے واجب العمل ہے اور جس کے نہ کرنے میں آریہ آریہ نہیں رہتا بلکہ بقول سوامی جی (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۷) شودر بنجاتا ہے وہ یہ ہے کہ چمچہ سونے یا چاندی کا بنوالے اور علاوہ ازیں اور دو تین برتن طیار کر کے آگ میں دو وقت طلوع اور غروب آفتاب کے وقت مفصلہ ذیل اشیا ڈالا کرے :- گھی ۱ - بادام ۲ - کشمش ۳ - کھوپرا ۴ - پشتہ ۵ - مونگ پھلی ۶ - چلغوزہ ۷ - چرونجی ۸ - لڈو ۹ - کھیر ۱۰ - کھچڑی ۱۱ - بھات وغیرہ ۱۲ - شکر ۱۳ - چینی ۱۴ - شہد ۱۵ .... کیسر ۲۲ - کافور ۲۳ - کستوری ۲۴ - اگر تگر - جائفل ۲۸ - الائچی ..... لونگ ۳۲ ... کپور کچری ۳۹ - مکھانہ ۴۰ .... وغیرہ وغیرہ ہر ایک آدمی کو سولہ سولہ آہوتی (بھرا ہوا چمچہ مذکورہ بالا اشیا سے) آگ میں ڈالنا لازمی ہے اور چھ چھ ماشہ گھی کستوری وغیرہ کا اندازہ ہر ایک آہوتی میں آنا چاہیے گویا صبح و شام بتیس ۳۲ آہوتی ڈالنا فرض ہے زیادہ کوئی جس قدر چاہے کرے"۔

علاوہ ازیں طول طویل عبارتیں اور رسومات در بارہ ادائیگی رسم مذکور بخوف طوالت ترک کر دیگئی

فوراً اس ذات کے آدمیوں کے ہاں بھیجدیں جسکے وہ کام کرتا ہے۔ مثلاً اگر برہمن کی جوان لڑکی میں کھشتریوں کے اوصاف نظر آئیں تو اسکو کھشتریوں میں بھیجدیا جاوے اگر کسی شودر میں

بقیہ حاشیہ

ہیں کیونکہ اپدیشک اور پرچارک مہاتما پنڈت اور لیکچرار مہاشے باقیماندہ مہا اپنیں خود بخود لوگوں کو سکھا دینگے اور پہلے خود آپ عمل کرینگے اور دوسرے آریوں سے عمل کرائیں گے اور جو نہیں کرسکیں گے اُن کو حسب الحکم سوامی جی ذات برادری اور ملک سے نکالدینگے اور سب بھلے لوگ اُسکو سب دوجوں کے کاموں سے نکالدینگے اور راجہ سے ضرور اُسے سزا دلائیں گے کیونکہ سوامی جی کی یہی رائے اور آخری حکم ہے دیکھو مستند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱ و ۲۲۳ و ۱۲۷۔

بالآخر ضروری اطلاع یہ بھی ہے کہ جب کوئی آریہ بحیثیت آریہ ہونیکے کسی امر پر استفسار یا بحث مباحثہ کیا کرے تو پہلے اس امر کا تصفیہ کرلینا ضروری ہے کہ آیا وہ مذکورہ بالا اور فرائض کا عامل بھی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اُسکو آریہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ شودر ماننا چاہیے (دیکھو ستیارتھ ۱۲۷) ہاں اگر کوئی ان پانچ مہایگیوں یعنی فرائض کا پابند نہیں تو اسکو شودر قرار دیکر بحث مباحثہ کے مقام سے نکالدینا چاہیے اور اُسے ہرگز اجازت نہ دیجاوے کہ وہ کسی سماج یا کالج کا ممبر بنجاوے باقیماندہ تین فرائض کا لکھنا بھی ازبس ضروری تھا لیکن چونکہ قوم ان دو پر ہی عملدرآمد کرنے سے روگردان ہے اسلیے زیادہ بوجھ کا متحمل بنانا قرین مصلحت نہیں اور نہ یہ لوگ ان پانچ مہایگیوں کے عامل ہوسکیں گے ـــ پھر تضیع اوقات سے کیا فائدہ؟

اس لیے ہمارا خواہ مخواہ خامہ فرسائی کرنا فضول ہوگا مگر تاہم بہت سرگرم آریوں کے لیے حوالہ درج کرکے اُنکی سیوا کردیتے ہیں کہ اگر باقی تین مہایگیوں کا مطالعہ کرنا ہو تو دیکھو تمہید تفسیر وید صفحہ ۱۵۶ - ۱۷۰۔ مصنفہ سوامی دیانند صاحب

اور نیز یہ امر بھی ہر کس و ناکس پر ظاہر کرنا ضروری ہے کہ چاروں وید اور شاستر کی تحصیل کے لیے کوئی لمبا عرصہ درکار نہیں بلکہ بقول وہدایت سوامی جی انھیں چھ سال میں ختم کرنا فرض ہے اُمید کی جاتی ہے کہ اس فرض سے کوتاہی کرنیوالے آریہ صاحبان بحث مباحثہ پر یوں ہی زور نہ دینگے اگر زور دینگے تو ہم کہینگے کہ پہلے آریہ بنو

برہمنوں کے اوصاف اور اخلاق دستیاب ہوں تو اسکو کسی برہمن کے گھر میں داخل کر دیا جاوے* پس اس قانون سے ہر ایک ذات کا آدمی دوسری ذات میں جا سکتا ہے یہانتک کہ اگر کسی بھگت رام کی آج شادی ہوئی ہو تو چند روز کے بعد اسکے والد کو معلوم ہو کہ بھگت رام برہمنوں میں شامل ہونے کے لائق ہے اور اسکی عروس ویشوں میں بود و باش رکھنے کے قابل ہو گئی ہے تو اسکو یہی لازم ہے کہ ان دونوں کو جدا کر کے رخصت کر دے اور اپنی خدمت کے لیے اور قطع نسل نہ ہونے کی غرض سے اوروں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے گھر بلا کر اپنی اولاد اور بہو تصور کرے اور اپنی جائداد وغیرہ چند روزہ بے اعتبار اولاد کے حوالہ کر دے اور اصلی بیٹوں اور بہوؤں کو عاق کر دے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس دیانندی فرمان پر ایک سال کے لیے عملدرآمد کیا جاوے تو امید ہے کہ بعض بدمعاش عورتیں اور جوان لڑکیاں کسی نامحرم کو محرم بنا کر ایسے ایسے کام کرنے لگجاوینگی جس اعمال اور اوصاف کے حصول سے وہ ادنیٰ یا اعلیٰ ورن کے مطلوب خاوند سے ملاپ کر سکیں۔ اسیطرح بعض جوان لڑکے اپنی معشوقہ لڑکیوں کی طرف جا سکیں گے اور دوسروں کے گھروں میں داخل ہو کر انکی لڑکیوں اور استریوں سے بدفعلی کا ارتکاب کرینگے اور موقع پاکر جوان لڑکیوں اور مال و دولت کو لیکر رفوچکر ہو جاوینگے۔ اگر بڈھا مہاشہ انکو کسیطرح کی بدکاریوں سے روکنے بھی لگے تو کیا کر سکتا ہے؟ اگر ذرہ چشم نمائی سے ان کے عیش و آرام کا مخل ہوگا تو وہ ضرور اسکو جلد تر سرگ میں پہونچا وینگے کیونکہ ممکن نہیں کہ غیروں کے بیٹے اور جوان بیٹیاں اسکی ایسی عزت و اطاعت کریں جیسے کہ شریف لڑکے اور لڑکیاں اپنے والدین کی کیا کرتے ہیں۔ اب ہم آریوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حکم عملدرآمد کے لیے ہے یا محض دھوکا دہی اور دوسرونکو لالچ میں پھنسانے کی راہ ہے اپنی عمر میں ہمنے یہانتک دیکھا ہے ایسا عملدرآمد ہمارے آریہ ورت میں ہرگز نہیں ہوتا اور ایسا ہونا بھی ناممکن ہے کیونکہ اپنوں اور بیگانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے قدرت نے خون کا رشتہ ایسا مضبوط کیا ہے کہ اسکو انسانی فطرت نہیں توڑ سکتی اگر یہ ہو سکنے والا حکم ہوتا تو ضرور اسکو ہمارے آریہ ورت کے مہاتما پنڈت عمل میں لاتے۔ دیکھو یہاں قریبًا ہر ایک ویدک حکم سے انکار اور کفر علانیہ ظاہر ہے مگر زبانی لاف و گذاف مارنیکے لیے ہر جگہ اپدیش (وعظ) کرنے کو طیار ہیں اور بحث مباحثہ کرنیکے لیے نقارہ کی چوٹ سے مستعد اور چالاک ہیں مگر عملدرآمد کا ذکر نہ کرو کیونکہ مذہب

*حاشیہ - مناسب تو یہ تھا کہ ایشور کرپا کر کے ویشوں کے اوصاف والونکو ویشوں کے گھر جنم دیتا اور
ہوتی رہتی ہے وہاں ایک اس حکیمانہ طریق سے بھی سزا دیدیتا تاکہ مذہبدی کی تخم ریزی نہ ہوتی شاید تناسخ کا ادبانا

ان لوگوں کا عملدرامد کے لیے نہیں صرف زبانی قیل و قال کا مشغلہ ہے۔ اسیطرح لکھا ہے کہ جو شخص صبح وشام دو وقت اگنی ہوترا اور ہوم اور دو وقت سندھیا نہ کرے اسکو بھلے لوگ سب دوجوں کے کاموں سے باہر نکالدیں یعنی اُسکو شودر کی مانند سمجھیں (ستیبارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۲۷) اگر اس حکم کی تعمیل پر بھی غور کیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ ہزار ہا لڑکوں اور لڑکیوں کو بر سید اطلاع ہذا اپنے اپنے گھروں اور بورڈنگ ہوس اینگلو ویدک سکول وکلج سے کھینچکر۔ پابدستے دگرے دست بدستے دگرے۔ باہر نکالدینا چاہیے۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ ساری باتیں جو آریوں کے مُنہ پر ہیں انکا دل میں ذرا اثر نہیں اور نہ یہ لوگ ان احکام کو دلسے مانتے ہیں ہمارا اعتبار کسی کے مُنہ کی بکواس پر ہرگز نہیں ہوگا یہ لوگ اپنی حالت ردی کو نہیں دیکھتے مگر دوسروں کی نکتہ چینی اور عیب شماری میں رات دن کوشاں ہیں۔ بس اگر کوئی آریہ مذہب کا پابند ہے تو ہمیں بذریعہ اشتہار اطلاع دے کہ میں ویدک دھرم کے اصول کا عامل ہوں اگر مذہب صرف کہنے کی باتیں ہیں تو پھر اتنا کیوں شور برپا کیا ہوا ہے ایسے پاکھنڈیوں سے الگ ہونا ہی قرین مصلحت اور ایمانداری ہے۔ لہذا میں برائے نام آریہ بننا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور جگہ بھی لالہ جی نے درفشانی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ "مردہ کے دفن کرنے میں بہت نقصان ہوتا ہے اور جلانے میں بہت کم نقصان اور فائدہ ہوتا ہے ستیارتھ صفحہ ۶۲۸ اور جلانے کے لیے ضرور ہے کہ ایک متوسط قد کے آدمی کے لیے چھبیس روپیہ کی کستوری اور تیرہ روپیہ کا روغن زرد اور آدھ من صندل اور اگر اور پانچ روپیہ کی کیسر اور پلاس وغیرہ مہیا کی جاویں اگر خود مہیا نہ کرسکے تو بھیک مانگ کر ان اسباب کو بہم پہونچاوے مفلس کو بھی بیس روپیہ کا روغن زرد مردہ پر ڈالنا چاہیے خواہ سرکار سے ہی مدد کیوں نہ لینی پڑے دیکھو مستند ستیارتھ پرکاش۔ صفحہ ۶۲۸*

ہمارے وطن میں کوئی ایسا ایماندار عامل وید آریہ موجود نہیں جس نے اس کفایت شعاری

حاشیہ* اگر طاعون کی کثرت اموات میں چند آریہ گورنمنٹ سے حسب فرمودہ سوامی جی اس امر کی درخواست کریں کہ انھیں مردہ جلانیکے لیے سرکار مدد دے تو اُمید ہے کہ انکی حماقت سب پر عیاں ہو جاویگی اور جو

عمل کر کے اپنے تئیں گناہوں کی سزا یعنی کیڑے مکوڑے اور کتے بلیوں اور ناپاک جانوروں کے قالبوں میں اوتار لینے سے سرخروئی حاصل کی ہو۔ ہمارے قادیان میں چند آریہ بمرض طاعون فوت ہوئے تھے مگر حیف ہے اُن آریوں پر جنھوں نے اس حکم پر عمل نہیں کیا۔ غالباً اس حکم کو بھی اور احکام کی طرح محض یاوہ گوئی اور بڑ بڑوں کی لیلا سمجھا ہوگا۔ علاوہ ازیں ہمارے نواح اور لاہور میں بعض آریوں کو نیوگ کی اشد ضرورت ہے مگر وہ لوگوں سے ڈر کر اور شرم و حیا کو ترک نہ کر کے وید کے حکم سے روگردانی اور الحاد کر رہے ہیں حالانکہ لالہ جی ستیارتھ پرکاش کے باب چہارم صفحہ ۱۴۹ میں لکھتے ہیں کہ نیوگ کے کرنے میں کوئی دوش اور گناہ نہیں بلکہ نیک اور مخلص آریہ کے لیے مہا پاپ اور ناپاک گناہ یہ ہے کہ نیوگ کی راہ میں پتھر ڈالے جاویں۔ پس میں اُن بدبخت مہاشوں کو درصورت نہ نیوگ کرانے کے کیا کہوں آیا انکو بقول سوامی جی شودر سمجھوں یا اُن کو نادان اور پرمیشور کا مہا پاپی اور نافرمان گمان کروں۔ ایسے ہی اکثر گوشت خوری کو بھی حرام اور گوہ کے برابر سمجھتے ہیں پھر عملدرامد میں اس کام سے کنارہ کشی نہیں کرتے۔ پس ثابت ہوا کہ دو وقت سندھیا ہوم اور اگنی ہوتر کا نہ کرنا اور مردہ جلانے میں قریباً دو سو روپیہ کا متحمل نہ ہونا اور نہ ہو سکنا اور بوقت ضرورت بر سر مجالس باقاعدہ علانیہ نیوگ کی درخواست نہ کرنا اور دس بچے حاصل نہ کرنا اور باقاعدہ وفرمودہ سوامی کسی پکے آریہ کا ۴۸ سال تک برہمچریہ نہ رکھنا

بقیہ حاشیہ کچھ جواب ملگیا وہ سب پر عیاں ہے لکھا ہے کہ مفلس آریہ بیس سیر قیمتی عطر روغن زرد چتا پر ضرور ڈالے خواہ اسکو بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۲۹ بیس سیر گھی اور باقی مصالحہ کے جمع کرنیکے لیے وہ بیچارہ چند روز تک دوڑ دھوپ کرتا رہے گا ادھر مردہ بدست زندہ کیڑوں اور چیونٹیوں کا شہر آباد کریگا اور خوب ہوا صاف ہو جاوے گی۔ طاعون میں جہاں ہزارہا اموات ہوتی ہیں ان کے جلانے کے عام لکڑیکا باہم پہونچانا محال ہو گیا ہے پھر اگر ویدک دھرم کے عالمگیر اصول پر عملدرامد کیا جاتا اور کستوری وغیرہ سے مردوں کو خوشبودار کرنیکی کوشش کیجاتی تو غالباً سرکاری خزانہ بھی اس بوجھ کا متکفل نہوتا۔ قیاس کیا گیا ہے کہ چند سال میں صرف ہندوستان میں ایک کروڑ طاعون کی

اور سَو سال تک عمر پانا اور پانے کی کوشش نہ کرنا اور نہ اُس عمر کو پاسکنا اور عام چال چلن میں فرق آجانے پر کسی آریہ کا بجلم وید اپنی جوان یا بیوہ لڑکی - لڑکے اور بیوی اور ماں اور باپ کو گھر سے نکالدینا اور دوسروں کے لڑکے لڑکی کو اپنے گھر میں اپنی بیوی لڑکی اور ماتا پتا اور بھائی بہنوں میں بود و باش نہ کرنے دینا اور وید پڑھکر اپنے آپ کو پرمیشر کے گیان سے بہرہ ور نہ کرنا اور اس توده طوفان کو نہ پڑھ سکنا اور اُسکے تمام احکام پر عمل نہ کرنا اور نہ کرسکنا اور بغیر گوشت کے قطب شمالی میں آریوں کا جیتا نہ رہ سکنا وغیرہ وغیرہ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتے ہیں کہ اگر ہم آریہ سماج میں داخل ہوتے تو ضرور ان امور کی خلاف ورزی پر بے ایمان ٹھیر جاتے مگر موجودہ آریوں کا کیا کہنا ہے مندرجہ بالا امور سے کوتاہی ظاہر کرتی ہے کہ ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں ہے جس پر ایک ملک کا باشندہ عملدرآمد کر سکے نا ہی کسی آریہ نے ان احکام اور صد ہا ناگفتنی امور پر عملدرآمد کرکے اپنے تئیں مکتی کے لائق ٹھیرایا ہے اور نا ہی کوئی کامل برہم چاری ایسا گذرا ہے کہ چار سَو سال تک عمر*

حاشیہ اگر عمر بڑھانے کا نسخہ کسی حکیم کو معلوم ہو جاوے تو وہ غالباً بادشاہوں اور بعض دنیا پرستوں سے لکھوکھا روپیہ جمع کرسکتا ہے اُمید ہے کہ یہ نسخہ ڈاکٹروں اور حکیموں کو بھی بہت سا نفع پہنچاویگا کاش کوئی مکتی پانے والا کامل آریہ ہوتا تاکہ ہم اسکے ذریعہ سے آج اکبر شاہجہاں اورنگزیب وغیرہ بادشاہوں کی سرگذشت سن سکتے مگر افسوس ہے کہ سارے آریے ناقص اور قریباً بقول سوامی جی کم ایمان گذرے ہیں - کیونکہ کسی نے ایسا ہرگز کرکے نہیں دکھایا جیسا کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۲ میں مندرج ہے - یا جلدی اُنہیں کوئی قصور ہے منہ

بقیہ حاشیہ صفحہ

ملک ہلاک ہوا ہے پس اگر سوامی جی اور ویدک دھرم کے فرمودہ پر عملدرآمد کی کوشش کیجاتی تو غالباً ملک میں بغاوت ہو جاتی اور اُس کا وبال آریوں پر ہوتا - سوامی جی مفلس اور نادار کیلیے کسی قدر کم قیمت اسباب اور مصالحہ پر راضی ہو گئے ہیں مگر اتنا بھول گئے کہ مفلس اور غربا کو تو زیادہ روغن زرد اور کستوری - صندل - کیسر وغیرہ کی ضرورت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ بقول سوامی جی (صفحہ ۱۰۳ ستیارتھ) نادار شودر وغیرہ زیادہ غلیظ ناپاک اور ہوا کو متعفن کرنے والے ہوتے ہیں پھر جس حالت میں مردہ جلانیکی یہ تکلیف بالا یطاق مردہ کی بدبو کو دور کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے پھر غلیظ اور بدبودار لاشوں کی تعفن کو دور کرنیکے لیے کافی کستوری و کیسر کا نہ ہونا کیسے جائز اور روا ہو سکتا ہے کیا قانون قدرت غریب

آریوں کے اصلاح [illegible] منہ

پا چکا ہو - اس زمانہ میں لالہ لیکھرام جی اور دیانند جی نامی گرامی آریہ گذرے ہیں اگر مندرجہ بالا احکام کی تعمیل کے لحاظ سے اُنکی مکتی یعنی نجات کو پرکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ مکتی بھی پانے کے قابل نہیں تھے کیونکہ اُنھوں نے برہمچاریوں کے اعمال کے نتائج ہرگز نہیں پائے بلکہ نہایت قلیل عمر میں گذر کر اپنے آپ کو ناقص اور ادھرم پر چلنے والے ثابت کر گئے - پس جب ان مہاتماؤں کا یہ حال ہے تو اور کس ہیرس اور دنیا میں غریق بعض مہاشوں کا کیا کہنا ہے یہ بات قابل غور ہے کہ سوامی جی مہاراج کہتے ہیں کہ اگر کوئی ۲۵ سال کا برہمچریہ رکھکر شادی کرے تو اُسکی عمر ۷۰-۸۰ سال کی ہوگی اور اگر کوئی آریہ ۴۴ سال تک مجرد رہ کر عالم شباب کے بعد شادی کرے تو اسکی عمر قریباً دو۲ سو سال کی ہوگی اور اگر کوئی آریہ ۴۸ سال کا برہمچاری یعنی مجرد رہ کر شادی کرے تو اُس کی عمر پورے چار۴ سو سال کی ہوگی دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۱ - ۵۲ باب سوم - لیکن عند العقل اور مشاہدہ یہ اصول نامعقول بیہودہ اور فضول ہے - اور تجربہ نے اسکو غلط کر دیا ہے جس صورت میں ۲۵ سال کا مجرد آریہ ۸۰ سال کا ہو سکتا ہے اور ۴۴ سال کا تجرد ۲۰۰ سال کی عمر بخش سکتا ہے اور ۴۸ سال کا برہمچاری چار سو سال کی عمر پا سکتا ہے پھر جس نے ساٹھ سال کا برہمچریہ کیا ہوگا (یعنی دیانند جی نے) وہ اگر زیادہ نہیں تو چار سو سال تک ضرور ہی پہونچنے چاہئیں مگر عند التجربہ یہ غلط ثابت ہو گیا ہے کیونکہ سوامی جی جب ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے اس وقت اُن کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے اور بڑھاپے اور ضعیف العمری کے آثار حسب معمول اُن کے چہرہ پر نمودار ہو گئے تھے جیسے کہ اُن کے فوٹو سے ظاہر ہے - اگر کوئی کہے کہ وہ اپنی پوری عمر کو پاکر نہیں فوت ہوئے بلکہ کسی نے زہر سے مار ڈالا - پھر بھی یہ عذر غلط ہے کیونکہ اگر وہ چار سو سال تک عمر پانے والے ہوتے تو ۹۰ سال کی عمر میں اُنھیں ڈاڑھی بھی نہ آنی چاہیئے تھی اور جسم جوانوں کی طرح مضبوط اور قوی ہونا چاہیے تھا نہ کہ اور لوگوں کی طرح بڑھاپے کے آثار نمودار ہو کر طبعی موت کا قرب اور علامات ان کے وجود بے جود سے ظہور پذیر ہوں بلکہ دیکھنے والے

حاشیہ بابو پیاری لعل صاحب مترجم سام وید نے لاریب لکھا ہے کہ وید ایسی کتاب ہے جسمیں ہر ایک شخص اپنی اپنی طبیعت کیموافق ہر طرح کے معنی نکال سکتا ہے بت پرست بُت پرستی نکال سکتا ہے نفس پرست

جلتے ہیں کہ عام لوگوں کی طرح بوڑھے اور اپنے قویٰ کو انحطاط تک پہونچا چکے تھے ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے جسنے دو سو سال یا چار سو سال کی عمر کا شرف حاصل کرنا ہوتا ہے اسکے جسم اور قویٰ

بقیہ حاشیہ نفس پرستی نکال سکتا ہے غرضیکہ جسطرحکا مذہب نکالنا منظور نظر ہو وید کے ذو معنی الفاظ سے نکل سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ وام مارگی - ماتنگی - بیج مارگی - اور صدہا ہندوؤں کے فرقے وید کے مختلف المعانی شرتیوں سے گمراہ ہو کر گوناگوں ظلمتوں اور مکروہ اور ناپاک رسومات کے پابند ہو گئے اور ہر ایک اپنے تئیں وید کا متبع سمجھتا ہے - اسیطرح کروڑوں مورتی پوجا والے یعنی بُت پرست ہندو بھی معذور ہیں - چنانچہ جن لوگونکو آریوں سے مذہبی گفتگو کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ایک مسئلہ پر قریبًا ہر ایک آریہ کا الگ جواب اور رائے ہوتی ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ وید تو ان لوگوں نے مطلق پڑھے ہی نہیں تا سب کی رائے وید کے مطابق ہو کر ایک ہوتی - اگر وید بھی یہ لوگ پڑھ جاوینگے تو بھی کسیکو یہ اُمید نہیں کرنی چاہیے کہ آریہ کسی مسئلہ پر متفق الرائے ہو کر بولیں گے اسکی وجہ یہ ہے کہ جن جن اصحاب فہم و فراست نے وید کا مطالعہ کیا انھوں نے اُس کا مطلب اور مذہب ایک دوسرے سے دگرگوں پیش کیا ہے چنانچہ سوامی جی نے جو وید کا ارتھ کیا ہے وہ سناتن دھرم وام مارگی وغیرہ صدہا فرقوں کے پنڈتوں سے الگ ہے جس سے کسی اور پنڈت نے آجتک اتفاق نہیں کرتی - قریبًا ۲۲۰۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ سوامی شنکر اچاریہ نے وید کی اشاعت کی تھی اور اس کا ارتھ کیا تھا جسکو سوامی جی نے بشرح صدر قبول کیا ہے (ستیارتھ صفحہ ۳۰۵) اور سوامی شنکر اچاریہ کی بہت سی مدح سرائی کی ہے لیکن اُن کا مذہب ویدانت تھا یعنی وہ ہمہ اوستی تھے ہر ایک فرد بشر اور حجر و شجر کو خدا مانتے تھے اسلیے آریوں کو مناسب ہے کہ سوامی دیانند کے پسند کردہ شنکر اچاریہ کے مت اور اصول کو عزت سے دیکھیں - مگر حق یہ ہے کہ کسی پہلو سے اپنے جسم پر پانی نہیں پڑنے دیتے - اگر ہم یہ لکھیں کہ سوامی شنکر اچاریہ کی کتابوں کے حوالے قابل تسلیم اور الزام ہیں تو جھٹ کہدیتے ہیں کہ اسکی تصانیف مستند اور قابل وثوق نہیں اگر یہ کہیں کہ لیکھرام کی تصانیف قابل اعتراض ہیں یا نہیں تو کہدیتے ہیں کہ جو کچھ

ایسے ہونے چاہییں جو اس آریہ ورت میں کسی کے نہ ہوں تاکہ وہ اپنی عمر کو پا سکے مگر چونکہ چار سو سال کی شرط گپ محض فضول نامعقول ہے اس لیے کسی دانشمند کو اس طمع میں آکر آریہ نہیں بنجانا چاہیے کہ اسکی عمر چارسو سال کی ہو جاوے گی اور وہ اپنی دس پشتوں کو دیکھکر دنیا سے رخصت ہوگا اور اپنے پیچھے اپنی اولاد سے سیکڑوں بچے بچیاں چھوڑ کر سرگ میں داخل ہو جاویگا پس جسطرح چار سو سال کی عمر پانا محض جھوٹھ اور بے بنیاد گپ ہے اُسیطرح آریوں کا کتے بلیاں اور سور ریچھ وغیرہ بنتا اور کروڑوں جونوں میں تباہ اور خستہ حال ہو کر سرگ (جنت) میں جانا بیہودہ ص این خیال است و محال است و جنوں + ہے پس آریوں کا یہ نسخہ کہ باقاعدہ برہمچریہ رکھنے سے چار سو سال کی عمر ہو جاتی ہے غلط ہے اور ہم اسبات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ جسطرح عام لوگ برہمچریہ نہیں رکھتے اور اپنی طاقتوں کو ضائع کرکے جلد تر بوڑھے ہو جاتے ہیں اسیطرح سوامی جی نے بھی اپنے طاقتوں کو محفوظ نہیں رکھا جسوجہ سے وہ جلد بُڑھاپے کے آثار کو قبول کر چکے تھے بلکہ ہمارا یہ خیال ہے کہ وہ شاید نیک اور عمدہ چال چلن والے ہوں گے اور اُن کا ساٹھ سال میں بوڑھا ہو جانا طبعی عمر کے تقاضا کو ظاہر کر رہا ہے نہ کہ بچپن اور عالم شباب کی غلط کاریوں میں غلطاں ہونیکا اظہار کرتا ہے ہمارا انکی نسبت نیک ظن ہے چار سو سال کی عمر کی شرط پیش کرکے انھیں بھلا برا کہنا اچھا بات نہیں ہے

بقیہ حاشیہ

لیکھرام نے لکھا ہے وہ وید نہیں۔ اگر سوامی جی کی تصانیف پیش کریں تو کہتے ہیں سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے وہ سارا وید نہیں بلکہ اکثر حصہ سوجی کی تصانیف کا اقتباس کیا ہوا ہے اگر یورپ کے پروفیسروں کے تراجم پیش کیے جاویں تو بھی روپوش ہو جاتے ہیں غرضیکہ کسی پہلو سے اپنے تئیں ملزم نہیں بنانے نہ ترجمہ خود کرتے ہیں اور نہ دوسروں کے مانتے ہیں شترمرغ کیطرح ہر ایک طرف سے پہلو تہی کرتے ہیں مگر تا کجے؟

سو دن چور کے ایکدن ساد کا
منہ

ص ممکن ہے کہ پہلے زمانہ میں عمریں بہت ہوں مگر اس زمانہ کیلئے اس قانون کو کیوں فرضی ٹھہرایا؟

ویدک دھرم کے اصول کی تفسیر اور دیانند سوامی کی تعلیم کی تقصیر

دیانندجی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۵ باب ۳ میں لکھتے ہیں کہ ۴۸ برس کا برہمچریہ رکھنے سے چار سو ۴۰۰ سال کی عمر ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر انسان حسب فرمودہ ویدک دھرم ۴۸ برس حالت تجرد میں رہے اور ودیا اور خوبیوں کے استحصال میں مصروف رہے اور اُنچاسویں ۴۹ سال میں شادی کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے مخلص آریہ کی عمر چار سو سال کی ہوگی مگر واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ ہم نے ابتک کوئی ایسا آریہ نہیں دیکھا اور نہ کوئی سُنا جو تمام خوبیوں اور تیسرے درجہ کا برہمچریہ اور اس کا استفادہ حاصل کرکے چار سو سال کی عمر پاگیا ہو اگر کوئی یہ کہے کہ جتنے آریہ دیکھنے یا سننے میں آتے ہیں وہ سب ناقص اور پاپی ہیں تو بھی اُس کا ایسا کہنا عندالعقلا بیجا ہوگا کیونکہ جس صورت میں اعلیٰ درجہ کے برہمچاریہ کی یہ علامت لکھی ہے پھر اگر آریہ ورت میں ایسا منش دستیاب نہ ہو تو پھر کوئی ایسا کلمہ منہ پر لاوے تو چنداں بیجا نہیں بلکہ واقعی درست اور واجب ہے اور دیانندجی خود لکھتے ہیں کہ جو جو سلسلہ کائنات کے مطابق ہو وہ حق ہے اور جو سلسلہ کائنات کے مخالف ہے وہ سب باطل ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۶۳) چونکہ کوئی آریہ منش ۴۰۰ سال کی عمر تک پہنچا ہوا نہیں دیکھا جاتا بلکہ دو سو سال کی عمر بھی خلاف واقعہ اور دروغ محض ہے اور سلسلہ کائنات کے بالکل منافی ہے اسلیے کسی کا یہ کہنا کہ آج کوئی سچا اور کامل آریہ آریہ ورت میں موجود نہیں جو مکتی یعنی نجات پانے کے قابل ہو بالکل صحیح اور درست ہی اور برہمچاری کو اتنی لمبی عمر کی اُمید دلانا سفید جھوٹ ہے بلکہ آجکل تو پچاس سالہ انسان پنجاب میں بوڑھا سفید ریش ہو جاتا ہے پس ایسی حالت میں بیاہ کرنے سے کوئی خوشی نہ ہوگی اور شادی کی علت غائی سر انجام کو نہیں پہونچے گی +

اس کے بعد سوامی جی لکھتے ہیں کہ جو شخص (برہمن۔ چھتری۔ ویش) برہمچریہ کو پورا کرکے گرہ آشرم (امور خانہ داری) میں پچیس ۲۵ سال رہے بعد ازاں جب بال سفید ہو جاویں اور کھال

ڈھیلی پڑجاوے اور پوتا بھی ہو گیا ہو تب جنگل میں جاکر پچیس سال رہے اس کے بعد یعنی عمر کے چوتھے حصہ میں پھر گھر آکر آخری حصۂ عمر کو جو پچیس سال ہے پورا کرے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲-۵۴-۱۶۲) ناظرین اس امر پر غور کریں کہ اول درجہ کے برہمچریہ کو یہ حکم ہے کہ اُنچاسویں سال میں بیاہ کرے بعد ازاں جب دو چار سال کے بعد لڑکا ہو گا تو برہمچاری کی عمر قریباً پچپن سال کی ہو گی پھر اُس لڑکے کے گھر میں بھی اُنچاسویں ۴۹ سال میں باقاعدہ شادی ہو نیکے بعد پچیس سال میں لڑکا بالا پیدا ہو گا گویا پہلے برہمچاری کے گھر میں پوتا اُس وقت پیدا ہو گا جس وقت اُسکی عمر (۵۵ + ۵۵) ایک سو دس ۱۱۰ سال کی ہو چکی ہو گی پس ایک سو دس ۱۱۰ سالکی عمر میں اس بڈھے برہمچاری کو اپنا پوتا دیکھکر اپنی عمر کا تیسرا حصہ جنگل میں گزارنا ہو گا جہاں وہ پچیس سال تک ساما۔ اناج ۔ ساگ پات جڑیں پھول وغیرہ پر گذارہ کرتا رہے گا۔ یعنی ایکسو پینتیس ۱۳۵ برس تک بیابان میں شیر و اور بھیڑیوں میں بود و باش کرے گا اور اُسکو واجب ہے کہ اگر اپنی عمر کے اس حصہ میں عورت کو بھی ساتھ لیجاوے تو اُس سے کوئی نفسانی حرکت اور شرارت کچھہ نہ کرے * آخر کار ۱۳۵ سال کی عمر کے بعد عمر کا آخری یعنی چوتھا حصہ آکر گھر میں پورا کرے گویا (۱۳۵ + ۲۵) ۱۶۰ ایکسو ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ ناظرین سوچیں کہ یہ کسقدر خلاف واقعہ اور جہالت اور بچپن کی باتیں ہیں کیا ایسی نامعقول باتونکو سُنکر کوئی آریہ مت کو عالمگیر مذہب مان سکتا ہے عالمگیر مذہب کی بات کو جانے دو۔ یہاں تو ایسے مذہب کی جان کے لالے خاص آریہ ورت میں ہی پڑ رہے ہیں۔ بعض ممالک میں لوگ پنجاہ سالہ عمر تک پہونچنے ہی نہیں پاتے۔ وہاں اس عالمگیر مذہب

---

* حاشیہ: یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے کہ ۱۳۵ برس کے بڈھے کی نسبت یہ کہا جاوے کہ اپنی عورت سے نفسانی حرکت نکرے اول تو وہ بڈھا نا قابل حرکت زندہ درگور ہو گا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جو ایکسو گیارہ سال کی بڑھیا ہو گی اُس سے نفسانی حرکت کریگا۔ ہمارے خیال میں تو یہ بات آتی ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرنا کوئی نفسانی حرکت اور بدمعاشی کا شیوہ نہیں ہاں دوستوں اور یاروں کو بیویوں سے نیوگ کرانا ہمارے مذہب و عقیدہ صحیحہ (اسلام) کی رو سے عین نادانی اور نفسانی حرکت بلا شبہ ہے جو اپنی بیوی کے باہمی تعلقات کو نفسانی حرکات اور ناپاک افعال کیطرف منسوب کرتا ہے وہ خود دل کا اندھا اور

کو کیا کریں اور کس سماج میں داخل ہو کر ایک سو ساٹھ ۱۶۰ برس کی عمر کو حاصل کریں۔ اول تو سوامی جی نے اعلیٰ درجہ کے آریہ کے لیے چار سو سال کی عمر قرار دی تھی لیکن جب دیکھا کہ اتنی گپ اور نامعقول بات کو کوئی نہیں مانے گا پھر جھٹ پٹ یہ لکھ دیا کہ ۴۸ سال کے بعد شادی کر کے ایک سو ساٹھ سال تک عمر کو بڑھاویں آخر جب اس لاف و گزاف پر بھی لوگوں کو ہنسی کرتے دیکھا تو آخرکار صفحہ ۱۶۳ میں لکھا کہ پچیس سالہ برہمچاری شادی کر کے پچاس سال میں جنگلوں کو چلدے اور پچھتر ۷۵ سال کے بعد پھر سنیاسی ہو جاوے اور شہروں میں اپدیش کرے اور اسی میں آخری عمر کا حصہ صرف کرے اور سو سال کا ہو کر فوت ہو وے۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ اول تو برہمچاری کے لیے چار سو سال کا ٹھیکہ لیا تھا بعد ازاں برہمچاری کے لیے ۱۶۰۔ ایکسو ساٹھ سال کی عمر پانے کی تاکید کی بعد ازاں سو ۱۰۰ سال تک ہی اجازت دیدی اگر کوئی یہ کہے کہ پچیس سال کے برہمچاری کے لیے حکم ہے کہ سو سال کی عمر پوری کرے اور جو نوں کی طرف رجوع کرے اور ۴۸ سال والے برہمچاری کے لیے یہ حکم نہیں تب بھی یہ غلط ہے کیونکہ ۴۸ سال والے برہمچاری کے بھی بلکہ ہر ایک برہمچاری کے لیے علی العموم حکم ہے بلکہ مقررہ حالت تجرد کے بعد شادی کرے بعد ازاں بان پرستی پچیس سال تک کرے اسکے بعد پچیس سال سنیاس میں گزارے ایسا ہرگز نہیں لکھا کہ اڑتالیس ۴۸ سال والا برہمچاری پوتا ہونے کی انتظار کرے بس مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ قانون اور مذہبی فرائض صرف خوابوں کی باتیں ہیں یا یوں کہو کہ یہ محض کرم کی باتیں ہیں۔ اور کوئی دانشمند ان دور از قیاس باتوں پر اعتبار نہ کرے گا۔ جب لالہ جی حسب قول خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت نشانہ اور مصداق بنکر سفید ریش اور کافور کا سا سفید سر لوگوں کو دکھا کر جھٹ پٹ کافور ہو گئے تو اوروں کا کیا کہنا ہے ؟ -

سوامی جی نے لکھا ہے کہ عورتوں کو بھی علوم وید سے واقف اور ماہر ہونا لازمی ہے کیونکہ اگر وید وغیرہ شاستروں کی تعلیم نہ پائی ہو تو پرمیشور اور دھرم کی پہچان سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے کبھی ادھرم (کفر اور بے ایمانی کی باتوں) سے بچ نہیں سکیں گی۔ اگر عورت وید وغیرہ شاستر نہ پڑھی ہو گی تو یگ میں سوروں کے ساتھ منتروں کو کسطرح ادا کر سکیں گی اور سنسکرت کسطرح بول سکیں گی۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۷۔ ۹۸۔ باب ۳)

ہم اگر لالہ جی کی بات کو مانیں تو ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑے گا کہ آریہ ورت میں چونکہ کوئی عورت

بھی وید وغیرہ شاستروں کی ماہر نہیں اس لیے لازم آیا کہ ساری آریہ عورتیں ادھرم یعنی کفر اور بے ایمانی کے اعمال میں گرفتار ہیں اور کوئی اس قابل نہیں کہ اس سے کوئی ایماندار آریہ بیاہ کرے کیونکہ ایماندار دھرم پر چلنے والی استری کی ضرورت ہے نہ کہ بے ایمان ادھرم پر چلنے والی کی اور وید وغیرہ شاستروں سے جاہل عورت کو گھر سے نکالکر شودروں کے گھروں میں بھیجدینا چاہیے کیونکہ لکھا ہے کہ دھرم پر چلنے والی عورت ۔ لڑکی ۔ بہن ۔ مرد وغیرہ نیک نہاد آریوں کے گھروں میں بود و باش نہ رکھنے پاویں ۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴ - ۱۱۵ -

اسیطرح لالہ جی لکھتے ہیں کہ برہمن اور برہمنی کے جسم میں بدبو وغیرہ کے نقصوں سے پاک رج ویریہ (حیض ومنی) پیدا ہوتے ہیں اور چنڈال اور چنڈالنی کا حیض اور منی ناپاک اور بدبو دار ہوتی ہے صفحہ ۱۶۳ - اب دیکھیے یہاں دیانند جی خود ہی اپنے آپ پر ہاتھ صاف کر گئے ہیں اول تو ان کے قول کے موجب ہر ایک شخص اپنے اعمال اور اقوال کے اعتبار سے برہمن اور شودر ہوا کرتا ہے پھر اسمیں کونسی حکمت اور فلاسفی ہے کہ برہمن اور برہمنی کی منی اور حیض پاک اور شودروں اور چنڈالوں کا ناپاک ہے ہاں اگر برہمنی کی نجاست اور حیض پاک اور پوتر ہے تو بیشک کسی آریہ کو انکی نجاست اور گندگی سے پرہیز نہیں کرنی چاہیے بلکہ بجائے گوبر کے برہمنی کے گوبر سے چوکا دینا زیادہ صفائی اور پاکیزگی کا موجب ہوگا - ہمارا تو یہ خیال ہے کہ خواہ برہمنی کے باپ کا ویریہ ہو یا اسکی ماں کا حیض یا نجاست ہو گندگی اور پلیدی میں شودر کی آلائشوں سے ہرگز بہتر اور قابل عزت نہیں آگے آریہ صاحب جانیں یا اُن کا گرو - سوامی جی منوجی کا قول لکھکر آریوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ گرم ملک (ہندوستان) میں ڈاڑھی مونچھ سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیے چوٹی سمیت سب بال منڈوا دینے چاہییں - اس سے عقل کم ہو جاتی ہے - ڈاڑھی مونچھ کے رکھنے سے کھانا پینا اچھا نہیں ہوتا اور جھوٹھ بھی بالوں میں رہ جاتی ہے منو ۲ - ۶۵ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۷ باب ۱۰ - مناسب ہے کہ آجکی تاریخ سے کسی آریہ مہاشے کے سر پر کوئی چوٹی اور بال اور مونچھ وغیرہ نظر نہ آنی چاہییں ورنہ کئی جنموں میں خواہ نخواہ کئی لاکھ سال سزا بھگتنی پڑے گی - امید کیجاتی ہے کہ اگر آریوں کی عورتوں کے سروں کے بال یک لخت کٹوائے جاویں تو عقل اور شعور میں

آریہ مرد اور عورتیں اہل فرنگ کو نیچا دکھائینگی اور سکھ آریوں کو بھی لازم ہے کہ سر کے بال یعنی کیس کٹوا دیں اور گورو گوبند سنگھ کی یادگار پر لعنت بھیجیں اور عورتوں کے بھی سر کے بال کٹوانے کی ہدایت کریں اور چوٹی تک نہ رہنے دیں اور آریہ بزرگوں کی فرضی ریلیوں اور کلونکوا زسرنو ایجاد کر کے اہل یورپ اور امریکہ کو اپنا شاگرد بنا دیں مگر ایں خیال است و محال است و جنوں۔

مونچھوں کے منڈوانے میں تو بیشک سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ کھانے پینے میں اس سے آرام ہوتا ہے مگر یہ بیہودگی ہے کہ داڑھی میں روٹی پھنس جاتی ہے۔ اکثر ڈاکٹروں نے یہی رائے دی ہے کہ داڑھی کے رکھنے سے ایک خاص قسم کی کھانسی ✻ جو عالم شباب میں بعض افراد بنی نوع کو ہو جاتی ہے نہیں ہوتے پاتی مگر یہ کسی نے نہیں لکھا کہ داڑھی میں جو پھنس جاتی ہے + ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں کہ **گاندھروید جسکو علم موسیقی کہتے ہیں اسمیں سُر۔ راگ۔ راگنی سم تال۔ گرام۔ تان۔ ستار بجانا۔ ناچنا۔ گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیے** (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۱) اسجگہ سوامی جی مہاراج آریوں کو علم موسیقی میں

✻ قربان جاویں نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ڈاڑھی رکھنے اور مونچھوں کے منڈوانے کی ہدایت کی

حاشیہ ایک فرانسیس مسٹر گیولر نے بھی ڈاڑھی کبھی نہیں کٹوائی چنانچہ اُن کی ڈاڑھی بہت لمبی ہے اور وہ ۸۰ سال کے ہو گئے ہیں لیکن کبھی کھانسی زکام اور امراض سینہ کی شکایت نہیں ہوئی۔ دیکھو آریہ مسافر میگزین اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء پس سکھ آریوں کو مناسب ہے کہ اپنے اصلی گرو باوا صاحب اور گرو گوبند سنگھ کے حکم سے پہلو تہی نہ کریں اور کم از کم ڈاڑھی کے منڈوانے کی جرأت تو ہرگز نہ کریں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ سوامی جی کی ساری ہدایتوں پر عملدرآمد کیا جاوے کیونکہ کونسا آریہ منش ہے جو ان کے کہنے کے مطابق ہوم اگنی ہوتر اور وید کا پڑھنا پڑھانا اور برہمچریہ ۴۸ سال کا رکھ سکتا ہے۔ پس جس صورت میں آریہ خود ایسا نہیں کر سکتے تو آپ لوگوں کو ایسے پنڈت کا کہنا کیوں ماننا چاہیے جو نہ خود ان احکام پر عملدرآمد کر چکا ہے نہ کوئی اور کرتا ہے۔ بلکہ سوامی جی جنھوں نے باوا نانک جیسے مہاتما اپدیشک کو مکار منافق دھوکے باز ٹھیرایا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۷۵) اُسکی بات سکھوں کو تو ہرگز نہ ماننی چاہیے آیندہ اُن کا اختیار

[illegible]

ماہر بنانا چاہتے ہیں جسمیں کمال حاصل کرنے کے لیے چند سال سے کچھ کم عرصہ خرچ نہ ہوگا مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسجگہ تو آپ ان کاموں کے سیکھنے میں فرضیت اور تاکید کا اظہار فرماتے ہیں لیکن کتاب مذکور کے صفحہ ۱۰۷ میں جاکر ہوش میں آتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ گانا۔بجانا۔ناچنا۔یا ناچ کرانا۔سننا اور دیکھنا ایسا بُرا ہے جیسے کہ قمار بازی شہوت انگیز باتیں کرنا۔شراب افیون۔بھنگ اور گانجہ وغیرہ منشی اشیا کا استعمال کرنا پاپ ہے۔ستیارتھ صفحہ ۱۰۷۔ناظرین انصاف کریں کہ ایسے شخص کی باتوں پر کوئی نیک نہاد آریہ کسطرح اعتبار کرسکتا ہے جو ایک جگہ چکڑے سے ہارمونیم اور گانا بجانا و ناچنا وغیرہ کو جائز لکھ مارتا ہے لیکن دوسری جگہ دس پانچ حرام اور ناپاک اشیاء میں انھیں مہاپاپ ٹھیراتا ہے۔غالباً وہ پہلوؤں کے آدمیونکو خوش کرنا چاہتا ہوگا جیسے کہ گائے کے معاملہ میں بعض جگہ آریوں کو سکھاکر خوش کردیتا ہے کہ اس جانور کی احتیاط اور تعظیم صرف اسلیے کرنی چاہیے کیونکہ یہ بہت مفید ہے اور اگر بیل گائے نقصان پہونچائے تو اسکو مار ڈالنے میں بھی کوئی دوش نہیں لیکن دوسری طرف کے لوگوں کا دل رکھنے کے لیے اس جانور کو مقدس ام کو تر واجب التعظیم مانتا ہے۔بھلا اگر ناچنا اور گانا اور ساز بجانا سیکھنا لازمی ہے تو اسکو کس کام کے لیے سکھایا جانا چاہیے اور عورتوں کو اس کار خیر میں کیا کیا حصہ پہونچتا ہے ناظرین خود اس پر وچار کرلیں ہم زیادہ زور نہیں دینا چاہیے۔ہاں جب آریہ استریں گانے بجانے اور ناچنے میں کوشاں ہوں گی اور ایسے فنون میں شہرہ آفاق ہونے کی خواہش محسوس کریں گی تو بیشک ہم ان ناپاک باتوں پر قلم اٹھائیں گے بالفعل ان کے تذکرہ بیان کے اظہار پر ہی اکتفا کرتے ہیں تاکہ آریہ صاحبان خود بخود آریہ ورت کی اصلاح میں جوش کا اظہار کرلیں۔

ایک اور جگہ سوامی جی مہاراج کہتے ہیں کہ عورتوں کے گواہ عورت۔دوجوں کے گواہ دوج (اعلیٰ ذات والے) شودروں کے گواہ شودر۔اور چنڈالوں کے گواہ چنڈال ہوں ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۸۔یہ کیسی بیہودہ بندش ہے کہ عورتوں کی گواہ عورتیں ہی ہوا کریں اور برہمنوں اور چھتریوں کے گواہ برہمن چھتری ہی ہوا کریں۔اگر کوئی شریر عورت کسی دو مردوں کے سامنے کسی کے بچہ کو زہر دیجاوے یا شودر مہاتما ہنڈتوں کے سامنے

مال لوٹ لے جاوے تو کیا ایسے بدکرداروں کو رہا کر دینا چاہیے تاوقتیکہ ہمیں کوئی عورت اور شودر گواہ نہ ملے۔ ہماری عقل تو یہ کہتی ہے کہ ہر ایک نیکوکار اور معتبر بھلے مانس کی رویت کی شہادت قابل اعتبار ہے ایسا انتظار کرنا صریح حماقت ہے کہ کسی برہمن کو سزا نہ دیجاوے جبتک کہ کوئی برہمن اسکی شرارت اور بدکاری پر گواہ نہ ہو۔ اگر ایسا قانون جاری ہو جاوے تو برہمن لوگ شودروں کے گھروں اور محلوں میں اور چھتری دیشوں کے محلوں میں دل کھول کھولکر ناگفتنی باتیں کرینگے اور ہر ایک محلہ میں خوفناک دنگا اور فساد برپا ہوگا کمزور اور غربا کی وہ گت ہوگی کہ الامان! خدا ایسے قانون والونکو طاقت ندے کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا گنجہ کو ناخن نہ دے۔ ورنہ لہولہان ہوکر دکھ پائیگا اور دوسروں کیلئے باعث تکلیف ہوگا اگر ہندوؤں اور آریوں کو ایسے قوانین کے اجرا کرنے کی طاقت ہوجاتی تو نتیجہ جو ہر ایک کو بھگتنا پڑتا ہر ایک پر اظہر من الشمس ہے ہاں اتنا فائدہ ضرور ہوتا کہ مقدمات کی کسی قدر کمی ہوجاتی کیونکہ ایسا موقعہ ہمیشہ ملنا محال ہے کہ جب دو شخصوں میں تنازع اور جھگڑا برپا ہو تو ضرور وہاں انہی کی ذات کے آدمی بھی ہوں جو اُن پر شہادت دے سکیں۔ پس جب اسطرح شہادت کا دائرہ تنگ ہوگیا تو لوگ اپنی ماتھہ ہر ایک بدکردار کو سزا دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے اور بدمعاشونکو البتہ شرارت کا موقع حاصل ہوتا رہے گا کیونکہ کوئی برہمن شودروں اور کشتریوں کے محلوں میں جاکر ہر ایک فعل شنیع کا ارتکاب کرسکتا ہے اور اسبات کی ہرگز پروا اور اندیشہ نہیں ہوگا کہ کوئی برہمن بھائی اسکی کرتوت پر گواہ ہوسکے گا۔ اسیطرح شودر اور کشتری اور ویش وغیرہ بھی دوسروں کے محلوں میں جاکر سکھا شاہی برپا کر دینگے اور آئے دن لڑائی دنگا اور لاٹھی سوٹے سے اُن کا معاملہ طے ہوگا اور لوگ سوامی جی کی اُستتی گائیں گے واہ رے پنڈت! تیری جے!!

ایک اور جگہ پنڈت جی ارشاد فرماتے ہیں کہ پروہت اور ریجنہ کرنیوالے راجہ کے لیے مقرر ہونے چاہیئیں تاکہ وہ راجہ کے لیے اگنی ہوتر۔ اور پکش اِشٹی یجنہ سندھیا (نماز) اپاسن ہوم اور پرارتھنا کیا کرے (صفحہ ۱۹۳) تعجب کی بات ہے کہ راجاؤں اور والیان ملک و دولت کو عبادت دعا اور ہوم وغیرہ رسومات مذہبی سے سبکدوش کر دیا ہے جسکی وجہ اسکے سوا اور کوئی سمجھ نہیں آسکتی کہ اول تو راجہ جی مہاراجہ ناؤ و نوش کے پیرا یہ

ہو کر اس کتاب ستیارتھ پرکاش کو تصنیف کر رہے تھے جیسے کہ دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ راجگان راجپوتانہ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا کہ ان پیچدار رسومات کو بخوبی ادا کر سکے اور پکا ویدک دھرمی ہو کر چار سو سال کی عمر کو پا کر نیک اور مکتی پانے کے قابل ہو سکے اور اپنے ناقص الایمان ہونے کے داغ کو اپنے اوپر عاید نہ ہونے دے پھر یونہی ان رسومات کا بوجھ اُن پر ڈالنا انھیں خواہ نخواہ شودر اور پاپی قرار دینا ٹھیرے گا اور پھر جو سندھیا اور اگنی ہوتر نہ کرنے والوں اور وید کے احکام کی پروا نہ کرنے والوں کے لیے لکھی ہے اس کا اثر اور عملی کارروائی راجگان اور رانیوں پر نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ کوئی شریف اور بلند مرتبت و منزلت راجہ ایسے پنڈت کے کہنے پر اپنی لڑکی اور جورو کو در صورت ہوم اور اگنی ہوتر وغیرہ نہ کرنے کے اپنے گھر سے نکالدے اور کسی ..... نیک اور سندھیا کرنیوالے پنڈت کو لڑکے اور لڑکیوں کو اپنے گھر میں اپنے بچوں کی طرح رہنے کی اجازت دے (ستیارتھ صفحہ ۱۱۵)

علاوہ ازیں یہ غیر معمولی نرمی جو راجاؤں کے ساتھ کی گئی ہے اسمیں یہ بھی سرّ ہے کہ اگر ویدک اصول پر نہ چلنے والے راجاؤں اور ان کے رشتہ داروں کو حسب الحکم وید شودر قرار دیدیا تو ذاتی منفعت کے وسائل میں نقصان برداشت کرنا پڑتا +

مگر ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ایشور کی اُستتی (حمد و ثنا) اور پرارتھنا (عبادت) کرنے سے ایشور میں محبت اُسکے صفات و افعال و عادات سے اپنی صفات و اعمال و عادات کی اصلاح ہو جاتی ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۳۶) اور اسطرح پرارتھنا کرنی چاہیے کہ "اے اگنی پرمیشور! عالم گیانیوں اور یوگیوں کی سی عقل سے ہمیں بہرہ ور کیجیے اور ہمیں روشنی شفقت اور لاانتہا توفیق اعمال صالحہ کی عنایت کیجیے اور ہماری اور ہمارے لواحقوں کی حفاظت فرمائیے" دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۶ - ۲۳۸ +

بعد ازاں پنڈت جی لکھتے ہیں کہ "پرارتھنا اور اُپاسنا کا یہ پھل ہے ..... کہ انسان پرمیشور

اشتہار بنابر استفسار۔ اگر کوئی پکا برہمچاری آریہ اور دہریہ میں ۱۹ و ۲۰ سے زاید فرق نکالکر دکھلادے تو اُسکو بڑا انعام ملے گا۔ بقول آریہ صاحبان ارواح مادہ اپنے خواص اور طاقتوں کے انادی

کے نزدیک ہونے سے تمام عیوب اور دکھوں سے چھوٹ کر پرمیشور کے صفات افعال اور عادات کی مانند جیو آتما کی صفات اعمال اور عادات پاک ہو جاتے ہیں - مزید براں اسلیے پرمیشور کی استتی پرارتھنا اور اپاسنا ضرور کرنی چاہیے کہ آتما کی طاقت اس قدر بڑھے گی کہ پہاڑ جیسے دکھ کے رونما ہونے پر بھی نہیں گھبرائے گا بلکہ سکو برداشت کرسکے گا کیا یہ چھوٹی بات ہے جو شخص ایشور کی پرارتھنا استتی اور اپاسنا نہیں کرتا وہ احسان فراموش اور سخت جاہل ہوتا ہے کیونکہ جس پرماتما نے اس دنیا کی سب چیزیں یعنی نعمتیں جیووں کو سکھ دینے کیواسطے عطا فرمائی ہیں * اس کی صفتوں کو بھولجانا یعنی ایشور کو نہ ماننا احسان فراموشی اور جہالت ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۲ باب ۸ - "جب پچھلا پہر رات کا رہ جاوے تب راجہ اٹھکر طہارت کرے اور مجتمع الحواس ہوکر پرمیشور کا دھیان اگنی ہوتر کرے صفحہ ۲۰۳" * جو شخص ہر دو وقت یعنی صبح و شام سندھیا

حاشیہ * اجی پرمیشر نے کیا عطا فرمایا ہے - بقول ویدک دھرم اپنی طرف سے اسنے ذرہ مہربانی نہیں کی جس صورت میں ہر ایک سیاہی سفیدی اور امارت غربت حسب اصول تناسخ گذشتہ اعمال کی جزا سزا میں عطا ہوئی ہیں پھر پرمیشور کی کرپا اور احسان کیوں اعتراف کرنا اور کنجوس مکھی چوس سے کیوں للچانا قرین قیاس و انصاف درست ٹھیرا جو اپنی مہربانی سے جزا سزا اور سکھ دکھ میں ذرہ کمی بیشی کرنا اپنے انصاف کا خون کرنا سمجھتا ہے ؟ منہ -

---

حاشیہ * اے لو ! دروغگو را حافظہ نباشد قول سوامی جی پر خوب عاید ہوتا ہے - کیونکہ ستیارتھ صفحہ ۱۹۲ میں لکھتے ہیں کہ راجہ کیلیے پروہت اور یجنہ کرنیوالے مقرر ہونے چاہییں وہ اگنی ہوتر اور پکش ایشٹی یجنہ وغیرہ سب راجہ کے گھر کے کام کیا کریں اور آپ ہمیشہ سلطنت کے کام میں مصروف رہے غرضیکہ یہی راجہ کا سندھیا اپاسن و پرارتھنا وغیرہ ہے کہ رات دن سلطنت کے کام میں مصروف رہے منو ۷، ۸ ستیارتھ صفحہ ۱۹۳ - اب ایسے بھلے مانس کی باتوں اور بیہودگیوں پر اگر کوئی اعتبار کریگا تو وہ آریہ ہی ہوگا ورنہ دراصل ایسے خوشامدی اور دو طرفہ چلنے والے پنڈت کا کوئی دانشمند اعتبار نہیں کرسکتا - بس پنڈت مذکور کو کیا کہیں جو ایک جگہ راجہ کو سندھیا کا حکم کرتا ہے اور دوسری جگہ راجہ کو اس سے سبکدوش کرتا ہے - اچھا بابا اب تم چلے گئے ہو اگر زندہ ہوتے تو تمسے اس لغو کی عقدہ کشائی کراتے - اب کیا کریں کس کے گریبان کو پھاڑیں ؟

اپاسن اور ہوم نہ کرے اُسکو بھلے لوگ سب دوجوں کے کاموں سے باہر نکالدیں یعنی اُسکو شودر کی مانند سمجھیں" صفحہ ۱۲۷ باب ۴ اور جو سندھیا اور اپاسن اور ہوم وغیرہ نہ کرے اُسکو نیک لوگ گھر سے نکالدیں اور ادنیٰ ترین ذاتوں یعنی ہوم اپاسنا اور پرارتھنا نہ کرنیوالے نیچ لوگوں کے گھر میں ایسونکو داخل کردیں" دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۵ ایک آریہ صاحب نے کہا ابھی ہم سارے کے سارے ہی دھرم سے گرے ہوئے ہیں یعنی بموجب قول سوامی جی شودر اور نیچ ہیں یہی وجہ ہے کہ آریہ سماج عملدرآمد میں کوتاہی کر رہی ہے حق یہی ہے کہ اگر درحقیقت آریہ ہوتے تو ضرور انکو ویدک اصول پر عمل درآمد کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا +

مخفی نہ رہے کہ مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ سوامی جی سندھیا پرارتھنا اور اُپاسنا و ہوم وغیرہ کرنے کے یہ فوائد تحریر کرتے ہیں کہ انسان تمام عیوب اور عادات بد سے نجات پاکر اوصاف حمیدہ حاصل کرلیتا ہے اور آتما کی طاقت اسقدر بڑھجاتی ہے کہ ہموم غموم کو بآسانی برداشت کرسکتا ہے اور ہر ایک قسم کی کمزوری اور بدی کی عادت اس کے وجود سے مفقود ہوجاتی ہے اور انکی جگہ ہر ایک اعلیٰ درجہ کی خوبی اور نیک اوصاف جاگزین ہوتے ہیں اور پہاڑوں جیسے غمونکے وقت بھی اُسکے اوسان خطا نہیں ہوتے اور علی الصبح راجہ صاحب کو علی الخصوص اُٹھکر پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر وغیرہ کرنا چاہیے - پس ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ یہ کسقدر اجتماع ضدین اور دورنگی اور شرارت آمیز پالیسی ہے کہ ایک جگہ تو راجہ صاحب کیلیے یہ حکم تحریر کردیا ہے کہ سلطنت کے کاروبار میں مصروف رہنا ہی اسکی اپاسنا پرارتھنا اور اگنی ہوتر وغیرہ ہے پھر دوسری جگہ اسکے لیے احکام دربارہ عبادت بھی لکھدیے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور پرارتھنا کے بغیر نیک اوصاف اور بغیر انکے اسطرح کے جانگداز دکھوں سے نجات پانا محال ہے بعد ازاں تیسری جگہ یہ بھی لکھدیا ہے کہ جو کوئی ہوم اور اگنی ہوتر اور پرارتھنا نہ کرے اُسکو بھلے لوگ اس کے گھر اور برادری سے نکالکر اُن لوگوں میں آباد کریں جنکے افعال اور اقوال کا وہ پابند ہے پس کیا راجہ صاحب کو پرارتھنا اور اگنی ہوتر سے محروم کراکر اسکے گھر بار پر حملہ اور قبضہ کرانا ہے ؟ اور اسکو کسی نیچ ذات میں بھیجنا منظور خاطر ہے ؟ کیا راجہ صاحب کے سوا دوسروں کو دکھوں اور غموں کے پہاڑ برداشت کرنے پڑتے ہیں ؟ جس وجہ سے اسکو سندھیا اپاسن معاف ہے ؟ ہرگز نہیں

بلکہ راجاؤں اور والیان ملک و دولت کو سب سے زیادہ ہموم و غموم کا تختۂ مشق ہونا پڑتا ہے اور ان کے لیے از بس ضروری ہے کہ پرارتھنا اور اُپاسنا کرکے اوصاف حمیدہ پیدا کریں اور عادات بد سے کنارہ کشی کریں کیونکہ نیک اور بد ہونے کا اثر صدہا لاکھوں کروڑوں کی گمراہی اور ہدایت کا موجب ہو سکتا ہے۔ پس کسی راجہ صاحب کو پنڈت جی کے شلوک پر نجانا چاہیے بلکہ باقاعدہ خدا سے دست بدعا ہو کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق طلب کرنی چاہیے کیونکہ جس طرح زید کا کھانا پینا عمرو کی بھوک اور پیاس کو دور نہیں کر سکتا اسیطرح پروہتوں کا سندھیا اگنی ہوتر کرنا راجہ صاحب کی روحانیت کو ترقی نہیں دے سکتا ٭

لالہ دیانند جی اپنے عالمگیر مذہب کا ایک یہ بھی اصول پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک نیک نہاد اور مکتی کی خواہش کرنے والے آریہ پر فرض ہے کہ ہر روز دو دفعہ اگنی ہوتر اور سندھیا کیا کرے چونکہ سندھیا اور اگنی ہوتر کرنا ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ آریہ کا فرض ہے جسکے نہ کرنے کی صورت میں وہ آریہ نہیں رہ سکتا اس لیے ضروری ہے کہ اُسکی کسی قدر حقیقت عوام پر ظاہر کردیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ کام انسانوں کی طاقت سے خارج ہے یا ہر ایک نجات پانے والا آریہ اسکو نبھا سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اگنی ہوتر کرنے کے لیے مفصلہ ذیل برتن چاہییں۔ پردکھشی (ارگھا) پرنیتا پاتراس (عمیق برتن) آجیہ سنھالی (گھی رکھنے کا برتن) چمچہ (جو سونے چاندی وغیرہ کا ہو) اور ایک اگنی کنڈ ٭ یعنی چھوٹا سا گڑھا ہو جس میں آگ

حاشیہ ٭ اگنی کنڈ پارسیوں یعنی آتش پرستوں کی پُرانی رسم چلی آتی ہے وہ لوگ آگ جلا کر پاس بیٹھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آریوں میں پارسیوں کی یہ پُرانی رسم چلی آتی ہے آریوں پر فرض ہے کہ صبح اور شام آگ جلا کر پرمیشور کا نام جپیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ منتر پڑھتے پڑھتے آگ میں کستوری روغن زرد و کیسر وغیرہ ڈالنا کوئی روحانی فائدہ نہیں بخشتا جس صورت میں ہوم یعنی اگنی ہوتر سے مراد صرف جسمانی فائدہ یعنی بخارات خبیثہ کا دفع کرنا ہے تو پھر عین حالت اور وقت سندھیا اسکی ضرورت کیا ہے موسم گرما میں تو یونہی پسینہ سے جسم تربتر ہو جاتا ہے پھر آگ کے سامنے بیٹھنے سے کونسا پرمیشر کا دھیان اور گیان حاصل ہو سکتا ہے ہمارا تعبیر ہے کہ یہی ہوم کی آگ ہی ہے جس سے وید میں دعائیں مانگی ہیں اور سوامی جی نے اگنی کو پرمیشور کہدیا۔

جلائی جاوے جسمیں مفصلہ ذیل اشیا کا ڈالنا ضروری ہے۔ چندن کیسر۔ مشک کافور۔ جلوتری کستوری۔ روغن زرد۔ عود۔ مشک بالا۔ سنبل الطیب۔ مونھپیاں۔ بادام۔ چھوارے کھانڈ۔ گری۔ خوشبودار پھول وغیرہ۔ پلاش۔ عطر کستوری وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین خود غور کریں کہ یہ سب چیزیں ہر ایک آریہ کو لازماً دن میں دو دفعہ آگ میں ڈالکر ہوم میں خرچ کرنی پڑتی ہیں۔ اور جو کچھہ خرچ اور زر کثیر اسپر ہر روز اُٹھتا ہے وہ ناظرین ان آریوں ہی سے پوچھیں کہ آیا وہ اسکو برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مگر اتنا ہم لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ مندرجہ بالا اشیا سے چھ چھ ماشے والی سولہ سولہ آہوتیاں آگ میں ڈالنی ازبس ضروری ہیں (ستیارتھ ۴۹ باب ۳) اس لیے اگر حساب کیا جاوے تو قریباً پانچ روپیہ فی کس مہینہ میں خرچ ہوتا ہے اگر بدقسمتی سے کسی چکی پیسکر گذارہ کرنے والی اور حاملہ ہونیکے بعد ویرج داتا سے بحکم وید قطع تعلق کرنیوالی بیوہ استری کے ہاں دس بچے پیدا ہو گئے تو مہینہ بھر اُس بیچاری کا ۳۰ روپیہ سے زائد خرچ ہوگا اور اپنی قلیل آمدنی سے اپنے بچوں اور اپنے پیٹ کو بھی پالنا ہوگا پس کوئی دانشمند آریہ ہے کہ ان ناقابل برداشت امور کو سہل کردے ہمارے ملک میں تو یہ چیزیں بصد مشکل مل سکتی ہیں جس وجہ سے رشیوں نے اگنی ہوتر کیلیے ان چیزوں کا جلانا لازمی ٹھیرا دیا ہے لیکن اُن لوگوں کا کیا حال جنکے ملک میں یہ چیزیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید اس ہمارے وطن میں ہی بنایا گیا تھا کیونکہ یہ تمام چیزیں جنکا ہوم وغیرہ میں استعمال ہونا ازبس ضروری ہے اس آریہ ورت ہی میں بہ نسبت اور ممالک کے بافراط پیدا ہوتی ہیں اور یورپ کے سرد ممالک اور سائبیریا اور گرین لینڈ میں ان چیزوں کا ہاتھ آنا ہی محال ہے تمام عالم لوگ اس امر سے بخوبی واقف ہیں مگر ہمارے وطن میں بھی یہ حالت نہیں کہ ہر ایک امیر و غریب آریہ اس رسم کو ادا کرکے باسانی زندگی بسر کر سکے۔

میں تو خیال کرتا ہوں کہ اگر آریہ مہاشے چندماہ کے لیے اس وید کے اصول پر سچ مچ عمل کریں تو یقیناً بہتوں کے گھروں کے دوالے نکل جاوینگے اور سوائے لنگوٹی پوش سنیاسی فقیر بننے کے اور کوئی پیش نہیں جاوے گی یا بہت سے ہی سرگرم اور نیک آریوں کو کمنی کے استعمال کیلیے اوروں کے گھروں اور مالوں پر ہاتھ صاف کرنا پڑے گا یا ناجائز وسائل سے کام لینا ہوگا۔

اس لیے جرائم کا ارتکاب کثرت سے ہوگا مگر ہمیں معتبر آریوں نے خفیہ طور سے یقین دلایا ہے کہ ہماری قوم میں ایسے سرگرم اور نیک نہاد آریہ نہیں کہ وہ مکتی کے لیے دیوانہ وار کوششیں کرکے لوگوں کے مالوں کو لوٹیں اور کھسوٹیں اور اپنی جان پر طرح طرح کے مصائب اور دکھ ڈالکر سندھیا اور ہوم کریں اور ایک نے کہا کہ دیکھو اگرچہ میں آریہ ہوں مگر میں باقاعدہ سندھیا اور ہوم نہیں کرتا اور کوئی مجھے سماج سے نکالکر شودر قرار نہیں دیتا۔ آخرکار جب کہا گیا کہ ارے بھائی! جب تم آریوں کے اصولوں پر عملدرآمد ہی نہیں کرتے اور نہ کرسکتے ہو تو پھر مذہب کیلیے اتنی جھاگ کیوں نکالتے ہو اور سرگرمی اور درندگی اور تیز زبانی سے کیا فائدہ جس سے سارا جہان نالاں ہے پھر اُس نے کہا کہ ابھی چند سال سے ہمارا مذہب چلا ہے اس لیے کوئی پکا آریہ نہیں جسکو تم پوچھوگے وہی تمہیں یہی جواب دیگا۔

بعد ازاں جب کہا گیا کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۷-۶۱ میں سوامی جی کا یوں فرمان ہے کہ "وید کے پڑھنے پڑھانے سندھیوں اوپاسن وغیرہ پانچ مہایگیوں کے کرنے اور ہوم منتروں کی تعلیم میں تعطیل جائز نہیں کیونکہ روزانہ فرائض میں تعطیل نہیں ہوسکتی جیسے سانس پر سانس لیا جاتا ہے اور بند نہیں کیا جاسکتا ویسے ہی روزانہ فرائض ہر روز ادا کرنے چاہییں۔ کبھی چھوڑنے نہیں چاہئیں۔ دیکھو ستیارتھ ص ۵۵۔ مگر میرے صاحبو! عملدرآمد کی بابت آریوں سے پوچھنا اور کہنے سننے۔ سنانے۔ پڑھنے پڑھانے کا یہی ثمرہ ہے کہ جو دھرم ویدوں اور وید کے مطابق سمرتیوں میں عیاں * کیا گیا ہے اسپر عملدرآمد کیا جاوے۔ جو دھرم پر نہیں چلتا (اور وید و دانستہ

حاشیہ * اجی مصیبت تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ایسا نیکبخت مہرشی سوامی نکل آتا ہے کہ وہ اپنی تصانیف کو ویدوں کا مغز عیاں کردہ قرار دیتا ہے چنانچہ مدتہای دراز تک لالہ شنکر اچاریہ لوگوں کو ویدانتی (ہمہ اوستی) بناتا رہا اور دو اڑھائی ہزار برس تک کروڑوں بنی نوع کو گمراہ کرتا رہا مگر اب لالہ دیانند جی ان تاویلات کا قلع قمع کرکے اور کچھ پیش کر رہے ہیں۔ اگر اسی طرح کل کوئی اور ودیعتی سوامی نکل آیا تو کیا کرینگے؟ سوال تو یہ ہے صاحب! - اب بھی سوامی جی کی بیسیوں سالہا دراز کی جانفشانیوں محنت سے کوئی پکا اور قابل نجات آریہ طیار نہیں ہوا اور صرف تخم ریزی ہی ہوئی ہے پھر خدانخواستہ اگر کوئی اور مہرشی سوامی انسانی جنم لے بیٹھا تو آریوں کو اُس کا بندوبست کرنا ازبس ضروری ہی ورنہ نئے سرے الف ب شروع کرائیگا اور دوسرے نصف وید سے بھی سوامی جی کیطرح روگرداں اور بے ایمان کر دکھائیگا۔ جیسے کہ دیانند جی وید کے حصص برہمن بھاگ اور منتر بھاگ میں

ویدوں کے احکام کو ترک کرتا ہے وہ ویدوں کی تحقیر کرتا ہے اور جو وید اور عالم لوگوں کی تصنیف کردہ کتابوں (ستیارتھ وغیرہ) کی جو وید کے مطابق ہوں (قولاً و فعلاً) یعنی عملدرآمد میں کوتاہی کر کے تحقیر کرتا ہے اُس وید کی مذمت کرنے والے منکر کو ذات پنگت (یکجا کھانیوالی جماعت) اور ملک (آریہ ورت) سے نکالدینا چاہیے (دیکھو ستیارتھ ص-۶۱) یعنی مذہب کی خاطر جلاوطن کر دینا چاہیے (گویا بزور شمشیر دھرم پھیلانا ہوا *)

ہمنے بڑی تفتیش سے یہ معلوم کیا ہے کہ مذکورہ بالا فرائض پر ہمارے وطن میں کوئی بھی عملدرآمد نہیں کرتا ہاں سانس پر سانس لیا جاتا ہے مگر ہوم اور سندھیا اوپاسن اور وید کے پڑھنے پڑھانے اور عملدرآمد کرنے میں ضرور ہی تعطیل اور غفلت کیجاتی ہے پس سوامی جی نے جو لکھا ہے کہ جو دو وقت سندھیا اور ہوم نہیں کرتا وہ شودر ہے ص۱۲ سچ ہے یعنی آریہ ورت میں کوئی بھی ایسا نہیں جسکو آریہ کہہ سکیں - کیونکہ آریہ اعمال سے ہوتا ہے صرف زبانی لاف وگزاف سے نہیں ہوتا پھر یہ کس قدر جھوٹھ اور دھوکا دہی ہے کہ جھوٹھے مہاشے آریہ سماج قائم کریں اور اپنے تئیں آریہ کہلائیں یہ تو پاکھنڈیوں کے کام ہیں یا اڑریوں پوں کے

حاشیہ * اُن کوتاہ اندیش اور متعصب اور افترا پرداز آریوں سے جو بزور شمشیر اسلام پھیلانے کا الزام ناحق اسلام پر لگاتے ہیں استفسار ہے کہ ابتو تمھاری مستند کتاب سے ثابت ہو گیا کہ بزور اور بجبر ویدک دھرم پر رکھو ورنہ ملک و دولت سے محروم کر کے جلاوطن کر دو۔ ہائے تعصب! تیرا خانہ خراب تو نے کیسے دانشمندونکو اندھا کر دیا ہے جو اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو جلاوطن کر دیا تھا صحابہ کو اپنے عزیز وطن اور ملک و دولت سے الگ ہو کر حبش اور عرب کے ریگستان علاقوں اور پہاڑو میں زندگی بسر کرنی پڑی تھی - یا صحابہ نے بزور شمشیر اُن کینہ توز دشمنوں کو اسلام میں داخل کر لیا تھا۔ اگر یہ سب الزام دربارہ جبر و اکراہ فی الدین کفار پر عاید اور ثابت ہیں تو یہ کیسی حماقت اور جہالت ہے کہ کفار مکہ کو معصوم گردانا جاتا ہے اور دربدر ہونیوالوں اور تیرہ سال کی جور و ستم کی تختہ مشق ہونیوالوں کو ابتک ظالم اور سفاک مانا جاتا ہے جنھوں نے اپنی زندگی اور عورتوں اور بچوں کو مدینہ وغیرہ بلاد بعیدہ میں بھی محفوظ نپا کر اپنی حفاظت اور ظالم حملہ آوروں کی سزا دہی کیلیے انصافانہ اور دفاعی تلوار اُٹھائی اور مدینہ پر چڑھائی کرنے والونکو

دام بدنام ہیں کہ زبانی سب کچھ ہیں لیکن عمل میں نابود محض ہیں۔ اگر کسی آریہ کو گھمنڈ ہو کہ ہم پکا آریہ اور سماجی ہوں وہ ہمیں جلد اطلاع دے تاکہ اُسکے دعوی بلا دلیل اور گپ کا کھنڈن کریں اور دنیا کو دکھاویں کہ اُس نے ستیارتھ پرکاش کے کتنے احکام کی تعمیل سے پہلو تہی کر کے کتنی جونوں کا سامان جمع کر لیا ہے + اصل میں جب انسان جھوٹھ بولتا ہے اور انسانی کتابوں کو خدا کی کتاب اور فرمان قرار دیتا ہے تو انسانی عقل اور دور اندیشی ضرور کہیں نہ کہیں دھوکا کھا جاتی ہے اور دروغگو را حافظہ نباشد کی مثل اسپر صادق آتی ہے چنانچہ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ فرائض جو بنی نوع انسان کی نجات اور مکتی کے لیے سوامی جی نے اہم قرار دیے ہیں اُن پر عملدرآمد ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر پرمیشر ویدک اصول کا موجد ہوتا اور منو وغیرہ کی لا فینی نہ ہوتیں تو ضرور ایسے گپوڑے اور ناقابل برداشت قوانین اور فرائض انسانی وجود پر نازل نہ ہوتے۔ سوامی جی کی ایک اور خطا جو کسی صورت میں قابل عفو نہیں یہ بھی ہے کہ وہ ہر روز کستوری کے استعمال اور ہر ایک لاش پر کستوری وغیرہ کے بہم پہونچانے کو فرض گمان کرتے ہیں لیکن آنکھیں بند کر کے ہرن اور بارہ سنگے وغیرہ کا مارنا بھی جوازہ میں داخل کرتے جاتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جس صورت میں مہا بھارت کی جنگ سے پہلے کل دنیا آریوں سے آباد تھی جو بحکم وید ہر روز لاکھوں لاشوں کے ساتھ کستوری جلاتے ہوں گے اور کروڑوں باشندے ہر روز دو دو دفعہ ہوم میں کستوری جلاتے ہوں گے اور اسکے استحصال کے لیے ہزار ہا بارہ سنگے اور ہرن شکار کیے جاتے ہونگے تاکہ ہوم وغیرہ اور مردہ کے جلانیکے لیے کستوری بہم پہونچ سکے تو بھی نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ درپردہ جانوروں کا مارنا جائز کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسا تو ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ لاکھوں ربوؤں کی کستوری کسی پہاڑ یا کان سے برآمد ہوتی تھی +

جب انسان ایک دفعہ جھوٹھ بولتا ہے تو اُسکو قائم رکھنے کے لیے کئی ایک جھوٹھ بولنے پڑتے ہیں چنانچہ سوامی جی نے لکھا ہے کہ دنیا کے تمام علوم و فنون وید سے نکلے ہیں اور اس امر کے ثبوت میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ بیلون۔ بھشنڈی (بندوق) توپ وغیرہ کا وید میں ذکر ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ جائے اُستاد خالی است۔ آپنے اُن کلوں اور اوزاروں اور ایجادوں کا ذکر نہایت چالاکی سے اپنی تصنیفات میں کیا ہے جن کے وجود کی اطلاع ابھی

پہونچ چکی تھی اگر ان کلوں کا ذکر تک نہیں کیا جو آپ کی موت کے بعد ایجاد ہوئی ہیں چنانچہ
جب تک ایڈیسن اور مارکونی نے فونوگراف اور بغیر تار کے خبریں پہونچانے والی
Wireless telegraph کل ایجاد نہ کی کسی سوامی مہرشی اور مہاشے کے خواب
وخیال میں ان کلوں اور ایجادوں کے نام نہیں آئے۔ تارپیڈو ۔ موٹو کار ۔ (ریلوی گاڑی
جو بغیر سٹیم انجن کے چلتی ہے) کلوروفارم ۔ ایکس ریز (شعاعیں جس سے چمڑے و ہڈی کی اندرونی حالت و مرض
ویدوں کے ماہر اور ہر ایک علم و ودیا کے فاضل اور سائنس دان سوامی دیانند جی کی موت
کے بعد ایجاد ہوئی ہیں ان کا اشارہ تک نہیں کیا گیا ۔ اگر دس بیس برس اور زندگی نصیب
ہوتی تو بعض ذومعنی الفاظ کو کھینچتان کر ان جدید کلوں اور اوزاروں پر لگا دیتے غالباً
اگنی کا لفظ جو آگ ۔ بجلی ۔ نام دیوتا ۔ پرمیشور ۔ ایک عورت کا تیسرا خاوند ۔ نور کل ۔
نور مجسم وغیرہ وغیرہ مختلف معانی پر ٹھاپا گیا ہے اسیطرح اس غیر معتبر فہرست میں ہر ایک شعلہ
انگیز ہتھیار اور کل کو بھی شامل کر لیا جاتا ۔ جس صورت میں عورت کے تیسرے خاوند کو اسلیے اگنی
کہتے ہیں کہ انہیں بقول سوامی جی آگ یعنی حرارت زیادہ ہوتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہر ایک
حرارت والی کل اور اوزار کو اگنی نہ کہا جاوے ۔ نہ معلوم کہ گیس لائیٹ کو ابتک اگنی یا
اور ذومعنی لفظ سے مستخرج کیوں نہیں بنایا گیا ۔ جس صورت میں پرمیشور کو ماتا (والدہ)
اسلیے کہا گیا ہے کہ وہ ماؤں کی طرح پالتا ہے اور باپ اس لیے پرمیشور کو کہا گیا ہے کہ وہ باپ
کیطرح دنیا کی پرورش کرتا ہے اور اندر اسلیے کہا گیا ہے کہ وہ پرورش کرتا ہے اور وایو (ہوا)
کو اسلیے ایشور کہا گیا ہے کہ وہ ہوا کیطرح حرکت کرتا ہے اور لوگوں کو زندگی بخشتا ہے پھر ہر
ایک چیز خدا بن سکتی ہے کیونکہ خدا کا نام پیپل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جسطرح تیتر اور طوطوں کو
پالتا ہے اور لوگوں کو سایہ عاطفت بخشتا ہے اسیطرح پرمیشور بھی دنیا کے لیے پیپل ہے ۔ اگر وید
میں کہیں سورج سے دعا اور مدد مانگی گئی ہے تو یہ تاویل باسانی ہو سکتی ہے کہ جسطرح سورج
دنیا کو ہزارہا نعمتیں اور آرام بخشتا ہے اسیطرح پرمیشور کو بھی منبع فیوض مانکر سورج چاند زمین
اور وایو کو پوجا ہوگا بلکہ بقول سوامی جی یہی بات ہے کہ اسیطرح ناکارہ پتھر اور شولنگ کو ایشور
کہہ سکتے ہیں کیونکہ جسطرح پتھر کسی پر گرتا ہے تو اسکو چور چور کر دیتا ہے اسیطرح پرمیشور بھی

جسکو رُلاتا اور ذلیل کرتا ہے وہ اُسکو نابود کر دیتا ہے اور پتھر کیطرح اُسکو پیس ڈالتا ہے اسلیے پرمیشور کو پتھر کہنا بھی جائز ہوا اُسکو اریما کہتے ہیں ستیارتھ باب ا۔ اسیطرح سوامی جی کو بھی پرمیشور کہا جاوے تو جائز ہوگا کیونکہ جسطرح سوامی جی ہزاروں کو راہ ہدایت اور چار سو سال تک عمر بڑھانیکا ہدایت نامہ دیتے ہیں اسیطرح پرمیشور بھی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اسیطرح سناتن دھرمیونکی ہر ایک دیوی اور دیوتا بھی پرمیشور کہلا سکتا ہے جیسے سوامی جی پرمیشور کو دیوی اور دیوتا تحریر کرتے ہیں (ستیارتھ باب اول) اسیطرح رامچندر جی اور کرشن جی کو دیوتا اور پرمیشور کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جسطرح پرمیشور بروں کو رُلانے والا اور نیک لوگوں کو راحت پہونچانے والا ہے اسیطرح رام چندر وغیرہ بھی تھے پس اب کسیکا پرمیشور کو رام چندر جی کرشن جی یا پتھر۔ ہوا۔ درخت کنواں۔ مکان۔ لباس۔ مکھی سوئی۔ پیپل۔ بڑ۔ عورت۔ سونا۔ خاوند۔ بادل۔ زمین آسمان۔ سورج۔ چاند۔ تمباکو۔ پانی۔ ٹوپی۔ رسی وغیرہ وغیرہ ہر ایک آرام دہ چیز کو کہنا بھی جائز ہوگا اور سناتن دھرمیوں کے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی بھی تاویل ہو سکتی ہے کیونکہ جب ہوا کو خدا اسلیے کہا گیا ہے کہ وہ ہمارے ارد گرد بکلی محیط اور بسرعت حرکت کرتی ہے اسیطرح پرمیشر بھی بسرعت حرکت کرنے اور محیط ہونیکے باعث وایو یعنی ہوا کہلاتا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ پرمیشور کو برقی طاقت نہ کہا جاوے جس صورت میں ۸۰ میل فی گھنٹہ حرکت کرنیوالی وایو کا نام پرمیشر پر بھی تھوپا گیا ہے پھر بجلی کا نام جو اپنی برقی طاقت سے ایک سیکنڈ میں تین لاکھ میل حرکت کرتی ہے کیوں پرمیشور پر عاید نہیں ہو سکتا اور کوئی چیز نہیں جسپر پرمیشور کو محمول نہ کر سکیں گو یا ہر ایک آرام دہ چیز کا نام پرمیشر پر تاویلاً آجاوے گا۔ بس ایسی تاویلوں سے آریوں کا دائرہ بحث فراخ ہو گیا ہے جو مرضی ہے کریں خواہ پرمیشور کا نام مکھی رکھیں کیونکہ وہ آلایشوں کو دور کرتی ہے اور راحت بخشتی ہے خواہ اُسکا نام ہیرا رکھیں یا جواہر رکھیں ایسی ہی رکیک تاویلوں نے بُت پرستی کو نگل لیا ہے مگر ہضم نہیں ہو سکتی آخر تے ہو گی +

رسالہ تفسیر انجیل متی طیار ہو رہا ہے۔ درخواستیں جلد آویں۔ (عبد الرحمان عفی عنہ)

لالہ دیانند کی فحش غلطی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کولمبس باشندہ اٹلی ملازم شاہ ہسپانیہ نے سنہ ۱۴۹۲ء میں امریکہ دریافت کیا تھا مگر لالہ جی (دیانند) کہتے ہیں کہ انگلستان کے کولمبس وغیرہ لوگ جبتک امریکہ میں نہیں گئے تب تک وہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں برس سے جاہل یعنی علم سے بے بہرہ تھے۔ بعد میں نیک تربیت سے عالم ہوگئے" اب آریہ صاحبان خود ہی غور کریں اور سوچیں کہ علم تاریخ میں لالہ دیانند جی ایسے ہیں جیسے وہ فقیر تھا جو چپ چاپ رہتا تھا مگر ایک بادشاہ اور وزیر نے آکر کہا کہ کچھ فرمائیے تو یہ کہا کہ ذوالقرنین سکندر ہمارے نبی کی اُمت میں بڑا بادشاہ ہوگذرا ہے اُس نے اکبر بادشاہ سے یدھ کیا تھا۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا جھوٹھ اور غلطی مستند ستیارتھ پرکاش میں ہوگی کہ کولمبس باشندہ اٹلی کو انگلستان کا باشندہ لکھ رہے ہیں ہمیں صرف یہی غلطی نہیں جو ابھی لکھ آیا ہوں بلکہ تاریخی اور بھی غلطیاں ہیں جنکی گنجایش اسجگہ نہیں لیکن اسلیئے کہ دروغ گورا تا بخانہ باید رسانید ایک اور تاریخی فحش غلطی کا اظہار از بس ضروری ہے تاکہ آریوں کو ستیارتھ پرکاش پھر از سر نو تصحیح کر کے طبع کرنے کا موقع ملے اور دیانند جی پر حرف بدارہ بھی کچھ رائے زنی کریں دیانند جی لکھتے ہیں کہ "راجہ ارجن کی شادی پاتال (امریکہ) کے راجہ کی بیٹی الوپی کے ساتھ ہوئی۔ سری کرشن وارجن اشونتری میں بیٹھکر پاتال میں گئے اور مہاراجہ یدھشٹر کے یجنہ میں اوالک رشی کو لے آئے تھے۔ ویاس جی معہ اپنے بیٹے شُک کے پاتال (امریکہ) میں مقیم تھے شک اچاریہ جب امریکہ سے متھلا پوری میں اسطرح آیا کہ ہمالیہ سے شمال مغرب اور شمال اور شمال مشرق کی جانب جو ممالک ہیں اُن کا نام ہری ورش تھا وہاں آئے پھر ہری ورش (یورپ) میں آئے پھر یہودیوں کے ملک (روم) میں آئے پھر چین میں گئے پھر ہمالہ میں آئے پھر ہمالہ سے متھلا پوری (ہند) میں آئے باباجی واہ جی واہ! علم جغرافیہ آریوں پر ختم ہے۔ حاجت تشریح نہیں آریوں نے تو یورپ کے بھی کان کاٹ ڈالے۔ پھر لکھا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج سے پانچہزار برس پہلے تک آریوں کا تمام روئے زمین پر راج تھا مہابھارت کے جنگ

تک آریوں کو عروج حاصل رہا سملاس $\frac{11}{4}$ -

اب ناظرین خود ہی سوچیں کہ اس اناپ شناپ دعووں میں کس قدر غلط بیانی اور بیہودگی ہے (۱) اول تو کولمبس کا معاملہ ہی مستند کتاب کو غیر مستند کتاب اور قابل ترمیم ٹھیراتا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ مہابھارت کی لڑائی کے وقت جسمیں یدھشٹر۔ سری کرشن جی اور تمام دنیا شامل تھی اور اُسکو ابھی چار ہزار برس نہیں گذرے مگر ساتھ ہی جہالت یہ ہے جیسے کہ اوپر لکھا گیا کہ کولمبس سے پہلے امریکہ والے بالکل جاہل اور علم سے بے بہرہ تھے در انحالیکہ دوسرے مقام پر آریوں کی مہذب حکومت کا روئے زمین پر محیط ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں سمجھیں آسکتا کہ ایک طرف تو لکھ رہے ہیں کہ آجسے پانچہزار برس پہلے آریوں کی تہذیب نے روئے زمین پر علوم وفنوں اور ریلوں اور تار برقی وغیرہ سے دنیا کو آسودہ اور فرخندہ حال کر رکھا تھا! مگر ذرا آگے چلکر لکھ گئے ہیں کہ آج سے ۴۰۰ برس پہلے یعنی ۱۴۹۲ء میں ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں برس سے یہ لوگ جاہل اور علوم سے بکلی بے بہرہ چلے آتے تھے کہ یکایک انگلستان کے کولمبس نے اُنھیں نئی روشنی اور تہذیب کا مُنہ دکھلایا۔ بھلا تاریخ کی ایسی فحش غلطیاں کرنیوالا کسیطرح معتبر مانا جاسکتاہے۔ میں تو پہلے لکھ چکا ہوں کہ آریہ متمدن وقدیم سے تاریخ کے کچے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے شمال مغرب کے حملہ آوروں نے تڑاتڑ انکو مارا اور رنیوگ پرستی بُت پرستی سومنات متھرا کاشی اور کانگڑہ کے بڑے بڑے بُت خانوں کو نیک نیتی سے مسمار کیا مگر آریوں نے تاریخ اس لیے نہیں لکھی کہ اگر وہ لکھتے تو کیا لکھتے آخر یہی لکھتے کہ ہمنے فلاں بادشاہ سے ناگفتہ شکست کھائی یا فلاں بُت شکن کے سامنے ہمنے بتوں کیخاطر ناحق سینہ زوری کرکے اپنے مُنہ کی کھائی مگر بُت پرستی کا ساتھ نہ ہی چھوڑا۔ بھلا کوئی اپنی ایسی گندی سرگذشت آج لوگوں کے سامنے پیش کرسکتا ہے؟ یا ایسی تاریخ کے متعلق اشتہار دیکر لندن میں لیکچر دیسکتا ہے کہ ہماری گذشتہ حالت اور تہذیب ایسی تھی۔ ہرگز نہیں۔ پس اب بہتر یہی تھا کہ دیانند جی چپ ہی رہتے اور اپنی پُرانی اصلی تاریخ بُت پرستی کیطرف لوگونکو توجہ کا میلان نہ کراتے۔ پس آئندہ بہتر ہے کہ آریہ راجاؤں کی اسماء گرامی کی فہرست بھی کتاب سے نکال دیں ورنہ کسی وقت وہ بھی آپ لوگوں اور سوامی جی کی علمیت اور ویدک لٹریچر کا قلع قمع کریگی۔ کیونکہ جس ہاتھ سے چند غلطیاں

جو ہمنے لکھی ہیں ظہور پذیر ہوئی ہیں اسی ہاتھ سے دو غلطیوں کا بھی احتمال ہے جو کسی وقت میں ضرور دھوکا دینگی اور دیانندی پنتھہ کا بھانڈا پھوٹ جاوے گا مگر افسوس اسبات پر ہے کہ مصر کے مناروں اور کھنڈرات اور بابل اور نینوا کے مقامات کی اُدھیڑ بن جو سالہا سال دراز سے ہو رہی ہے اور کئی تاریخی واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مگر آریوں کی وید اور ویدک دھرم اور ارجن سری کرشن اور امریکہ کے عظیم الشان آریہ راجاؤں کا کوئی پتہ نہیں دیتا۔ غالباً تحقیق کنندوں نے ارادۃً آریوں سے حسد اور عناد کا معاملہ کیا ہوگا اور ان کے علوم و فنون کو عمداً پوشیدہ رکھا ہوگا۔ اسیطرح امریکہ میں بھی زمانہ قدیم کی تاریخ لکھنے والوں نے دیدہ و دانستہ ویدک دھرم سے ناپاک سلوک کیا ہوگا اور بیجا اخفا کر کے آریوں کے مت کی صداقت پر حملہ کیا ہوگا اور اپنے مذہب کی خاطر دوسروں کی حقانیت اور اصلیت معرض خطر میں ڈالی ہوگی مگر یہ سب لغو اور بیہودہ خیال ہیں کیونکہ عقلمند یہ ہرگز نہیں مان سکتا کیونکہ تحقیقات کنندوں یعنی عیسائی مذہب والوں نے ان تحقیقات سے پہلے اپنے مذہب پر ہی حملہ کیا ہے اور کئی غلطیاں نکالی ہیں اور بائبل کو کلام الٰہی ہونے سے صریح انکار کر دیا ہے نہ معلوم کہ بیچارے آریوں کے وید اور اُن کے راجاؤں کا کوئی سراغ نہیں لگتا اور نہ آریوں کی ریل تار برقی جہازوں اور اگنبوٹ اور توپ اور بندوقوں کا نشان ملتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ فہرست مذکورہ اور یہ دعویٰ کہ آج سے پانچہزار برس پہلے آریہ سماج کا روئے زمین پر بول بالا تھا اور اعلیٰ درجہ کی تہذیب تھی اور ریلیں اور تار برقیاں امروز فردا کی طرح بسرعت تمام کام میں مصروف تھیں یہ سب محض گپ اور دروغ بیفروغ ہی صاحبو! افسوس کہ مہا بھارت کی لڑائی پر ریل سے کام لیکر ایرانی فوج کو کیوں نہ منگوایا گیا جہاں کے راجہ کو پا پیادہ آنا پڑا۔ ناظرین انصاف کریں کہ ہم ان بے ثبوت باتوں کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی سور داس اور احمق اور دل کا اندھا ہو۔ وہ مانے تو مانے پر ہماری یہ جرأت نہیں۔ بیاس جی کے بیٹے شکدیو اچاریہ کے سفر بخیطر سے معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو جغرافیہ داتی میں کہانتک مہارت اور دسترس تھی۔ اور ایک بھاری غلطی یہ ہے کہ پاتال کے معنے امریکہ کے کیے ہیں حالانکہ کسی اہل عقل و انصاف پر یہ امر مخفی نہیں کہ پاتال کے معنے ہیں پاؤں کے تلے یعنی پاؤں کے نیچے ہیں پس زمین چونکہ گول ہے اسلیئے اسکا نچلا حصہ کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ اسکی تمام سطح فوق کو ہی ظاہر کرتی ہے البتہ زمین کے مرکز کو

پاتال کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ دنیا پر رہنے والوں کے لیے پاتال ہے بلکہ جو لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں وہ ہمیشہ میدان کے اضلاع کو پاتال یا نیچے کہتے ہیں۔ چنانچہ بلوچستان میں رہنے والے پنجاب کو نیچے کا ملک یا پاتال کہتے ہیں اور اسیطرح وندھاچل پہاڑ کے نچلے ملک یعنی دکن کو لوگ ابتک جنوبی اور نچلا ملک کہتے ہیں اور لفظ دکن کے لغوی معنی ہی جنوب اور نچلے اور پاتال کے ہیں۔ مینے خود دیکھا ہے کہ جموں کے لوگ شہر کے نچلے حصہ کو بھی تل (تلا۔ یعنی پاتال) کہتے ہیں پس یہ کیسی ضد اور نادانی ہے کہ صرف پاتال کے معنے نیچے کرکے اسکو امریکہ ہی یقین کر لیا ہے*۔ اگر کچھ حقیقت ہوتی تو چاہیے تھا کہ امریکہ کے زبردست ملکوں کے نام ہی بتلاتے۔ راستہ ہی بتلاتے جبتک کولمبس نے راہ نہ کھولی کسی آریہ کے کان پر جوں نہ سرکی۔ جنوبی اور شمالی امریکہ میں پرانے زمانہ کی تحقیقات اور تاریخ کا پتہ لگانے کے لیے بہت کوشش کیگئی ہے لیکن ابتک ۵۰۰ برس کی محنت سے ویدک روشنی کا انھیں کوئی سُراغ نہیں لگا* وہاں کی بات تو جانے دو ایشیا کوچک اور روم وغیرہ کے کھنڈرات میں وید کا کوئی پستک یا تحریر کبھی نہیں نکلی۔ پس اگر کوئی ریل تار برقی وغیرہ سامان موجود تھے تو کہیں اُن کا نام نشان تو معلوم ہونا چاہیے تھا۔ ہزارہا سال کے مردہ جانوروں کے ڈھانچے اور پنجر پہاڑوں میں پائے گئے ہیں لیکن ویدک روشنی کے زمانہ کی تاریں ریلیں انگھوٹے نظر نہ پڑے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ محض غلط اور لغو ہے کہ آریوں کی حکومت روئے زمین پر محیط تھی اور تمام ایجادیں جن کے وجود سے فی زمانہ اہل فرنگستان فخر کرتے ہیں۔ آریوں کے بزرگوں کے نزدیک ایک کھیل تھیں*

حاشیہ*

شاید آریوں سے دشمنی کرکے عمداً ویدک تہذیب کے نشان اور علامات زیر زمین ہی رہتے آئے ہیں مگر یہ عذر بدتر از گناہ اور نادانی اور سادہ لوحی ہے

مصنف

عفی عنہ

* نوٹ۔ [illegible] (آگ) کو [illegible] کیطرح روشن ہے اور [illegible] فاضل [illegible] کا نام اسلیے ایشور پر رکھا گیا کہ وہ سورج کیطرح چمکتا اور جہان کی خبر گیری کرتا ہے اور فائدہ پہنچاتا ہے زمین کو بھی ایشور کہلو کہ فائدہ بخش وجود ہے اور پاتال کو امریکہ بناو کوئی روکتا ہے؟ مصنف

خلاصہ رسالہ ہذا یا ضمیمہ رسالہ اخبار الاسلام

اوّل وید کی یہ تعلیم ہے کہ انسان ہر ایک گناہ سے قریباً لاکھوں لاکھ حیوانوں کی جونوں میں دورہ کر کے اپنی پاداش کو پہونچتا ہے پھر وہ اُس گناہ کی سزا سے سرخروئی حاصل کرتا ہے۔ لیکن گناہ صرف شراب خوری مال مردم خوری ہی نہیں بلکہ ایک طرفۃ العین ہی خدا کی یاد سے غافل رہنا اور کسیکو ہاتھ یا زبان یا قلم سے دکھ دینا بھی گناہوں میں شامل ہے۔ پھر کون شخص ہے کہ ان گناہوں کی سزا سے نجات پاوے اور مُکتی چند روزہ حاصل کرے۔ اگر کوئی بدقسمتی سے شیر اور چیتا وغیرہ بنگیا تو ایسی جونوں میں ہر روز ایک دو خون کر کے لاکھوں جونوں میں جانے کا سامان جمع کرتا رہیگا پھر اگر کتا بلی بنا تو بھی وہ نیک اور نرم دل مہاشہ نہیں بن سکتا پھر وہ اور جانوروں پر کم بختی اور شامت لائے گا۔ پس جب انسان کوئی ایسا نظر نہیں آتا کہ ادنیٰ گناہ سے بھی پاک ہو تو کتوں اور سوروں اور دیگر درندوں سے یہ اُمید بالکل منقطع ہونی چاہیے کہ کبھی صابر و شاکر بنکر فاقہ کشی میں اپنی جان پر کھیل جاویں اور اعلیٰ جون میں داخل ہو سکیں مجھے تو کوئی بھی مہاشہ آریہ نظر نہیں آیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی آریہ آریہ ورت میں اسوقت موجود نہیں جو اپنے تئیں ہر گناہ سے بری ثابت کر سکے بلکہ ستیارتھ پرکاش پکار پکار کر رو رہی ہے کہ آریہ ورت عملاً فعلاً وید سے مرتد ہے پس اگر ان تمام باتوں کو یکجائی طور سے ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ کتوں لیمپوں اور جنگلی درندوں کا تو کیا ذکر آریوں کے لیئے بھی مکتی محال نظر آتی ہے۔ ہاں اگر کوئی مہاشہ گناہ سے پاک ہی تو ہمیں اطلاع دے تاکہ ہم اُسکے گناہ کو پکڑ کر اُسے داخل جہنم کریں یعنی آواگون میں منسلک کریں۔ لیکھرام جیسا بلیدان تو صدہا جھوٹھ اور لعنتیں اپنی ذات پر بولکر لاکھوں جونوں کے لیئے کافی سرمایہ لے گیا پھر اوروں پر کیا اُمید ہو سکتی ہے دیکھو لیکھرام کا جھوٹھ[1] کہ مرزا غلام احمد صاحب کے گھر میں ابتک کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ کلیات لیکھرام صـ۴۹۹ـفحہ مگر عادل اور رحیم خدا نے ایسے مفتری اور کاذب کو آٹھ سال ہوئے کہ ہلاک کیا

اسیطرح اور بھی کئی جھوٹھ بولے ہیں جنکی گنجایش اسجگہ نہیں اب میں کسطرح قبول کروں کہ کوئی مہاشہ لیکھرام سے بڑھکر آریہ ورت میں اپنے تئیں دھرم کیخاطر قربان کرنیکو طیار ہے اور نتیجہ قابل نکتہ چینی یہ ہے اگر کوئی ہے تو اُسی نسخہ پر پھر عمل کرکے دکھلاوے جسپر لیکھرام نے کیا حاصل کلام یہ کہ جس صورت میں لیکھرام بھی کروڑوں جونوں کا سامان ساتھ لیگیا یعنی کتے بلیاں اور شیر چیتے کا سامان اپنے ساتھ لیگیا پھر اب آریوں کو اسپر یہ اُمید خام نہ کرنی چاہیے کہ شیر اور چیتے کے جنموں میں تپسیا کریگا اور گوشت خوری کے خلاف جنگلی درندوں میں لیکچر دیگا اور جلد تر پھر انسانیت کیطرف عود کریگا۔

اگر کوئی مہاشہ ہماری اس تحریر سے رنجیدہ یا کبیدہ خاطر ہو تو وہ ناحق اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ جس حالت میں لیکھرام کا جھوٹھ پکڑا گیا پھر وہ کس حالت میں اور پرمیشر کی کس صفت کا قلع قمع کرکے سرگ میں داخل ہو سکتا ہے ہاں یہ قرین قیاس اور انصاف ہے کہ اسکو اب کسی ادنی جانور میں تصور کیا جاوے۔ پس اب اگر ہم لیکھرام کی عزت ایک مکھی یا بکری کے برابر کریں تو معاف رکھیں ورنہ اصول تناسخ پر روئیں اور اپنے اور دیانند سرستی کے کپڑے پھاڑیں کہ اسنے تناسخ کا گلے کا ہار کیوں بنا دیا اور قوم کو ایک الجھن میں کس لیے ڈالگیا +

۲ دوم۔ اگر کوئی آریہ کسیکو وید کیطرف دعوت کرے تو پوچھنا چاہیے کہ آریہ بننے سے کیا فائدہ ہے اگر یہ کہے کہ مکتی نصیب ہوگی تو ایسی عارضی مکتی تو ہر ایک روح کو خواہ وہ مسلمان کی ہو یا چوڑھے چمار کی ہو مہاپرلے میں جاکر کسیکو نصیب ہوجاویگی پھر آریہ بننے سے کیا حاصل؟ اگر کہو کہ روح آرام اور انند کریگی یہ بھی بے انصافی ہے کیونکہ اعمال کے لیے تو ہر دو روح اور جسم کو دکھ درد اور ریاضت شاقہ برداشت کریں لیکن انعام اور لطف اور راحت میں جسم کو بے نصیب کیا جاوے اول تو روح بغیر جسم کے اور جسم بغیر روح کے کچھہ بھی نہیں کرسکتا پھر یہ کونسی ویدک فلاسفی ہے کہ مجرد روح انند اور راحت میں زندگی کا لطف اُٹھاویگی ذرہ اسکی تفصیل درج کریں تاکہ آریہ مہاشہ زیادہ سرگرمی سے کوشش کریں ورنہ حقیقت عالم بالا معلوم شد!

۳ سوم۔ سب سے بڑھ کر تردید آریہ مذہب اور اسکے اصول کی یہ ہے کہ لیکھرام آریہ نے حضرت میرزا غلام احمد صاحب حامی اسلام سے اسطور مباہلہ کیا کہ اے پروردگار ہم دونوں میں سے جو مرزا صاحب

ولیکھرام) جس کے مذہبی اصول خدا کیطرف سے نہیں ہیں اور جسکی کتاب (وید یا قرآن) منجانب اللہ نہیں ہے غرضیکہ جسکا مذہب سچا نہ ہو تو ہے قادر کرتار کوئی عذاب نازل کر اور ذلت سے بھرے ہوئے دکھ کی مار ایسے شخصکو پہونچا جو دانستہ سچائی سے دور اور ناراستی کا دوست بن رہا ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ جہالت اور تعصب اور جور و ستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیری درگاہ میں عزت نہیں پا سکتا۔ اگر میں اس بیان میں کہ وید کلام الٰہی اور ست ودیاؤں کا پستک ہے اور تمام راستی اور علوم پر حاوی ہے اور قرآن ان امور سے خالی اور بے نصیب ہے اس کا ذب اور جھوٹا ہوں تو مجھے دکھ اور اہانت کی مار ہو۔ اگر مرزا صاحب اور قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم برحق ہو تو انکو فروغ اور عزت روز افزوں نصیب ہو ورنہ انکو ذلت اور دکھ کی مار ہو۔ (کلیات لیکھرام آریہ مسافر صفحہ ۵۸۴ - ۵۸۵) اب لیکھرام کو ہلاک کرکے خدا نے آریہ مت اور اسکے پیرووں کے جھوٹے ہونے پر مہر کر دی کیونکہ خدا نے اپنی عدل اور قدرت کا انصاف کا ثبوت اور قطعی فیصلہ دیا ہے + اگر دیالو کرپالو ایشور نے ظالمانہ فیصلہ کیا ہے۔ تو اسے برگشتہ ہو کر ناستک بن جائے

چہارم۔ آریوں کا اصول تناسخ یہ ہے کہ ہمیں اس دنیا میں اکثر گذشتہ جنموں کے اعمال کا پھل ملتا ہے پس چونکہ آریہ لوگ اس اصول کو مدنظر رکھکر کروڑوں برس سے اعمال بد کے نتائج بد سے آگاہ ہونگے اسلیے وہ لوگ دوسروں کی نسبت بہرحال زیادہ نیک اور بھگت ہونے چاہییں اور لکھا ہے کہ نیک لوگ اعمال نیک کی پاداش میں یہاں راجہ مہاراجہ بنتے ہیں لیکن تجربہ نے اور تاریخ نے اس مسئلہ اور وید کی مٹی پلید کر دی کیونکہ اب تک آریہ کو کل دنیا کے راجہ اور مہاراجہ بنجانا چاہیے تھا کیونکہ یہ لوگ ایک ارب اور ۹۶ کروڑ سال سے کتے بلیاں بن بنکر اعمال بد سے متنفر اور اور گناہوں سے تارک ہو گئے ہونگے مگر اب تو دنیا میں انکی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ آریہ نہیں بلکہ خدای منصف اور عادل کی نگاہ میں درحقیقت شودر اور مہا پاپی ہیں کیونکہ انکے سلوک اکثر بد اعمال گذشتہ کا نتیجہ اظہر من الشمس ہے۔ یا اصول تناسخ غلط ہے ایک امر کے ماننے میں دوسرے امر کی خیر نہیں۔ اہل اسلام [illegible]

پنجم۔ ویدک تعلیم یہ ہے کہ تکالیف و اکثر امراض جنم کی سزا میں ہیں تو پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ ماتا پتا جو بچہ کو اسکی لغزشوں اور کوتاہیوں پر زجر و توبیخ بغرض اصلاح اور تربیت کرتے ہیں کیا وہ پچھلے جنم کے بد اعمال کے اثر اور نتیجہ کو فرو کرنیکی سعی کرتے ہیں یا کچھ اور۔ اگر تربیت ہی ہے اور گذشتہ جنم کے گناہوں کی سزا نہیں تو پھر یہ ماننے سے کیوں انسان خطا ہوتے ہیں کہ ایشور بدکاروں کو آتشک اور سوزاک وغیرہ سے سزا دیکر دہرمکی لیے اور خندہ انکی لیے بھی انھیں عبرت گاہ بناتا ہے اور ماتا پتا کیطرح تربیت و تعلیم حق و انصاف پر مبنی ٹھہراتا ہے۔ چونکہ پرمیشور کو ماتا پتا بھی کہتے ہیں اسلیے تمام تفرقے اور امراض اور عوارض شدیدہ اور تربیت پر مبنی ہیں

نہ کرنا پڑے کے گورکھ دہندے ہیں

ششم - آریوں کو وید تعلیم دیتا ہے کہ مخنث وغیرہ (نامرد) اگر اولاد کی خواہش محسوس کریں تو اُنپر فرض ہے کہ دیور یا اور کسی منش سے نیوگ کرا کر لڑکا پیدا کروالیں تا مکتی ہو۔ منو ۲۰۳ شلوک مگر ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون بد طینت اور بے رحم مہا پاپی دُشٹ ہے کہ اپنی لڑکی مخنث وغیرہ کو دیکر تباہ کرے۔ میرے خیال میں آتا ہے کہ کوئی ایسا بدبخت آریہ ہمارے دیش میں نہیں ہوگا۔ اگر کوئی ہے تو اُس بدبخت اور نالائق کا پتا لگانا چاہیئے تا کہ کسی معصوم کنیا کا ستیاناس نہ کرے اور قوم کے ننگ و ناموس کا خون نہ کر دے ✤

ہفتم - بعض گذشتہ گناہوں کا پھل اس جہان میں ملتا ہے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ آریہ ورت میں سخت آندھیوں اور ان کے غبار سے مدت تک لوگوں کی جان عذاب میں مبتلا رہتی ہے مگر سرد ملکوں میں مثلاً انگلستان اور کشمیر وغیرہ میں ایسی آندھیاں جان کا وبال نہیں ہوتیں۔ کیا وہاں کے لوگ پاک اور مہا پرش اور رشی ہیں اگر کہو کہ اسباب طبعی بواعث ہیں تو پھر اسبات کے نماننے میں کیوں موت دکھائی دیتی ہے کہ اندھے اور لولے والدین کی بد پرہیزی اور نقص سے پیدا ہوتے ہیں کیا ڈاکٹر اس امر کی تصدیق نہیں کرتے اگر تصدیق کرتے ہیں تو علمی اصول کو سینہ زوری سے کیوں رد کیا جاتا ہے اگر کوئی کہے کہ اُن لنگڑے لولے کا کیا قصور کہ یونہی اُنپر ظلم ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی والدین نے غلطی سے اُنپر ظلم کیا تو وہ اس ظلم کا جواب دہ ہوگا ✤

ہشتم - کہتے ہیں کہ آریہ مت عالمگیر مذہب ہے ہمنے کسی آریہ کو نہیں دیکھا جسنے وید کے مطابق بیاہ کیا ہو اور کسیکو اسبات پر اقراری نہیں پایا کہ بموجب وید اگیا عمر بھر میں چند دفعہ استری سے صحبت کی ہے اور کسی مردہ آریہ کو عود وغیرہ قیمتی لکڑیوں میں بموجب حکم وید مقدس جلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ قطب شمالی اور دیگر بلاد بارده میں جہاں معمولی لکڑی کا ملنا محال ہے وہاں تو عالمگیر مذہب جہاں سے نکلا تھا وہیں جا گھُسے گا یعنی آریہ ورت میں۔

نہم ۹ - بعض برائے نام آریوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا تم آریہ ہو یا مہا پاپی شودر۔ کیونکہ تمہارے کام آریوں کے نہیں بلکہ شودروں کے ہیں تو پھر کیا جواب ہوگا۔ ایک بدبخت آریہ نے ہمسے کہا کہ ہماری ساری قوم (معاذ اللہ) حلال کی نہیں اگر سچ پوچھا جاوے تو۔ وید کے فرمان کے موجب کسی نے بھی بیاہ نہیں کیا اور نہ کسی آریہ کی لاش کو عود صندل روغن زرد۔ کستوری

۲۰ سیر ½ من ۵

قیمتی ۳۶ روپیہ میں حسب فرمودہ وید چلایا ہو - ستیارتھ صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹ +

(۱۰) دہم - اچھا اگر وید کے مطابق آریہ مہاشے بیاہ نہیں کرتے تو کیا نیوگ بھی باقاعدہ نہیں کرتے؟ جواب نہیں - کیونکہ لکھا ہے کہ بذریعہ نوٹ ڈھنڈورا دیکر عام مجلس میں نیوگ کرنے والی استری اور بیرج داتا حاضر ہو کر اس امر کا اقرار کریں کہ ہم دونوں نے اولاد پیدا کرنے کے لیے چند روز ملاقات کرنی ہے اور گربھ ہونے کے بعد الگ ہو جاوینگے

(۱۱) اگر کسی بیرج داتا نے ایک عورت رامدئی سے نیوگ کیا اور لڑکی پیدا ہو گئی تو پھر وہی ویرج داتا اپنے نطفہ کی لڑکی سے بھی نیوگ کر سکتا ہے یا نہیں - اگر نہیں کر سکتا تو کیوں نہیں کر سکتا؟ کیا وہ اس کا باپ ہے - ہمارے خیال میں اسکی ممانعت کے متعلق دیانند جی نے کوئی شرُتی نہیں لکھی اگر اُس لڑکی سے نیوگ کر سکتا ہے تو بھی ہماری کانشنس اس امر سے اتفاق نہیں کر سکتی اور کوئی شرُتی اُسکے جواز میں ضرور ہونی چاہیے - ورنہ وید یا ستیارتھ پرکاش کی ترمیم کرنی لازمی ہے +

(۱۲) بعض گذشتہ جنموں کی بدکاریوں سے انسان بقول آریہ سماج ادنٰی ترین حیوانات مثلاً کیڑوں وغیرہ کے جونوں میں پڑ کر اپنی پاداش کو پہونچتا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ برسات میں ایک ہی شہر یا گاؤں میں اسقدر کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ سارے آریہ ورت کے مہاشوں اور استریوں سے تعداد میں کہیں بڑھے ہوئے ہیں اگر سارے ملک یا منطقہ حارہ کے تمام ملکوں کے کیڑوں مکوڑوں کو جمع کیا جاوے تو غالباً ۴۸ ارب یا بقول آریہ سماج محدود روحوں کا مسئلہ ایک بیہودہ گپ اور خلاف واقعہ امر بدیہی ہوگا بعض اوقات ایک ہی گھر میں لاکھوں کیڑے نکل آتے ہیں مگر اُس گھر کے باشندے چند افراد سے زیادہ نہیں ہوتے - کیا چند آدمیوں کو لاکھوں مرتبہ جونوں میں بھٹک کر چکر کھانا پڑتا ہے؟ +

(۱۳) دفعات تعزیرات ہند اور دیگر قوانین کی علت غائی یہ ہوتی ہے کہ انسان اُن سزاؤں اور دفعات سے ڈر کر دوبارہ اپنے نطفہ کی لڑکی یا کسی اور ممنوع اور غیر محرم عورت سے نیوگ یا زنا نہ کرے تاکہ دوبارہ اُنکے بلّیاں نہ بننا پڑے مگر کیا وجہ ہے کہ یہ دفعات اور سزاؤں کی فہرست آریہ سماج پیش نہیں کرتی تاکہ لوگ اُن گناہوں سے بچیں جنکی سزا نے کروڑوں برس سے انھیں ہند میں

(غلام) اور محکوم بہ بیست و پابنار رکھا ہے۔ یہ کسقدر نالائق حرکت ہے کہ سزا تو مل رہی ہے مگر مجرم بدبخت کو اپنے گناہ کا علم نہیں دیا جاتا تاکہ وہ دوبارہ دشٹ پاپیوں سے کرم نہ کرتا پھرے۔ اگر مجرم کو گناہ یاد نہیں رہا اور بھول گیا ہے تو سزا دینے والے دیالو نیاکاری کو تو علم ہے وہ کیوں نہیں بتلا دیتا۔ ورنہ بہتر تھا کہ جس جون میں گناہ کیا تھا وہیں اسکو سزا دیتا تا اسکو عبرت بھی ہوتی مگر اب تو سزا بے معنے اور لغو محض ہے

(۱۴) ایک دفعہ کسی معزز آریہ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب زاد اللہ فیضہ سے کہا کہ مجھے تین گھنٹے اپنا وقت دیں تاکہ تناسخ کے بارہ میں آپ سے بحث کرلوں۔ وہ بڑا چلتا پرزا مہاشہ تھا۔ مولوی صاحب نے بہت دعا کی اور کہا کہ بیشک میں تین گھنٹے دیتا ہوں مگر ایک بات آپ ہماری بھی مان لیں۔ دو روپیہ نکالکر ہتھیلی پر رکھ لیے اور کہا کہ ایک کو اٹھا لو آریہ چونکہ ذہین تھا قریباً ایک آدھ گھنٹہ روپیوں کو دیکھکر گم سم ہوگیا حاضرین مجلس نے کہا کہ ہمیں اس بحث سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ لالہ جی سے پوچھو کہ کیوں نہیں ایک روپیہ کو اٹھاتے اس نے کہا کہ اگر میں ایک روپیہ کو اٹھاتا ہوں تو مرتا ہوں ... پھر کہا کہ پھر کبھی بحث کروں گا اب نہیں۔ اسمیں نکتہ یہ تھا کہ آریہ مذکور دو روپیوں میں سے کسی ایک کو اٹھا کر ترجیح بلا مرجح کو جائز ٹھیرانے کا مرتکب ہوتا تھا کیونکہ جس صورت میں دونوں کی قیمت میں ذرہ فرق نہیں تو پھر کیوں ایک کو اٹھایا اور دوسرے کو نہ اٹھایا۔ اگر یہ کہے کہ میرا اختیار ہے کہ جو مرضی ہو اٹھا لوں اسیطرح پھر خدا کو بھی اختیار ہے کہ جہاں چاہے کسیکو امیر کسیکو غریب حسب تقاضائے حکمت بناوے۔ جسطرح بعض درختوں کو کانٹے دار بنا دیتا ہے اور بعض کو کانٹے سے خالی پیدا کرتا ہے اور جاڑوں میں درختوں کے پتے اتار لیتا ہے کیونکہ ان دنوں میں درختوں کے سایہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر ایک تغیر تبدل اور تفرقہ تفریق میں حکمت الٰہی مرکوز ہوتی ہے اگر ہم ان تمام تفرقات کی تہ کو نہ پہونچیں تو پرمیشر کی حکمت باطل نہیں ہو سکتی

(۱۵) آخر کار دیانند مچھلی کیطرح پتھر چاٹ چاٹ تھک گیا اور اسکو یہ کہنا پڑا کہ بس اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا دیکھو پرچہ دھرم جیون [illegible] غالباً سوامی جی کو یاد آیا ہوگا کہ میں نے بجائے ۴۰ سال کے ساٹھ سال کا برہمچریہ (تجرد) قائم رکھا لیکن بجائے ۴۰۰ برس کی عمر پانے کے

سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہوگئے جو اس بات پر دال ہے کہ انھوں نے باقاعدہ برہمچریہ قائم رکھکر ویدک اصول اور نسخہ کا نتیجہ غلط پایا اور خواہ نخواہ نیچ ثابت ہوتی جاتے تھے کیونکہ اعلیٰ درجہ کے آریہ کے لیے لازمی ہے کہ ۴۰۰ سال کا ہو کر فوت ہووے۔ ورنہ...

(۱۶) جو اصول دربارہ معرفت ذات باریتعالیٰ ویدک دھرم نے پیش کیا وہ یہ ہے کہ ارواح اور مادہ قائم بالذات اور خدا کی طرح ازلی ابدی اور خود بخود ہیں اور خدا تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ اس عقیدہ پر اعتراض ہے کہ جس چیز یا مکان کو کوئی شخص نہیں بناتا وہ اُسکی تمام اندرونی حالتوں اور چیز یا مادہ کی خاصیتوں سے واقف نہیں ہوتا علاوہ ازیں اگر وہ مادہ اور روحوں کے خواص سے بکلی خبردار ہے تو وہ آپ بھی مادہ اور روحکو بنا سکتا ہے اُس کا نہ بنانا اور نہ پیدا کرنا اسکے لاعلم اور عاجز ہونے پر دلیل صریح ہے کیونکہ جو شخص کسی شے کے بنانے پر پورا واقف اور بذات خود مشتاق ہوتا ہے وہ اسکو بنا سکتا ہے اور جو عملاً نہیں بناتا اور نہ کبھی اسکے بنانے میں مصروف ہوا تو وہ ضرور انجان ہے اور روح اور مادہ اور انکی خاصیتوں سے بیخبر ہے جیسے کہ انسان مادہ کی خاصیتوں سے ابتک بکلی عالم اور خبردار نہیں حالانکہ سائنس نے انسان کی علمی عملی طاقت کو کہیں کا کہیں پہنچا دیا پس جسطرح انسان مادہ کی خاصیتوں سے اسلیے ناواقف ہے کیونکہ اس نے مادہ کو نہیں پیدا کیا اسیطرح پرمیشر بھی مادہ اور ارواح کے گنوں اور خواصوں سے لاعلم محض ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جس شخص نے انجن کو خود نہیں بنایا وہ ہرگز اسکی اندرونی اجزا اور طاقتوں اور نقصوں سے واقف نہیں خواہ اس نے سالہا سال ریل پر سفر کیوں نکیا ہو۔ اسیطرح پرمیشر کا علم دربارہ روح اور مادہ ہے اگر وہ ارواح اور مادہ کو نیستی سے ہست میں لاکر انسان پیدا نہیں کرسکتا تو پھر کان آنکھ اور دماغ۔

(۱۷) ہم بتفصیل لکھ آئے ہیں کہ انسان کی روح میں جو کچھ ہے در اصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہیں جو انسانی آئینہ میں ظاہر ہیں۔ اور دنیاوی انتظام حکومت بھی خدا کے قانون قدرت کا نمونہ اور پرتو ہے۔ سو دیکھنا چاہیے کہ دنیوی گورنمنٹ اپنے وفادار ملازم کو جس نے عمر بھر سرکاری کام کو صدق اور وفا سے سرانجام کیا ہے، ساری عمر کیلیے اسکو کسب رزق کی محنت سے سبکدوش کرکے پنشن یعنی دنیوی ہموم وغموم سے مکتی یا نجات دیدیتی ہے

! کی ہستی اور نہ ہو نہیں کیونکر ایشور سن بھی لیتا ہے اور دیکھتا اور سمجھتا اور عالم کل ہے یعنی اگر وہ سننے بولنے اور دیکھنے کا معلول بغیر علل کے پیدا کرسکتا ہے تو انسان اور حیوان اور برتھی اور کائنات وغیرہ کا معلول بغیر علل کے کیوں محال ٹھیرا؟ یہ ہے اعتراض جواب طلب میرے صاحبو! +

اور جہاں تک اس گورنمنٹ کی طاقت عمر اور حوصلہ ہوتا ہے وہاں تک اس پنشن اور مکتی کو
بحال رکھتی ہے اور جب تک وہ پنشن خوار یا دنیوی محنتوں سے مکتی یافتہ اپنی پنشن یا مکتی سے
فائدہ اُٹھا سکتا ہے گورنمنٹ اسکے امن و آرام اور آسایش میں مخل نہیں ہوتی لیکن کیا وجہ؟
کہ پرمیشور اپنے صادق و فادار خادم کو اپنی عمر طاقت حوصلہ اور فہمایش کے لحاظ سے ایسی مکتی
اور نجات نہ دے جو دنیوی گورنمنٹ کی نجات اور مکتی کے مقابلہ میں جنت الخُلد اور ابدی
نجات ہو کیا واحد لاشریک کسی دنیوی گورنمنٹ کیطرح کمزور اور بیحوصلہ ہے؟ یا اُسکے خزانہ میں گنجایش نہیں ہے
اگر یہ کہو کہ انسان کے عمل سے بڑھ کر جزا دینا پرمیشور کے عدل میں رخنہ انداز ہے تو پھر پرمیشور کو
ہی الزام پہونچتا ہے کیونکہ اس دنیا میں کسان لوگ تھوڑی محنت کر کے بعض اوقات بہت
سے ثمرات اور فوائد اُٹھاتے ہیں مثلاً بار ہا کسانوں کو صرف زمین میں بیج ہی ڈالنا پڑتا ہے
مینہ کا بروقت برسنا اور ژالہ باری اور کئی آفتوں سے زراعت کا بغیر اُنکی محنت کے محفوظ
رہنا بھی اُنکی محنتوں کے نتائج سے کہیں بڑھ کر فضل الٰہی میں شامل ہے اسیطرح اکثر عالی ہمت
امراء بھی اپنے نوکروں پر خوش و خورم ہو کر بے بہا خلعتیں اور انعامات بخشتے ہیں اور بادشاہ
اپنی خاص خدمات کے سرانجام ہونے پر اُن لوگوں کو لاکھوں روپیہ کی جائداد بخشدیتے ہیں
جو ایسی ہی خدمات کے لیے تنخواہ لیکر برسرکار ہوتے ہیں مگر علاوہ تنخواہ مزید انعام جب کر جاتے
ہیں مگر کوئی بدبخت آریہ اُن بادشاہوں کو بے انصاف اور عدل کا مخالف تجویز نہیں
کرتا اور کسی آریہ نے اپنے مہربان افسر کو نصیحت نہیں کی کہ ماہواری تنخواہ سے زائد مجھے حبتک
ندیں کیونکہ اسمیں آپ نا انصاف اور ظالم ٹھیرینگے ۔ پس جب اس صفت ترحم کو جو ہر روز
مشاہدہ ہوتی ہے قابل اعتراض نہیں ٹھیراتے پھر خدا تعالیٰ کو ابدی نجات دینے میں بے
انصاف کیوں کہتے ہو ۔ اجی ! عدل میں تو تب نقص واقع ہوگا جب عمرو کا حصہ اور
حق زید کو دیا جاوے یا زید کا حق بکر کو مل جاوے +

(۱۸) آریوں کا اصول ہے کہ مکتی یافتہ لوگوں کو مثلاً رشیوں منیوں کو عارضی طور سے
مُکتی یعنی نجات نصیب ہوتی ہے پھر اس خاص میعاد کے بعد انھیں ہرگز سے دھکّے دیکر
نکالا جاتا ہے ۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اُن بیچاروں پر یہ کیوں ظلم روا رکھا گیا ہے یونہی بغیر کسی

گناہ اور پاپ کے بہشت سے نکلنے ہی سوروں اور کتوں وغیرہ کی جونوں میں غلطاں ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بدی کا بیج اُن میں بحالت سُرگ رہتا ہے جس سبب سے بہشت میں بھی کوئی شرارت کی ہوگی مگر یہ کہنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ سُرگ میں کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی گناہ کا ارتکاب کر ہی لیا ہے تب بھی وہ ناپاک دل سُرگ میں جانے یا مکتی حاصل کرنے کے لائق نہیں جنھوں نے کروڑوں برس کیڑوں مکوڑوں کی گندی جونوں میں تباہ اور خستہ حال ہو کر پھر بھی اندرونی خباثت اور نجاست کو بکلی ولسے دور نہیں کیا اگر بالفرض یہ اعتراض ہو کہ محدود اعمال کا پھل غیر محدود نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب اول اعتراض میں آچکا مگر پھر بھی عرض ہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ تمام نیک اعمال شفقت علی خلق اللہ اور تعظیم لامر اللہ پر موقوف ہیں سو وہ ان دونوں کے عامل بھی ہونگے۔ کیونکہ ہر ایک نعمت اور خلعت کے عطیہ پر وہ خدا کی حمد اور شکریہ کرینگے اور شکر نعمت پر مزید احسان ہونا لازمی ہے اور (۲) باہمی جنتی لوگ محبت اور پیار اور اُلفت سے انند کرینگے پس اس باہمی محبت اور شفقت علی الخلق اللہ کے عوض میں بھی انکو مزید نعمت ملتی رہیگی پس ثابت ہوا کہ نجات ابدی ہوگی اور یاد رہے کہ جس صورت میں نیک بندے اپنی دنیاوی عمر میں مرتے دم تک صدق و وفا سے فرمانبردار عابد شاکر رہے پھر اگر انھیں ابدی عمر ملتی تو بھی وہ فرمانبردار ہی رہتے اسلیے بھی انھیں ابدی نجات ملنی چاہیے۔ کیونکہ انھوں نے اپنی نفسانی خواہشوں اور جوشوں پر موت وارد کر لی تھی اور اپنی جان کو رضاء الٰہی میں قربان کر دیا تھا اور روحانی طور سے زندہ ہو کر اس دنیا میں ہی جنت کا حظ اُٹھانے لگ گئے جو جسمانی موت کے بعد پورے طور سے نمودار ہوگا +

(۱۴) علاوہ ازیں ایک یہ اعتراض بھی آریوں پر ہے کہ لالہ لیکھرام۔ پنڈت دیانند۔ اور چاروں نامعلوم رشی کیوں قابل عزت ہیں کیونکہ نہیں کیا معلوم وہ دوسرے جنم میں جاکر اب وہ کن غلط کاریوں اور ناپاک جونوں میں مست ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ناگفتنی جونوں میں گرفتار ہوں اور ہم اُن کے نام جپتیں۔ اور ان کے نام پر کتابوں کو ڈیڈیکیٹ کرتے پھریں۔ ہو وہ ہمارے ارد گرد یا دروازہ پر سگ ہو کر پھرتے ہوں۔ اور ڈھونڈرا شہر میں اور ان کا قبل میں کا معاملہ ہو۔

(۲۰) اور اعتراض یہ بھی ہے کہ انسان بعد از مکتی ناکردہ گناہ کے عوض میں سرگ سے نکالا جاتا ہے تو پھر وہ کیوں کسی ادنیٰ جون میں ڈالا جاتا ہے چونکہ اس نے گناہ تو کوئی بھی نہیں کیا اس لیے لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ روح میں ایک طبعی اثر ہوتا ہے جس کے زور اور تاثیر سے وہ روح خود بخود ادنیٰ حیوانوں کی جونوں میں انتقال کرتی ہے یعنی جسطرح کیکر کا بیج طبعاً زمین سے اُگ کر کانٹے دار درخت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اسیطرح ارواح بھی اپنے اپنے طبعی خواص کے لحاظ سے اپنی اپنی فرودگاہوں میں نازل ہو کر جنم پذیر ہوتی ہیں پھر اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ روحوں میں طبعی اثر ہے جس سے وہ نئے نئے جنم کا جامہ پہنتی ہیں نہ کہ کسی نیک و بد فعل کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرگ میں سے مکتی پانے کے بعد ناکردہ گناہ کے عوض میں وہ طبعاً کسی جنم میں آئی نہ کسی شرارت کی سزا لیا۔ پس جب طبعی اثر ارواح کو مختلف آئین کے قالب اور جامے پہناتا ہے تو پھر تناسخ یعنی اعمال بد کا پھل دربارہ انتقال روح الی اجسام مختلفہ بالکل غلط اور نادرست ہے۔ ممکن ہے کہ [illegible]

(۲۱) وید کا حکم ہے کہ ۲۴ برس کی عورت اور ۴۸ سال کے مرد کا بیاہ ہونا شادی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے ستیارتھ باب ۴ اس عقل پر تعجب آتا ہے کیونکہ آجکل تو چالیس پچاس سال تک لوگ دوسرے جون میں چلے جاتے ہیں پھر شادی خاک ہو گی اُسوقت تو ماتم ہونے کا وقت مناسب ہے نہ کہ شادی کا۔ ۴۸ سال تک کون آریہ ہے جو پاک وصاف رہ سکتا ہے ہاں نیوگ کرتا رہے تو البتہ پاک وصاف رہ سکتا ہے ورنہ محال ہے۔ ہاں مخنث آریہ کے لیے بیشک یہ وقت عمدہ ہو گا کیونکہ اس کے لیے جوانی اور بڑھاپا یکساں ہے میں نے سُنا ہے کہ بعض گرم ملکوں میں لوگوں کی عمریں چالیس یا غایت درجہ پچاس سال سے متجاوز نہیں ہوتیں پھر بتلاؤ کہ ۴۸ سال کا ہو کر بیاہ کرنے کا عالمگیر اصول کہاں گیا؟ اگر دو صدیوں تک آریہ مہاشے اس شرتی پر عملدرآمد کریں یعنی ۴۸ سال کے بعد بیاہ کریں تو یقیناً میں کہہ سکتا ہوں کہ آریوں کا بکلی خاتمہ ہو جاوے گا یا سماج دوسری قوموں سے امداد کا خواستگار ہو گا مگر بعد از وقت رونا اور واویلا کرنا لاحاصل ہو گا +

(۲۲) دیانند نے کیا کوئی اصلاح دربارہ امور تمدنیہ کی ہے؟ جواب نہیں بلکہ آریوں کی

استریوں کو بھرشٹ کرنے کی کوشش کی ہے اگر دوسرا نکاح بیوہ کو حلال کر جاتا تو بات اور تھی لیکن اب تو وہ کئی عارضی خاوندوں کی اجازت دیکر شریف خاندانی آریہ عورتوں کی غیرت مٹی میں ملا گیا۔ اگر بیواؤں پر رحم آتا تھا کہ خاوندوں کے بغیر کسطرح مصیبت میں بیوائیں دن کاٹتی ہیں تب بھی زندگی کا لطف تو نہ آیا کیونکہ سال بھر میں ایک دو دفعہ کام اگنی بجھے تو کیا ہوا۔ شرم و حیا کا پردہ بھی پھاڑا مگر سال بھر میں صرف دو چار دفعہ اپنے مقصود کو پانے کی اجازت ہے +

(۲۳) جو عورت دوسرے شوہر کے ساتھ سماگم نہیں کرتی اور دل و زبان جسم کو اپنے قابو میں رکھتی ہے وہ پتی لوک کو پاتی ہے۔ اچھے لوگ اُسے پاکدامن استری کہتے ہیں دیکھو منو ادھیاے ۵ شلوک ۱۵۶-۱۶۵۔ ابلو دیانندی پنتھ کا ستیاناس ہو گیا۔ منوجی مہاراجہ جن کے حوالوں سے ستیارتھ پرکاش بھری ہوئی ہے انھوں نے نیوگ کا تار و پود اُدھیڑ دیا ہے سنار کی ٹک ٹک لوہار کی ایک (دھم) یعنی ستیارتھ پرکاش جو منو کی کاسہ لیسی ہے وہ تو نیوگ کے قواعد بیان کرتی ہے مگر منوجی صرف اس عورت کو پاکدامن قرار دیتے ہیں جو صرف اپنے خاوند سے صحبت کرتی ہے اور دوسروں سے اجتناب کرتی ہے +

(۲۴) ستیارتھ پرکاش باب ۴ میں لکھا ہے کہ ویرج داتا بیوہ عورت کو حاملہ کرکے بالکل قطع تعلق کر لیا کرے اور اسی طرح آٹھ دس بچے مختلف تازہ دم جوانوں سے نیوگ کر کے حاصل کئے جاویں۔ افسوس دیانند کی عقل پر یہاں رونا آتا ہے کہ اس نے بیچاری بیوہ کے خرچ و اخراجات اور ایام حمل کی تکالیف اور بیماریوں اور وضع حمل کے اخراجات اور خدمات کا کوئی بوجھ نیوگی مرد پر نہیں ڈالا پس وہ بیچاری نیوگ کی ماری اپنا پیٹ پالنے اور بچوں کی پرورش کرنے کے لیے چکی پیسکر گذارہ کرتی ہوگی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جس صورت میں وہ کسی منہ چڑھے نیوگی سے منہ کالا کراتی رہے پر خرچ و اخراجات کے لیے دوسرے آگے ہاتھ لمبا کرے کیا مانا نیوگی مرد کو تو مزہ ہے کہ مطلب براری کی اور اپنی راہ لی۔ جب بچے جوان ہونے لگے تو بیچاری محنت مزدوری کرکے پالنے والی نیوگن عورت سے لفقا نصف تقسیم کرکے رفو چکر ہو جاوے اور اُس بیچاری کا رنج و راحت اور دکھ سکھ میں کوئی ہمدرد اور حصہ دار نہیں ٹھہرایا۔ خدا نخواستہ

دس بچوں میں سے جو دو بچے اس مصیبت زدہ نیوگن کے حصہ میں آئے تھے اگر وہ مرجاویں تو پھر وہ بیچاری بڑھاپے میں کیا کرسکتی ہے۔ یہ تو بالکل ناممکن ہے کہ آجکل کوئی اہل بیچہ بہ رکھکر مرد اور عورت چار سو سال تک عمر پاویں۔ یہ دیانندجی کی محض گپ ہانکی اور بچپن کی سی بات ہے کہ چار سو سال تک انسانی عمر ضرور بڑھایا کرو۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲۔

منوجی کی تصانیف اور حوالوں سے دیانندی پنتھ اور ستیارتھ پرکاش بھرا پڑا ہے اور جسپر آریہ سماج آج بڑا ناز کر رہی ہے اُس میں مفصلہ ذیل امور قابل غور اور لائق توجہ ہیں

(۲۵) مخنث (ہیجڑا) اور بیمار اور وفات یافتہ آدمیوں کی زوجہ والد وغیرہ کے حکم سے دیور وغیرہ سے نیوگ (زنا) کرا کر اولاد لے لے ایسے ولد الزنا کو اہل اسلام حرام زادہ کہتے ہیں مگر آریہ کشیترج کہتے ہیں دیکھنا کوئی کشتیترج یہاں نہ بیٹھا ہو وہ خفا ہو جاویگا!

(۲۶)۔ بدون شادی ہوئے دختر نے بخانہ والد خلوت میں جس لڑکے کو جنا ہے پیدا کیا وہ لڑکا اُسکی ماں سے شادی کرنے والے کا کانین نام بیٹا کہلاتا ہے اور اُسکی جائداد کا وارث ہوگا دیکھو منو! ۔اس سے معلوم ہوا کہ زناکار دختر کا حرام کا لڑکا جننا بھی آریوں کے ہاں کوئی دوش نہیں ورنہ اُسکو جائداد کا وارث کیوں قرار دیا جاتا۔

۲۷۔ اگر قبل از نکاح کسی لڑکی کو حمل ہو بعد شادی کے جب وہ لڑکا پیدا ہو جاوے تو وہ شادی کرنے والے کا سہوڑ کہلاتا ہے اور اُسکی جائداد کا وارث بنتا ہے +

۲۸۔ جس عورت کو شوہر نے ترک کر دیا ہو وہ زن بیوہ اپنی خواہش سے دوسرے کی زوجہ ہو کر اس سے بیٹا پیدا کرے تو وہ بیٹا اُس کا پونہر ہو نام بیٹا کہلائے گا اور جائداد کا وارث ہوگا +

۲۹۔ شہوت کے غلبہ سے منکوحہ شودر عورت (چوڑھی) سے جو لڑکا پیدا ہو وہ زندہ ہی مردہ ہے اس لیے وہ لڑکا برہمن کا پارشنہ نام کہلاتا ہے اور اُسکی جائداد کا وارث ہوگا واہ جی! واہ!! برہمنوں نے چوڑھیوں تک سے فرق نہ کیا اعلیٰ ذاتوں سے کرنا ہی انکو

کافی وافی تھا شودروں کیطرف کیوں رجوع کیا شاید پچھلا جنم یاد آگیا ہوگا یہ سب قسم کی زناکاریاں قدیم آریوں میں برملا ہوتی تھیں کیونکہ برہمنوں کا پرمیشر کے قریب قریب رتبہ سمجھا جاتا تھا اس لیے کوئی اُن کو لعنت ملامت نہ کرسکتا تھا خواہ وہ اپنی قریب عورت سے بھوگ کرلیتے اگر ایسی زناکاریاں نہ ہوتیں تو منوجی کو مفت کی سر دردی دربارہ وضع قوانین ہرگز نہ کرنی پڑتی - ان زناکاریوں نے منو کی محنتوں کو دوبالا کردیا اور جائداد کے قوانین بہت پیچ در پیچ بنانے پڑے تھے بطور اختصار لکھا ہے ورنہ منوجی نے اورس بیٹے کے سوا گیارہ بیٹوں کی تقسیم کی ہے اور ہر ایک اُن میں جائداد کا وارث بن سکتا ہے دیکھو منو دوسرا ادھیا - ان باتوں کے آریہ صاحبان ذمہ وار ہیں کیونکہ منوجی کی کتاب ایسی ستیارتھ پرکاش ہے

۳۰ - ویدک تعلیم یہ ہے کہ سُرگ (بہشت) میں جانیکے بعد بھی بدی کا بیج رشیوں منیوں میں باقی رہتا ہے - سوال یہ ہے کہ کیوں اُس بدی کے بیج کی سزا ملکر ابدی آرام نصیب نہیں ہوتا - اگر خدا کی خدائی ایسی خودغرضی میں قائم رہ سکتی ہے کہ بہشتی جلد نکلکر پھر سوبر کتے بنکر سلطنت الٰہی میں مددگار ہوں تو حیف ہے اُسکی اُمیدوں اور بدارادوں پر - اگر محدود نیکیوں کا پھل غیر محدود دینا انصاف کا خون کردینا ہے تو پھر سورج چاند اور بارش اور صدہا انعامات قدرت الٰہیہ کا بلا عوض وبلاوجہ انسان کو پراپت ہوتا بھی پرمیشر کے انصاف کا خون کردیتا ہے +

۳۱ - ویدک تعلیم یہ ہے کہ ارواح چیتن وستو (ہوشیار سمجھدار) ہیں اور حافظہ ساتھ رہتا ہے - پھر افسوس ہے اس ریزن فرضی پرمیشر پر جو رشیوں منیوں کی لاکھوں تجربات اور ویدک تعلیم اور اصول حقہ کو ضبط بلکہ غصب کرلیتا ہے اور رشی منی جاہل ہوکر پیدا ہوتا ہے یہ کیسی بے انصافی اور حق و انصاف کا خون ہے کہ ارواح کے حافظہ اور قوت چیتن وستو کو چھین لیا - یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ اپنی کمائی سے حبہ تک مفت دینا ناانصافی سمجھتا ہے لیکن خود حاصل کردہ اندوختہ ...

۳۲ - ویدک دھرم کی فلاسفی اور تعلیم یہ ہے کہ جو کوئی دھرم یعنی ایک دین ترک کرکے دوسرا اختیار کرے راجہ اُسکو ہرگز بے سزا نہ چھوڑے - دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۲۳ باب ۶ نیز یہ کہ خواہ اُستاد باپ پروہت عورت بیٹا - کیوں نہ ہو جو اپنے دھرم پر قائم نہیں رہتا وہ راجہ کیطرف سے

غیر مستلزم سزا نہیں ہوتا (منو ۸-۳۲۵) ستیارتھ ص۲۲۳ مگر تبدیل مذہب پر سزا تحریر نہیں کی غالباً وہی سزا ہوگی جو منو اور جگہ شودروں اور بید بینوں کے لیے تجویز کرتے ہیں کہ ایسے شخص واجب القتل ہیں یا اُن کے کانوں میں سیسہ پگلا کر ڈالدینا چاہیے بہرحال سزا میں قتل قید حبس بیجا اور ہر طرح کی خونریزی تو شامل ہے +

۳۳- ویدک فلاسفی اور تعلیم جابرانہ یہ ہے کہ جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیفات جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے اُس وید کی مذمت کرنے والے منکر (بے ایمان) کو ذات برادری اور ملک وغیرہ سے نکالدینا چاہیے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۰۶ باب ۳ +

۳۴- ناظرین شکر کا مقام ہے کہ ان تنگ ظرفوں کو ایشور نے اتنی طاقت نہیں دی کہ آریہ ورت سے مسلمانوں ہندوستانیوں اور انگریزوں سکھوں اور بدھ اور جینیوں اور صدہا فرق مخالف کے لوگوں کو اپنے ملک و وطن اور بال بچوں سے دور اور مہجور کر سکیں اگر ان کے بس میں ہوتا تو بزور شمشیر زمانہ سلف کے اپنے آریہ بزرگوں کیطرح مذکورۃ الصدر فرقوں کو ہندوستان سے نکالکر پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر رہتے دیکھو مختصر تاریخ ہند باب اول اعتراض ۳۴ یہ ہے کہ ایشور نے ویدک پستک کے مہلک تو وہ طوفان کا آریوں کو کیوں مکلف بنایا جسکی ماہیت

(ب) ہر ایک مذہب کا پابند دوسرے مذہب کی کتاب کو حقارت سے دیکھتا ہے پس یہ جہالت اور حماقت ہے کہ بزور شمشیر اُنکو آریہ بنایا جاوے اگر نہ بنیں تو ملک سے نکالکر دربدر کر دیا جاوے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو لوگ عہد و پیمان کر کے رعایا رہیں اور خراج ادا کریں اور اُن لوگوں کیطرح ظالم اور سفاک نہ ہوں جنھوں نے صحابہ کو مکہ سے نکالکر الی سینا (حبش) میں صدہا میلوں تک بھگا دیا۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گھربار اور ملک اور وطن سے خارج کر کے مدینہ پہنچا دیا مگر وہاں بھی جا کر اسلام کا استیصال کرنیکے لیے بدر پر لڑائی کی تو خود حفاظتی کیلیے ایسے بداندیش ظالموں کی سزا قرار واقعی عند العقل و فہم لازمی ٹھہری انہی کے بھائیوں کے لیے حکم ہوا کہ فاقتلوھم حیث ثقفتموھم یعنی انھیں جہاں پاؤ وہیں قتل کر ڈالو کیونکہ یہ لوگ مذہب کی خاطر تلوار اُٹھاتے ہیں جو قرآن کے حکم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کے مخالف امر ہے +

(ج) صرف وید کی مذمت کرنیوالے کو ہی ملک سے بے ملک کرنا از بس ضروری نہیں بلکہ وید کے موافق عابد لوگوں کی تحریروں کے منکر اور بُرا جاننے والوں کی بھی خیر نہیں انھیں بھی اسی شکنجہ میں جکڑا گیا ہے ان تحریروں سے مراد سوامی جی کی اپنی تصنیفات اور بیمعنی خرافات سے ہے کہ وہ کسی طرح سے عروج پذیر ہو کر نان و نفقہ کا ذریعہ بنیں کیونکہ فی زمانہ تمام جہان کے ویدک تراجم اور پُرانے مہاتما پنڈتوں اور ستانتوں کی تحریروں کو وید کے مخالف قرار دیر کھا ہے اور آپ اپنے مُنہ میاں مٹھو بن رہے ہیں اور دوسروں کے تراجم کی نندیا کرتے ہیں حتی کہ اپنے ستایش کردہ منکر ہوں۔

۳۵ سوامی جی کہتے ہیں کہ بقول ویدک دھرم لنگڑے لولے کوڑھی اپاہج جو گذشتہ جنم کی بدکاریوں کی سزا پا رہے ہوں انکو وہ ارباب مجرمین کو اپنے گناہوں کا علم نہیں ہوتا اس کے متعلق سوامی جی لکھتے ہیں کہ گناہوں کا یاد رکھنا پرمیشور کا کام ہے نہ کہ جیو کا۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۶ باب ۹- یہ ویدک فلاسفی ہے کہ بدبخت مجرم پر لعن طعن اور زد وکوب بارش کیطرح جاری ہے مگر مجرم کو یہ جاننا بھی فضول گردانا جاتا ہے کہ ایشور کن گناہوں کے بدلے آفت برپا کر رہے ہیں ہمنے بطور آزمایش کسی لڑکے کو کسی قصور کی سزا میں کچھ دیر کھڑا کیا مگر قصور اُسے نہ بتایا۔ سو جب تک اسکو قصور کی اطلاع نہ کی اُسپر کوئی نیک اثر اور عبرت انگیز نتیجہ پیدا نہیں ہوا خدا جانے وہ دل میں کیا کہتا ہوگا آخر قصور پر اطلاع پانے کے بعد وہ اصلاح پذیر ہوا۔ اب اگر میں اسکو کہتا کہ گناہ اور قصور کا یاد رکھنا میرا کام ہے تمھارا نہیں تو سخت جہالت اور حماقت ہوتی جو ایشور کے شایان حال نہیں۔

۳۶- ویدک دھرم کی فلاسفی یہ ہے کہ جیو (انسانی روح) محدود العلم ہے اور ہر زمانہ کو مشاہدہ میں لانے والا نہیں اس لیے گذشتہ جنموں کے اعمال بدیاد نہیں رہے۔ واضح ہو کہ یہ بالکل لغو اور بدتر از گناہ ہے کون ایسا بیر فرتوت ہے کہ زمانہ حال اور ماضی کے حالات سے آگاہ نہیں تو ہزاروں سالوں کے گذشتہ واقعات ہمیں یاد ہیں اور زمانہ حال کی کیفیت بھی پوشیدہ نہیں روح کو محدود العلم کہنا کسطرح درست ٹھہر سکتا ہے؟ اس کا علم تو ہر آن میں بڑھتا جاتا ہے کیا ویدک پستک کا مہلک گناہ انسانی روح کے تحصیل علم کی حد فاصل اور آخری کمال کا منتہی ہے۔ اس کے بعد اور کوئی اور واقعہ زمانہ گذشتہ کا ذہن میں قرار گیر نہیں ہو سکتا؟

۷ سؔ - آریوں کا اصول اول یہ ہے سب ست وِدیا اور وِدیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدمی مول پرمیشور ہے ۔ ناظرین غور کریں کہ جس صورت میں سب پدارتھ جو وِدیا سے جانے جاتے ہیں نیز وِدیا بھی پرمیشور سے نکلے ہیں لیکن ستیارتھ پرکاش میں اسکے خلاف لکھ رہے ہیں کہ مادہ ارواح اور اُن کے عجیب در عجیب خواص انادی قدیمی اور ازلی ہیں جو ایشور سے ہرگز مستخرج نہیں بلکہ قدیم سے الگ تھلگ ہیں پہلا اصول ہی غلط نکلا ۔ ع ۔ جبکہ بسم اللہ ہو پہلے غلط + خود غلط انشا غلط املا غلط +

۸ سؔ - بقول سوامی دیانند (ستیارتھ پرکاش صـ۲۵۳) نیک نہاد مخلص دھارمک آریہ کو لازمی ہے کہ چار سو سال کی عمر پا کر اس دنیا سے رخصت ہو ۔ ہم اس نسخہ پر چند ریمارکس کرنا چاہتے ہیں کوئی صاحب اگر جواب بن نہ پڑے تو برا نہ منائے جیسے نیک آریوں کا قاعدہ ہے۔

(۱) اول تو آجکل ۴۰۰ سال کی عمر والا ابھی کوئی دھارمک نظر نہیں آتا پھر اس امر کی تلاش کرنا کہ چار سو سال کی عمر والا ہونا لازمی ہے عبث ہے اور ہزاروں آریوں کو ہیچ قرار دینا عند العقل جائز نہیں ۔ (۲) اگر کوئی کہے کہ آجکل کوئی نیک نہاد قابل نجات آریہ صفحہ روزگار پر نہیں کیونکہ احکام وید کی پوری اشاعت اور ترجمہ سلیس اردو میں نہیں ہوا تو پھر یہ بات بہت ہی مایوسانہ ہے کہ سب قوم کو ہیچ اور دین ایمان سے خالی اور بے نصیب تجویز کیا جاتا ہے اور دوسری مشکل یا عقدہ لاینحل یہ ہے کہ جن نیک آریوں نے قبل از جنگ مہابھارت نیک عمل کئے تھے اُن کے لیے تین چار سو سال کی عمر کا حاصل کرنا عند العقل والانصاف لازمی تھا اُنکی روحیں کون سے درختوں اور اناج کے کھیتوں میں چھپ رہی ہیں یا کسی قید خانہ میں تناسخ اور آواگون کا قلع قمع کر کے بلا وجہ حبس بیجا میں نالاں و سرگرداں ہیں اور پرمیشور کو بددعا دے رہی ہیں۔

(۳) بعض مہاشے جرأت اور قوم کے حیا و شرم کا خون کر کے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ابھی کوئی کامل آریہ موجود نہیں اس لیے نہ اُسکی چار سو سال کی عمر ہے اور نہ باقاعدہ حسب فرمودہ وید آریوں میں بیاہ اور شادیاں انجام پذیر ہوتی ہیں اور نہ نیوگ پر بالفعل عملدرآمد جائز ہے اگر کہو کہ جب ہیچ لوگ مر جاوینگے تو نیک اور بڑی عمر والے مہاشے پیدا ہو جاوینگے ۔ اسپر یہ اعتراض پڑتا ہے کہ عرصہ چالیس سال کے قریب سے دیانندی فرقہ جوش و خروش میں ہے کیا اُنکی اتنی محنتوں

اور کوششوں سے اب بھی ایسا آریہ پیدا نہ ہوا کہ عملی اور واقعی طور سے اس عقدۂ لاینحل اور گپ کی تصدیق کرے اور اپنی قابل رشک نظیر سے اوروں کو تحریک کرے +

۳۹ - یہ کیا ویدک فلاسفی ہے کہ غریب تو صرف ۲۰ سیر روغن زرد ... مردہ جلانے میں ڈال سکتا ہے + مگر امیر کو جسم کے برابر گویا ستر اسی روپیہ کا روغن زرد ہدیہ اگنی کرنا ...... ازبس ضروری ہے ورنہ ...

۴۰ - کیا امیر کی لاش میں غلاظت زیادہ ہوتی ہے یا غریب سڑیل دھوتی پوش کی نعش میں اگر غریب میں بدبو کے پیدا کرنے والا مادہ زیادہ ہوتا ہے تو حیف ہے دیانندی فلاسفی اور ویدک پنتھ پر کہ ماس گوشت کھانا اس لیے جائز نہیں کہ جیا گھات ہوتی ہے مگر جس صورت میں دنیا کی آبادی دو ارب کے قریب ہے تو اونکی لاشوں کو حسب فرمودہ دیانند (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۲۸) جلانے میں لاکھوں روپیہ کی کستوری اور کروڑوں روپیہ کا روغن زرد مطلوب ہوگا ہر ایک لاش کیلئے ستر اسی روپیہ کا روغن زرد بھیک مانگ کر بھی بصد مشکل میسر ہو گیا تو بھی ہزار ہا ہرنوں اور بارہ سنگوں کا خون کر کے کستوری حاصل کرنا آریہ کو مہا پاپی بنا دیگا - اگر بغیر نافہ کے ہی مردہ خراب کرینگے اور بدبو پھیلا کر وبا سے خلق خدا کو نقصان پہونچاوینگے تب بھی تناسخ کے گورکھ دھندہ کو دوبالا کر کے اپنا اور اپنی اولاد کا ستیاناس کرینگے اگر کہو کہ کبھی ساری دنیا آریہ بنے گی اور نہ بارہ سنگے کی مارنے کی ضرورت پڑیگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت بقول سوامی جی قبل از جنگ مہابھارت آریہ چکرورتی راجاؤں کے عہد میں یورپ امریکہ اور ایشیا آریوں سے ہی بھرپور تھے تو کیا اوسوقت بارہ سنگے آریوں کی لاشوں کو خوشبودار کرنے کے لیے نافہ بافراط مہیا کر دیا کرتا تھا تاکہ انھیں جیا گھات سے کتے بلیاں نہ بننا پڑے اگر ایسا نہیں تھا تو وہ ضرور ہرنوں کو ذبح کرتی اور اپنے مردوں کو ... ویدک اصول جلاتے ہوں گے ورنہ پاپی ہو کر راکھش کہلاتے ہوں گے +

۴۱ - اتھروید ۱-۱۰-۹۷ ویدک فلاسفی یہ ہے کہ راجہ اندر کو کہے کہ جسطرح پہلے تم نے میدانوں میں دشمنوں کو شکست دی ہے اور اُنپر فتح حاصل کی ہے اسیطرح اب بھی کرو۔ سوال یہ ہے کہ جس صورت میں ابتدا سرشٹی میں انسانوں کی پیدائش سے پہلے وید کا پرکاش ہوا تو پھر کون سے دشمن مشارالیہم ہیں اور کون سے راجہ پرجا مخاطب ہیں جنھوں نے پہلے بسا اوقات میدانوں

میں دشمنوں کو شکست دی تھی +

۴۲ - سندھیا اپاسن (نماز) کس وقت سوامی جی نے تالیف کی اور پہلے اسکے کیا صورت تھی اور جب وید ک پستک میں اسکی تفصیل اور ھیئت کذائی موجود تھی تو پھر یہ دیانندی بدعت کیوں قابل اعتراض نہیں +

اشتہار انعامی پنجاہ روپیہ

یہ اشتہار اس غرض سے لکھا گیا کہ جو آریہ مفصلہ ذیل دروغ بیانیوں سے لالہ دیانند کو بری کردے اسکو پچاس روپیہ انعام نقد ملے گا۔

(۱) اول یہ کہ "بقول پنڈت دیانند جی ابتداے عالم تری وشٹپ (تبت) (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵) سے شروع ہوئی ہے مگر حقیقت میں تری وشٹپ کے یہ معنی ہرگز نہیں"

(۲) ابتداء عالم میں جن جیووں کے اعمال ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونیکے تھے اُن کی پیدایش شروع دنیا میں پرمیشور نے خود کی کیونکہ یجر وید میں لکھا ہے "منشیا رشی اشچہ یے تتو منشیا جیت"

یجر وید میں کیا چاروں ویدوں میں اس جعلی اور دیانندی من گھڑت شلوک کا نام و نشان نہیں آریہ سماج کو ہم نقارہ کی چوٹ سے اعلان دے کر کہتے ہیں کہ ان غلط بیانیوں سے لالہ دیانند کی کذب بیانی اظہر من الشمس ہوگئی ہے ابھی اس کا علاج کرلیں ورنہ گیا وقت +

(المشتہر ایڈیٹر سناتن دھرم گزٹ بابت اگست سنہ ۱۹۰۴ء)

اشتہار - تفسیر انجیل متی و صداقت اسلام

ایک عجیب و غریب کتاب طیار ہو رہی ہے اس کتاب میں بفضلہ عیسائیت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خاص مدد سے لکھی گئی ہے اور اسمیں دکھایا گیا ہے کہ کسی کو عیسائی مذہب کیوں نہ قبول کرنا چاہیے۔ درخواستیں جلد آئیں۔

المشتہر ماسٹر عبدالرحمن مؤلف رسالہ ہذا

عالیجناب باوا نانک علیہ الرحمۃ کا مسلمان ہونا

واضح ہو کہ پنجاب میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو باوا صاحب کے نام سے آشنا نہ ہو۔ لیکن اب بہت کم لوگ ہیں جو اُن کے مذہب کی حقیقت سے واقف ہیں سو عرض ہے کہ حضرت باوا صاحب اگرچہ ہندوؤں میں پیدا ہوئے تھے مگر بعد میں وہ اسلام میں اسقدر کھینچے گئے تھے کہ انھوں نے اپنے خویش و اقربا ترک کرکے دین اسلام میں وہ مراتب اور سلوک کے طریق طے کیے کہ وہ اب اولیاء اللہ اور خدا کے نہایت پاکیزہ بندوں میں شمار ہوتے ہیں چنانچہ ہزارہا لوگ انکی نشستگاہوں میں اور عبادتگاہوں پر دور دور سے پہنچکر خیر و برکت حاصل کرتے ہیں

حضرت **باوا صاحب** چونکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان تھے اسلیے انھوں نے مکہ معظمہ کا حج (۱) کیا تھا جیسے صلحاء و اکابر اسلام کا طریق ہے بعد ازاں آپ حضرت پیر دستگیر قطب ربانی و غوث صمدانی **سید عبد القادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقعہ بغداد شریف پر جا کر خیر و برکت سے مستفیض ہوئے اسکے بعد آپ **بخارا** (۳) میں بھی (۲) چنانچہ وہاں کے لاکھوں لوگ باوا صاحب کو ولی اللہ اور پکا مسلمان یقین کرتے ہیں اور ایک شخص جو بارہ سال وہاں مقیم رہا اُس نے بیان کیا کہ باوا صاحب اُس ملک میں باوا نانو ہندی (۴) کے نام سے مشہور ہیں اور مسلمان انکو ولی اللہ یقین کرتے ہیں اور **کابل** کے نواح میں بھی آکر کچھ عرصہ مقیم رہے چنانچہ ان دونوں مقامات یعنی خواجہ سرائے اور قلعہ بند کے لوگ باوا صاحب کو مسلمان جانتے ہیں پس ہزاروں پٹھانوں کی گواہی سے انکار بیہودگی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ وہ لوگ ہر ایک ہندو اور کافر کو کسی صورت میں مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ گو جان جائے (۵) علاوہ ازیں اُن کا مسلمان ہونا اس امر سے بھی بداہت ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اہل اسلام کے فقرا اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر جا کر چلہ (۶) کشی کرتے تھے تاکہ اُن بزرگوں کی قبروں پر جہاں برکات اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اُن سے بھی وہ مستفیض ہوں۔ پس اسی اسلامی غرض اور رسم اور نیت سے آپ **خواجہ عبد الشکور** (۷) صاحب جن کا مزار شریف سرسہ میں ہے وہاں باوا صاحب نے چلہ کشی کی اور وہ مکان جہاں انھوں نے چلہ کیا (۸) اب تک موجود ہے *

* **نوٹ** مجھے خوب یاد ہے کہ میں سنہ ۱۲۰۲ھ میں سرسہ خواجہ صاحب کے مزار پر گیا تو ایک سکھ سردار صاحب بھی وہاں آئے انھوں نے ایک روپیہ خواجہ صاحب کے مزار (۹) پر چڑھایا اور پانچ روپے باوا صاحب کے چلہ پر معہ شیرینی چڑھائے

اور وہاں ہزارہا سکھ صاحبان باوا صاحب کے چلہ کے مقام مبارک سے برکات حاصل کرنیکے لیے
اب تک جاتے ہیں اور ہزاروں روپے کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور روضۂ مبارک جس کے
عین متصل چلہ واقع ہے اُس کے مسلمان مجاوروں کو وہ روپیہ دیا جاتا ہے جو اس روضہ
اور چلہ کے مہتمم ہیں۔ اسیطرح باوا صاحب(۱۱) نے ملتان میں حضرت محبوب سبحانی
کے روضہ مبارک پر چلہ کشی کی اور وہاں ایک تنگ مکان یا حجرہ ہے جسمیں اُنھوں نے اپنا
پنجہ اور لفظ **یا اللہ**(۱۲) خود نقش بر سنگ کیا ہے اور اُس مکان کا رخ اور نیز ہر ایک مکان
کا رخ قبلہ کیطرف ہے یہ کسی مندر یا دھرم سالہ یا پاٹ شالہ(۱۳) کے پاس ہرگز نہیں بلکہ خانقاہ کے
اندر اور مسجد کے نزدیک تر واقع ہیں تاکہ مسجد(۱۴) میں نماز باجماعت ادا کر سکیں ان سب باتوں سے
ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مذہب اسلام میں کھوئے گئے تھے اور محبت اسلام ان کے دلمیں گھر کر گئی
تھی اور سینہ نور ایمان سے بھر گیا تھا علاوہ ازیں ترکستان روم شام اور بلاد عرب میں دور
و دراز سفر طے کر کے اُن ممالک کے اولیاء اللہ کے ہاں بغرض استفادہ پہنچے جنکے بیان کی
تفصیل کے لیے اسجگہ ہرگز گنجایش نہیں کیونکہ اتنا تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ وہ نعوذ باللہ
دیوانہ وار یوں ہی آوارہ گردی نہیں کرتے تھے۔ ان بیشمار دلائل اور ان لاکھوں سکھوں
کے اقرار سے جو ان بیسیوں(۱۵) مقامات پر زیارت اور متھا ٹیکنے کے لیے آتے ہیں اور نیز وہاں
کے صدہا لوگ پشت بہ پشت رہنے والے باشندوں(۱۶) کی متفق علیہ شہادت کے یہ بات پایہ
ثبوت کو پہنچگئی ہے کہ وہ درحقیقت مسلمان تھے اور ہندو یا ویدک دھرم سے بکلی دور اور متنفر
تھے۔ مگر باوا صاحب نے ان دلائل اور یادگاروں پر ہی بس نہیں کیا بلکہ وہ ایک اور زبردست
نشانی چھوڑ گئے جس سے کسی متعصب اور سیاہ کار بد باطن کے سوا اور کوئی انکار نہیں
کر سکتا۔ غالباً ان کو کشف اور الہام الٰہی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اُن کی قوم اسلام سے دور تر
جا پڑے گی اور جہالت اور تعصب کے گڑھے میں گرفتار ہو جاویگی اس لیے انکی آنکھیں کھولنے
کے لیے اُنھوں نے صرف دو چار جگہیں اور لاکھوں آدمی نسلاً بعد نسلٍ گواہ ہی نہیں چھوڑے
بلکہ وہ ان سب سے بڑھ کر ایک اور زبردست نشان اپنے مذہب کا چھوڑ گئے جس سے کوئی کافر
بجز بد دیانتی اور بے ایمانی کے انکار نہیں کر سکتا اور وہ یادگار یہ ہے کہ ضلع امرتسر میں چند کوس پر
ایک مقام **ڈیرہ بابا نانک** کے نام سے مشہور ہے جہاں باوا صاحب موصوف کی

سمادھ موجود ہے وہاں باوا نانک صاحب کا ایک چولہ رکھا ہوا ہے جسپر قیمتی صد ہا رومال بڑے بڑے سکھ سرداروں اور راجاؤں نے چڑھائے تھے اور اس چولہ * صاحب کو اس قدر

حاشیہ جو کچھ باوا صاحب رح چولہ صاحب پر تحریر فرما گئے ہیں اسکی تصدیق مندرجہ بالا دلائل ہی سے نہیں ہوتی بلکہ بے تعصب اور اہل انصاف فاضلوں نے جن کی اسلام سے ذرہ ہمدردی اور تعلق نہیں اُنھوں نے بھی یہی بے لوث شہادت دی ہے کہ باوا صاحب موصوف نیک مسلمان تھے چنانچہ اُن فاضلوں کی تحریروں میں سے ہیوز ڈکشنری سب سے بڑھ کر معتبر اور قابل وثوق گواہی ہے جو ایک عیسائی فاضل کے مُنہ سے نکلی ہے نعم الفضل ما شہدت بہ الاعداء ۔ منہ

متبرک یقین کرتے تھے کہ خوفناک مصائب اور جنگوں کے وقت سکھ سردار اور دیگر راجگان چولہ کو

حاشیہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نظارہ ہے کہ جسطرح کی قوم ہوتی ہے ویسی ہی اسکی سرشت کے مطابق تبلیغ حق کے سامان باری تعالیٰ خود مہیا کر دیتا ہے چنانچہ سکھوں کی ایک ایسی قوم ہے جو علم و ہنر سے چنداں بہرہ ور نہیں اور ان کے عوام کا لانعام کا یہ حال ہے کہ اُنپر اتمام حجت بظاہر محال نظر آتی ہے لیکن چولہ صاحب کے وجود نے ہر خاص و عام کو اس امر ضروری سے باسانی پوری پوری خبر دیدی اور ان لوگوں سے منقولی اور معقولی بحث امکان سے خارج تھی ایسے ایشور کی کرپا سے انھیں آسان طریق سے اسلام کا راہ دکھا دیا گیا ہے مگر آریہ صاحبان انھیں اس نعمت عظمیٰ سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور چپکے چپکے بعض نادانوں کو آریہ بناتے جاتے ہیں اور نیوگ وغیرہ کے طمع یا طمعہ سے بہتوں کو پھسلایا ہے لیکن غیر متمند سکھ سردار آریوں کے سردار سوامی دیانند کی تعلیم اور قول پر اعتبار نہیں کر سکتے جنھوں نے باوا صاحب کو مکار ریاکار دھوکے باز شیخی بگھارنے والا بددین لکھا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲ ۔ ۴۷۴ باب ۱۱) ۔ منہ

اشتہار۔ تفسیر انجیل متی یا رسالہ اخبار الاسلام حصہ چہارم طیار ہو رہا ہے

سر پر باندھ کر برکت اور امان ڈھونڈتے تھے چنانچہ اُن کی مرادیں چولہ صاحب کی برکت سے پوری ہوتی تھیں اور اب تک وہ چولہ صاحب سکھوں کے لیے فیوض اور برکات الٰہیہ کا موجب ہے جسکی وجہ سے صدہا سال سے ہماری قدیمی بزرگ چولہ صاحب کو متھا ٹیکتے ہیں اور نسلاً بعد نسل سکھوں کی حفاظت و امانت میں چلا آتا ہے اور لاکھوں روپیہ جو سکھ صاحبان سال بسال وہاں چڑھاتے ہیں انہی سکھ محافظوں اور سادھوؤں کا حق ہے جو پشت بہ پشت چولہ صاحب کے نگراں اور محافظ ہیں وہ لوگ بلکہ لاکھوں اور باشندے اور زیارت کرنیوالے سکھ اس امر کے زندہ گواہ موجود ہیں کہ یہ چولہ صاحب جو آجتک ڈیرہ باوا نانک میں موجود ہے۔ باوا صاحب بطور وصیت کے چھوڑ گئے تھے تاکہ آنے والی نسلیں چولہ مذکور سے فیض اور برکت حاصل کرتی رہیں اور جو کچھ اسپر لکھا ہے وہ باوا صاحب کی آخری وصیت ہے اُسپر عملدرآمد کریں اور اُس راہ حق سے جسپر باوا صاحب نے قدم مارا ہے اس سے برگشتہ اور گمراہ نہ ہو جاویں یہ چولہ ✻ پہلے پہل باوا صاحب کی وفات پر انگد صاحب کو ملا جو اول جانشین قرار پائے اور گدی پر بیٹھتے وقت سر پر باندھا تب سے بڑی عزت اور تعظیم کے ساتھ آجتک چلا آتا ہے۔ اس ہمارے زمانہ میں بعض بدبختوں نے شرارت سے اس چولہ صاحب کو تلف کرنیکی کوشش کی تھی وہ ناکام و نامراد ہو کر خود ہی تلف ہو گئے۔ مگر چونکہ اب چولہ صاحب بار بار شائع ہو چکا ہے اس لیے اب کسی کے تلف کرنے کی علت غائی یعنی اخفاء حق وقوع میں نہیں آسکتا۔ میں سکھ قوم سے تعلق رکھتا ہوں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اظہار حق کے لیے چولہ صاحب بعینہٖ ہدیہ ناظرین کروں تاکہ یہ یادگار دنیا سے مفقود اور کافور اور گم نہ ہو جاوے۔ دیکھو صفحہ ۱۱۳-

---

✻ حاشیہ: بعض گمراہ اور بداندیش آریوں نے یہ عمداً جھوٹ اڑا دیا تھا کہ چولہ صاحب میں سنسکرت لکھی ہوئی ہے۔ سو واضح ہو کہ یہ بالکل غلط اور سیاہ جھوٹ ہے جو نجاست خوروں کے مُنہ سے نکلا تھا اور وہ آپ ہی چولہ کو بچشم خود دیکھکر جھوٹ کی نجاست کھا گئے۔

اصل میں باوا صاحب وید کے مخالف تھے جیسے کہ اُن کے شعر سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے

وید پڑھنت برہما مر چاروں وید کہانی ✦ سادھو کی مہما وید نجانی

ادھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے

چولہ باوا نانک صاحب

یہی پاک چولہ جہانگیر ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دیکھو پنچ ہی کس کس صفت وصف سے دکھلایا گیا

وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن کا ڈر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
بجز اللہ کے کوئی پرستش کے لائق نہیں اور محمد اسکا پیغمبر ہے *

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

ان الدین عند اللہ الاسلام ولو کرہ الکفرون
لا یمسہ الا المطہرون
اسلام ہی ہے اگرچہ کافر اس کو برا سمجھیں۔ قرآن پاک کو نہیں چھوتے مگر پاک ہیں *

یا اللہ

الحمد للہ رب العلمین
الرحمن الرحیم ملک
یوم الدین ایاک نعبد
وایاک نستعین اھدنا
الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیہم
غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین۔ آمین

یا حی یا قیوم یا قدوس
یا وارث یا ولی یا واحد
یا صمد یا علیم یا خبیر
یا لطیف یا طیب یا احد
یا اللہ یا واسع یا خالق
یا بدیع یا ملک یا رحمن
یا رحیم یا مھیمن
یا غفار یا ستار یا تواب
یا دائم یا قائم یا علی
یا کریم یا باری یا مصور
یا رب العلمین لا الہ
الا انت سبحنک
انی کنت من
الظلمین اللھم
احسن الخالقین

اسم جس کے یہ تمام
نام ہیں تو پاک ہے من
ظالمو نہیں ہے تھا

اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت والارض ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم

فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموت والارض

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

۳۴
۴۳۹
۴۴۳ ۸
۴۴۳ - ۴۱۴
۴۳۴ - ۴۳۹
۳۰۱ - ۲۴۵

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون
لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین
ان اللہ علی کل شیء قدیر
یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع
[illegible]

سبحان اللہ قرآن میں حمد و صفات ہیں
واہ وا کیا خوب ہے یہ حمد و صفات

نظر آئے لکھی کتنی اس پر عجب
سامنے سب کے لکھی اچھی طرح

[illegible]

اب ناظرین چولہ صاحب کو دیکھکر یقین کرلیں کہ باوا صاحب نے جو وصیت اور
رازنہانی آیندہ نسلوں کی رہنمائی کے لیے چھوڑا ہے اسمیں صاف طور سے لکھا ہے کہ ان الدین
الدین عند اللہ الاسلام۔ ولو کرہ الکفرون۔ لا یمسہ
الا المطہرون یعنی سچا دھرم جو خدا کے قرب اور وصال کا ذریعہ ہے وہ صرف
اسلام ہے اگرچہ کافر اس امر کو نفرت سے کبیدہ خاطر ہوکر دیکھیں گے۔ قرآن پاک کتاب
ہے اسکے مطالب اور معانی حقہ تک صرف اُن لوگونکو رسائی ہے جو پاک دل ہیں۔ اس بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب کو الہاما یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی کہ تیرے ایمان اور
دین اسلام کے اظہار سے ہزاروں تاریکی کے فرزند تعصب اور گمراہی کی آگ میں اندر ہی اندر
جل جاوینگے بعد ازاں سورہ فاتحہ۔ آیۃ الکرسی۔ (۲۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
سورۂ اخلاص اور دیگر اسلامی احکام مندرج ہیں جو اسلام کی روح و روان ہیں اور مسلمان
کے لیے اُن کی تعمیل از بس ضروری ہے +

نتیجہ۔ مذکورہ بالا بیان سے اور نقشہ چولہ صاحب سے ہر ایک دانشمند اور فرمانبردار اور سکھ
بھائی کے دل میں یہ بات خود بخود آتی ہے کہ وہ شخص جسکو ہم اپنے مذہب کا بانی مبانی یقین کرتے
ہیں اس نے ساری عمر بزرگان دین اسلام کی صحبت اور استفادہ خیر و برکت اور دور دراز بلاد
اسلام میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے صرف کی اور اپنے مسلمان ہونے پر نہ صرف لاکھوں بخارا
کے باشندوں کو گواہ ناطق چھوڑ گئے اور نہ صرف سرمہ ملتان کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں
کے پاس ہمیشہ رہنے والی یادگار ہی چھوڑ گئے بلکہ انھوں نے مکہ معظمہ (۲۲) کا حج کرکے اور بخارا میں

یعنی برھما بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مرگیا مگر حیات جاودانی حاصل نہ کی۔ چاروں ویدوں میں
صرف کہانی اور زیادہ گوئی ہے جنمیں کچھہ دیا نہیں اور وہ است اور مہا پرمیشور کی
جو عارف بیان کیا کرتے ہیں اور وہ خوبیاں ایشور کی جو سچوں اور برگزیدوں کو معلوم ہوتی
ہیں ویدوں کو انکی کچھہ بھی خبر نہیں۔ نہ سنسکرت کا چولہ پر نہ لکھنا اور قرآنی آیات بینات
اور نماز وغیرہ (۲۳) اسلامی احکام کا لکھنا ایک اور زبردست ثبوت ان کے مسلمان ہونے پر ہے
اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو اپنا سر کھائے۔ دُنیا روزے چند۔ عاقبت کار با خداوند + فقط

(ہماری پستک صفحہ ۱۱۲)

میں لاکھوں مسلمانوں میں نماز روزہ ادا کرکے اور متقی پرہیزگار مسلمان بنکر دکھا دینا پر یہ امر بہت صاف
تمام ثابت کر دیا کہ درحقیقت وہ دین اسلام پر فدا تھے اور اسی کیخاطر انھوں نے اپنے دینی فوائد
اور مال و متاع کو خیرباد کہا یہ کہنا بیہودگی اور جاہلانہ حرکت ہے کہ انھوں نے بخارہ کے
لاکھوں مسلمانوں کو لاکھوں روپیہ کی رشوت دیکر یا اپنے تئیں در پردہ منافق بے ایمان بناکر
انھیں مسلمان بننے سے دھوکا اور فریب دیا تھا بلکہ علاقہ قلعہ بندا افغانستان میں حیات خان (۲۲)
نامی کی لڑکی سے انھوں نے شادی بھی کی تھی اب ان تمام زبردست ثبوتوں اور لاریب شہادتوں
کے بعد بھی اگر آریہ مسافر میگزین کے کسی نامہ نگار سیاہ کار کو باوا صاحب کے مسلمان ہونے میں
شک ہے تو ایک اور ثبوت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جو دوسرے ثبوتوں سے کسی پہلو میں کم نہیں ہے
اور وہ یہ ہے کہ چند سال کا عرصہ ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے ایک
کتاب موسوم بہ ست بچن تالیف کی ہے جسمیں باوا نانک صاحب کے مسلمان ہونے کی پوری
کیفیت درج ہے اس کتاب کی اشاعت سے بعض بدبخت اور گمراہ سکھوں کو باوا صاحب کا مسلمان
ہونا گراں گذرا اور بموجب مصرعہ تنگ آمد بجنگ آمد ہادی اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
مرزا صاحب کو نہایت گندے اور ناپاک توہین آمیز الفاظ سے اپنے خبث باطن کا زہر اگلا
چونکہ سکھ قوم علم سے اتنا حصہ نہیں رکھتی کہ علمی اور عقلی طور سے وہ آمادہ پرخاش ہو سکے اسلیے
مرزا صاحب نے سردار راجندر سنگھ صاحب کو جنھوں نے باوا صاحب کے مسلمان ہونے میں انکار
کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کذاب وغیرہ الفاظ سے یاد کیا تھا اس امر کی دعوت کی تھی
کہ اگر وہ اپنے بیان اور عقیدہ میں برحق ہیں تو یہ الفاظ حلف اٹھاویں کہ میں (راجندر سنگھ)
علفیہ طور سے کہتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول نہ تھے اور نہ
باوا صاحب مسلمان تھے اگر اس بیان میں میں (یعنی راجندر سنگھ) کاذب اور جھوٹا ہوں تو اے
قادر کرتار مجھے اس جھوٹ کی یہ سزا دے کہ ایک سال کے اندر مورد غضب الٰہی ہو کر تباہ اور خستہ حال
ہو کر ہلاک ہو جاؤں تاکہ ایک نافرمان کی ہلاکت سے باقیوں کے لیے عبرت اور سچ کی تصدیق
برملا طور سے ہو جاوے۔ پھر مرزا صاحب نے لکھا کہ اگر اسطرح کوئی قسم کھاویگا تو وہ اپنی یاد اس
کو پہنچے گا خدا کی قدرت دیکھو کہ راجندر سنگھ اور ہر ایک آریہ اور سکھ مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ
۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء سے ترساں اور لرزاں ہو کر جھوٹوں کیطرح دم بخود ہو رہے ہیں مگر انھیں عذر

بھی ہے اصل میں حق بھی یہی ہے کیونکہ جس صورت میں مولوی غلام دستگیر قصوری - مولوی اسمٰعیل علیگڈھی - لالہ لیکھرام جی وغیرہ تو اشخاص مامور مذکورہ بالا طریق سے مباہلہ کرکے مرکر اپنے کذب اور غلط راہ کو عیاں کر گئے - اسی طرح سکھوں نے ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء کے اشتہار سے لاجواب اور جھوٹھ کے وبال سے ڈر کر خود بخود مان لیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ نبی تھے اور باوا صاحب آپکے سچے خادم اور برگزیدہ اور پرہیزگار حاجی مسلمان تھے چونکہ سکھوں میں اکثر لوگ جاہل اور کم علم ہیں اس لیے انپر اتمام حجت کرنیکے لیے یہی طریقہ کافی ہے جس سے انھوں نے خود بخود اپنے تئیں اسبات کا اقراری قرار دیا کہ درحقیقت باوا صاحب مسلمان ہیں جیسے کہ انکی سمادھ واقعہ ڈیرہ نانک میں چولہ صاحب کی وصیت ظاہر کر رہی ہے جسکو وہ اور انکے آباء اجداد چار سو سال سے متھا ٹیکتے ہیں اب ممکن نہیں کہ کسی سیاہ کار کی بہتان اور افترا سے باوا صاحب کو ہندو وغیرہ کہہ سکیں اور بغیر نماز روزہ حج و زکوٰۃ قابل نجات ٹھہر سکیں +

اتنے ثبوتوں کے بعد بھی اگر کسی کے دل میں شک اور کفر جاگزین ہے تو اسکو چاہیے کہ کروڑوں باشندوں کو مار کر اور بیسیوں عبادتخانوں کو مسمار کرکے اور چولہ صاحب کو چرا کر اور باوا صاحب کا خون جگر بہا کر اور انکی مجلسوں اور کوششوں کے نتائج اور یادگاریں تلف کر دے اور ملک بملک اور دربدر گشت کر کے لوگوں کے دلوں میں کفر اور بدبودار ناپاک جھوٹھ بٹھا دے - مگر جب یہ نہو سکے تو خود بھلامانس اور حلال زادہ بنکر باوا صاحبکی یادگاروں اور وصیتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھکر اسلام قبول کرے - اب بھی اگر میرے ہموطن اور بھائی بند حضرت باوا نانک صاحب کے طریق اسلام کو قبول نہ کریں تو بیشک یہ بات ظاہر ہو جاویگی کہ وہ سکھ نہیں بلکہ پاپی اور باوا صاحب کے دشمن ہیں - الحمد للہ کہ ہم اصلی سکھ ہیں کیونکہ مشرف باسلام ہو کر باوا صاحب کے سچے چیلے ہو گئے ہیں - پرماتما اوروں کو بھی توفیق دیوے

یہ بھی یاد رہے کہ دیانندجی جو کہ آریوں کے امام ہیں انھوں نے باوا صاحب کو مکار دھوکاباز درپردہ منافق اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں مل جل بیٹھنے والا - رکابی مذہب والا - ریاکار - شہرت کو چاہنے والا اور خواہ مخواہ سنسکرت داں ہونے کا دعویٰ کرنے والا جاہل مطلق لکھا تھا - دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ صفحہ ۴۷۲-۴۷۴ - پس اب ہم سکھ داروں

اور اپنے بھائی بندوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ جو شخص دسوامی دیانند ایسے مہاتما بزرگ کی نسبت ایسے ناپاک اور غلیظ ناگفتہ یہ کلمات لکھے وہ ایسا شخص نہیں کہ اُس کی بات کو مان لیا جاوے پس ایسے پنڈت اور آریوں سے پرہیز کرنا چاہیے جنھوں نے باوا صاحب کو ایسا گمراہ اور ناپاک بدباطن کنجوس مکھی چوس تجویز کیا ہے۔ ہم ایسے لوگوں اور پنڈتوں سے بہت بیزار اور ناراض ہیں جو ایسے مہاتما بھگت اور بزرگ کی شان میں ایسے خبیث الفاظ بولتے ہیں۔ افسوس ہے اُن سکھوں پر جو حضرت باوا صاحب کو ترک کرکے دیانند کے پیچھے لگ گئے ہیں اور ان کے واہیات خلاف عقل و قانون قدرت دربارہ چار سو سال عمر پانے اور نیوگ وغیرہ کے طمع میں آکر آریہ بن گئے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ کچھ دن بعد انھیں دیانند جی کے حکم کے بموجب کیس ڈاڑھی اور مونچھیں وغیرہ منڈانی پڑینگی (ستیارتھ صفحہ ۳۴۸) اور روزانہ سندھیا اور آگ جلا کر اس میں کئی ایک قیمتی اشیا مثلاً کستوری۔ کیسر۔ روغن زرد وغیرہ وغیرہ پندرہ اشیا دو وقت خرچ کرکے فی کس کم از کم ۳ روپے ماہوار خرچ کرنا پڑے گا ورنہ شودر محسوب ہونا پڑے گا جس کا رسالہ ہذا میں ذکر ہے (یعنی رسالہ اختبار الاسلام میں)

اشتہار

اسمیں کچھ شک نہیں کہ مخالفین کے بارہ میں ہمنے بہت کچھ لکھا ہے اور جو کچھ اُنکی تعلیم اور اصول مذہبی ہمارے ضمیر قلب سے اتفاق نہیں رکھتی ہیں انھیں ہمنے ناقابل عمل تحریر کیا ہے اور اپنی سمجھ اور علم کے موافق ابطال باطل اور احقاق حق میں کماحقہ کوشش کی ہے جس کا باعث معزز بلند منزلت بزرگ احباب کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی ہوئی ہے مگر ہمیں بعض وجوہات نے مجبور کیا ہے کہ اپنے مشن اور سلسلہ کو مختصراً ہدیہ ناظرین کردیں سو اس غرض کے ایفا کرنیکیلیے ہم ایک ناور اشتہار اندراج رسالہ کرتے ہیں جس کا عربی میں ترجمہ ہوکر بلاد مصر و عرب اور مکہ مدینہ میں حج کے دن لاکھوں انسانوں میں شائع ہوکر باعث ثواب و ہدایت ہوگا اور اُمید کرتے ہیں کہ کوئی صاحب اسے اردو۔ گجراتی۔ چینی۔ جاپانی۔ اور برہمی اور ملائی زبانوں

میں ترجمہ کرکے ثواب عظیم سے بہرہ ور ہوئے گا۔ یہ سلسلہ بہرصورت پھیلے گا مگر ہمیں اس کی اشاعت کرکے ثواب لینے کا بہانہ مل جاتا ہے۔ کچھ سالوں کے بعد اس مشن کے واعظ اور خادم بہت ہوں گے مگر خدا کے ہاں ان کی وہ قدر اور عزت نہ ہوگی جو اس وقت کے جفاکش حامیان دین متین کی ہوگی۔

اور وہ اشتہار جس کا وعدہ کیا گیا ہے مفصلہ ذیل ہے ؛

امام مہدی

بخدمت علماء فارس و مصر و بلاد اسلامیہ خصوصاً عالیجناب محمد عبدہٗ مفتی دیار مصریہ۔ مفتی کشمیر شریف مکہ۔ محمد رشید رضا منشی دمصر محمد کامل صاحب بحیری صاحب الامتیاز طرابلس۔ شیخ الاسلام قسطنطنیہ ملا یامی سجادہ نشین میرا شریف و حافظ موسیٰ صاحب تونسوی۔ سجادہ نشین گڑھی۔ سجادہ نشینان حضرت محبوب سبحانی بغداد شریف و اجمیر شریف وغیرھم بالقابہم۔

خداوند عالم کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ دنیا فسق و فجور اور ہر ایک قسم کے ناپاک گناہوں سے بھر گئی ہے اور حقیقی تقویٰ اور خداترسی لوگوں کے دلوں سے مفقود ہوگئی ہے اور خدا کی وہ تعظیم اور تکریم جو طبعاً اُس کے نیک بندوں کے دلوں پر مستولی ہونی چاہئے وہ دوسرے کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور ابنائے جنس کے حقوق کی پروا نہیں کی جاتی تو ایسی روحانی خشک سالی کے وقت اللہ پاک ایسے شخص کو مبعوث فرماتا ہے کہ علم لدنی سے معمور اور فیوض الٰہیہ اور برکات متواترہ اور تائیدات متکاثرہ سے بہرہ ور ہو اور تاثیرات علمی و عملی اخلاقی و تقدسی۔ ایمانی و عرفانی اور افاضۂ خیر سے دنیا کو گناہ کی نجاست سے نکال نجات دے اور رسمی مذاہب اور رسمی سے نکالکر حقیقی روحانی اور عرفانی کوزہ پلاوے ؛

اما بعد گذارش ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے اکثر علماء کی حالت ایسی ناپاک اور ناگفتہ بہ

ہوگئی ہے کہ اُس کا بیان کرنا گویا اسلام کو مخالفین کے سامنے ذلیل کرنا ہے بس جب علماء کی یہ حالت ہے تو عوام کالانعام کا کیا ذکر عاقل را اشارہ بس است ۔ الالہیں اس قدر بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ شیطان مردود نے صرف اُمی یعنی ان پڑھ مسلمانوں پر حملہ نہیں کیا ہے بلکہ اہل اسلام کے خاص گروہ کے ایمانی خزانہ کو بھی لوٹ لیا ہے اور لاکھوں کو اس خراب آباد ہندوستان میں مرتد کرکے ہلاک کردیا ہے چنانچہ بعض بدبختوں کو اسنے یہ تعلیم دی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے میں ہی نجات ہے اور زمانہ جاہلیت کی بدبودار رسم متعہ بازی سے ہی تطہیر قلبی وابستہ ہے اور بعضوں کو یہ تلقین کی ہے کہ حضرت عیسیٰ دو ہزار برس سے بجسدہ العنصری اپنے ہمجنس یعنی نوع انسان سے منفرد اور واحد لاشریک قرار پاکر آسمان پر خداوند عالم کے دربار میں فروکش ہیں اور جبتک وہ دنیا میں بھی رہے تھے اُسوقت بھی اپنی تفرید اور الوہیت کے ثبوت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رکھا تھا چنانچہ ان گمراہ لوگوں کے قول کے موافق حضرت عیسیٰ (نعوذ باللہ) خالق عالم الغیب اور محیی اموات تھے اور اب بھی حسب آیت ✝ اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ آسمان پر صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ بہ فی اللہ دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اپنی والدہ✱ ماجدہ حضرت مریم کی خدمت کرتے ہیں برین عقل و دانش بباید گریست اور بعضوں کو شیطان نے یہ پٹی پڑھائی ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے بجسدہ العنصری نازل ہونگے اور حضرت امام مہدی سے ملکر بزور شمشیر اسلام پھیلائینگے اور زمین کو ہولناک خونریزی سے سرخ کرینگے اور آیت لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین میں جبر و اکراہ (زبردستی) ہرگز جائز نہیں) اُسکو پس انداز کردینگے گویا اس آیت کو عملاً منسوخ کرکے قرآن کریم کی اصلاح کرینگے (نعوذ باللہ) یا یوں کہو کہ قرآن کریم کی نصوص صریح کے مخالف ہوکر جبر و اکراہ سے دین پھیلانا جائز قرار دینگے اور بعض جاہلوں کو سکھا دیا کہ دجال✝ اور اُس کا گدھا دونوں اپنی اپنی ذات میں واحد لاشریک ہیں یعنی آیت لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کی صفات الٰہیہ کو اپنے اوپر عاید کرینگے گویا نعوذ باللہ بوجہ والد و والدہ ہونیکے خود خدا ہوگئے اور دجال مومنوں کو مار کر پھر جلائے گا اور خدا کی صفت احیا و امانت کو اپنے اوپر عائد حال کرے گا علاوہ ازیں

✱ حضرت مریم فوت ہوگئی ہیں مگر نادان اس آیت سے مجبوراً استنباط کرکے اسکو زندہ مانتے ہیں کیونکہ اگر انکی موت کے ماننے میں آیت کا غلط اور بیمعنی ہونا لازم آتا ہے ۔ منہ ✝ جبتک میں (عیسے) زندہ رہوں گا صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا پابند رہوں گا اور اپنی والدہ سے نیک سلوک کرتا رہونگا ۔ اب ہر ایک دانشمند غور کرے کہ آسمان پر زکوٰۃ کسکو دیتے ہونگے اور والدہ ماجدہ کی خدمت جو مدتہائے دراز سے زمین پر فوت ہوگئی کسطرح کرتے ہونگے ۔ منہ ✝ اہل انصاف مسلمانوں پر واضح ہو کہ انحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ فتنہ دجال کیوقت سورہ کہف کے اول اور آخری رکوع کا مطالعہ بکثرت تدبر اور غور و فکر سے کیا جاوے کیونکہ ان دونوں رکوعوں میں فتنہ دجال کا علاج رکھا ہے اور ایسا کرنیوالے فتنہ دجال سے محفوظ رہینگے لیکن ہر دو اول رکوع سے ظاہر ہے کہ آیت قالوا اتخذ اللہ ولدا (عیسائی پادریان) دجال ہیں اور لغت عرب میں لکھا ہے کہ الدجال فرقة عظيمة تحمل المتاع للتجارة یعنی دجال ایک فرقہ عظیم ہے جو بڑے

بہتوں کو یہ تعلیم دی کہ پیر پرستی قبر پرستی اور شیئاً للہ پر ہی ثواب دارین اور نجات اُخروی منحصر ہے۔ قصہ کوتاہ ایسی مردہ بدعتوں اور بُرے ممنوعوں اور فسق وفجور نے اسلام کے منور چہرہ کو بدنما کر دیا ہے پس ان تمام گمراہیوں کی ہدایت اور ظلمتوں کے منتفی کرنے کیلیے اللہ پاک نے اپنے سچے وعدہ کے موافق (وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم) اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق (ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ کل راس مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ اس مبارک زمانہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور ✝مہدی معہود تعین کرکے مبعوث فرمایا ہے لہٰذا آپ نے مذکورۃ الصدر بدعتوں اور گمراہیوں سے نکھو کھہا بنی نوع انسان کو نجات کلی عطا کی ہے اور اپنے تئیں مخاطبہ الٰہیہ اور مکالمہ ربانیہ سے مشرف پاکر حضرت عیسیٰؑ کا بروز کامل قرار دیا ہے اور نیز فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب آیت انی متوفیک ورافعک الی اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم بقضاء الٰہی فوت ہوکر مردوں میں شامل ہو گئے ہیں چنانچہ اُن کا مقبرہ سرینگر واقعہ کشمیر میں موجود ہے اور زندہ آسمان پر بجسدہ العنصری اُٹھائے جانے کی کہانی بالکل بے بنیاد اور صریح غلط ہے اور آیت کریمہ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و رسل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوتے تھے وہ سب کے سب اس دار فانی سے انقطاع پذیر ہوکر راہیء عالم بقا ہو گئے ہیں یعنی فوت ہو گئے ہیں اور اس امر سے انکار کرنا گویا اپنے تئیں قرآن اور اسکی تعلیم سے مرتد ظاہر کرنا ہے اور حدیث متفق علیہ مستدرک۔ طبرانی۔ مواہب اور حجج الکرامہ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جبریل یعارضنی القرآن مرتین ... واخبرنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ ولا ارانی الا ذاھبا علیٰ راس ستین یعنی حضرت عیسیٰ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے پس یہ حدیث بالکل صحیح اور درست ہے اور نیز وفات موسیٰ و عیسیٰ حسب فرمودہ سید عالم

✝ لا مھدی الا عیسیٰ سے یہ مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ مہدویت اور مسیحیت کے ہر دو خلعت کا متحمل ہوگا۔ چونکہ وہ اسلام کے اندرونی اختلاف کو فرو کرکے اصلاح کریگا اسلیے اسکو مہدی کہا گیا اور چونکہ وہ کاسر صلیب ہوگا اس لیے اُسکو بوجہ اصلاح وہدایت اہل فرنگستان مسیح بالیسے کہا گیا۔ منہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۹ - بڑے مال واسباب تجارت کے لیے لائے گا۔ اس سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دجال سے مراد بڑی بھاری تاجرانہ کمپنی اور پادریوں کے مشن اور کمر عظیم ہے اور یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ انگلستان کی تجارت روئے زمین پر فائق ترین ہے اور لکھا ہے کہ خر دجال چالیس روز میں دنیا بھر میں دورہ کرے گا۔ اب ہر کس وناکس جانتا ہے کہ ریل چالیس روز کے اندر دنیا میں سیر کرسکتی ہے اور انسان امریکہ سے مشرق اور مشرق سے مغرب میں بآسانی بسرعت تمام آجا سکتا ہے۔ منہ

صلے اللہ علیہ وسلم لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی بالکل درست ہے یعنی فرمایا رسول کریم صاحب نے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انکو میری ہی اتباع اور اطاعت کرنی پڑتی گویا مر گئے ہیں اور نیز یہ شعر کہ

کجا شد عیسیٰ مریم کہ مردہ زندہ میکردی سلیماں خود کجا رفتہ کجا تخت سلیمانی

حضرت عیسیٰ و سلیمان کی موت کو پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ دیگر انبیاء بنی اسرائیل کیطرح فوت ہو گئے ہیں اور اُن کا مقبرہ سرینگر میں موجود ہے اور ۵۰۰ اہل کشمیر نے بہ ثبت دستخط صحیح اس مقبرہ کی شہادت دی ہے کہ یہ مقبرہ حضرت عیسیٰ کا ہے اور ۱۹۰۰ برس سے بنا ہوا ہے تو پھر عیسائیت کی عمارت گر پڑی اور کفارہ کا گھر برباد ہو گیا اور صدہا بنی نوع انسان مردہ پرستی اور صلیب کی غلامی سے آزاد ہو گئے لیکن اُن سادہ لوح مولویوں اور کوتاہ اندیش مسلمانوں پر افسوس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر دینی فضائل میں ترجیح دیکر عیسائیوں کو ناحق گوناگوں امداد اور کمک دیتے رہے ہیں اور خود اپنے بیانات اور اقراروں سے حضرت عیسیٰ کو عالم الغیب اور محیی اموات وغیرہ صفات الٰہیہ سے متصف مانکر خواہ نخواہ خداوند عالم کا حقیقی بیٹا قرار دیتے رہے ہیں ان بیہودہ اعتقادوں سے یہ نتیجہ بد نمودار ہوا کہ صرف بلاد ہند میں تیس لاکھ بنی نوع انسان جو پیشتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے اور سید ہونے کا فخر کرتے تھے اب عیسائیت اور ارتداد کا جامہ پہنا اسی افضل الرسل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم اور ناپاک بد بودار الفاظ سے یاد کرنے لگ گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مگر شکر کا مقام ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے چند بیانوں اور مواقع پر سعی بلیغ کر کے صدہا بدعات کا قلع قمع کیا ہے اور عیسائیت کی بیخ اُن سے بوسیدہ ہو گئی ہے چنانچہ کسی پادری کو یہ جرأت نہیں ہے کہ ادنیٰ ترین مرید امام صادق سے تاب مقابلہ و گفتگو لا سکے۔ اور بشپ صاحب لاہور ابھی دنوں میں حضرت امام مہدی سے خوفناک شکست کھا کر دم بخود رہ گئے ہیں جن کا نام نامی جی اے لفرائے G. A. Lefroy ہے اور صدہا طالبان حق جو عیسائیت سے متاثر اور بدعات میں مستغرق تھے امام موعود کی تاثیر قدسی اور کشش مقناطیسی اور جذبۂ روحانی سے متاثر ہو کر از سر نو دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور تاریکی کے فرزند اُن سے ایسے بھاگتے

کاش کوئی احمدی بھائی اس اشتہار کو پشتو میں ترجمہ کر کے سرحدی علاقوں میں شائع کرے۔

[illegible]

ہیں جیسے نور سے ظلمت اور لاحول سے خناس ۔
لیکن بلاد اسلامیہ کے دور اُفتادہ بھائیوں کی آگاہی کے لیے اس قدر بیان کرنا قرین مصلحت اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض منصبی معلوم ہوتا ہے کہ اُن بیچاروں کو جنکے آباو اجداد سالہائے دراز سے امام مہدی کے انتظار میں گذر گئے اور گذر رہے ہیں اس عظیم الشان امام صادق کی شان میں اُن علامات کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہوئی تھیں شائع کردیں جنکے ظہور پر پورا پورا اسلام کا غلبہ ہوگا اور امام صادق کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادتوں اور بیانوں سے وابستہ ہے اور جنکے انکار سے آنحضرتؐ کا کفر اور صریح انکار لازم آتا ہے پس وہ علامات اور پیشگوئیاں حسب ذیل ہیں +

(۱) اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن واقع ہو جاوے تو سمجھو کہ امام مہدی آگیا دیکھو دار قطنی جلد ۸ صفحہ ۱۸۸ چنانچہ یہ پیشگوئی ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں پوری ہوگئی +

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت امام مہدی کے زمانہ میں خوفناک طاعون پڑے گی اور اُس کے مخالفوں کو ہلاک کریگی فیدعو عیسےٰ نبی اللہ واصحابہ فیرسل اللہ علیھم النغف دیکھو مشکوٰۃ شریف باب الدجال صفحہ ۴۶۸ +

(۳) تیسرے یہ کہ ستارہ ذوالسنین (دمدار ستارہ) طلوع کرے گا جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ کے وقت طلوع ہوا تھا پس وہ معہود تارہ ۱۸۸۴ء کو طلوع ہو گیا +

(۴) چوتھے یہ کہ اُس کے زمانہ میں حج بند کیا جاوے گا چنانچہ چند بار ہزارہا حاجی کو راستہ ہی سے واپس کیے گئے ہیں اسی طرح اور بھی بہت سی علامات دربارہ ظہور مسیح موعود پوری ہو چکی ہیں اور عین غلبہ نصاریٰ کے وقت کسر صلیب کے لیے وہ مرد خدا مبعوث ہوا ہے اور قرآنی آیت انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔ سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں پس جسطرح حضرت موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰؑ کا آنا ہوا اسیطرح مشابہت کی تکمیل کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مثیل موسیٰؑ) کے بعد چودھویں صدی میں امام مہدی

یعنی مثیل عیسیٰ (مسیح موعود) کا آنا بھی از بس ضروری اور لازمی ٹھیرا۔ سو یہ بات اسطرح انجام پذیر ہوئی کہ حضرت میرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کے بروز میں جلوہ افروز ہوئے ہیں اور موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت حسب آیت کریمہ خاطر خواہ واقع ہوگئی ہے اگر ایسا نہ مانا جاوے تو آیت غلط اور نادرست متصور ہوگی اور ایسا کرنے والا مرتد ہو سکتا ہے پس جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا جلالی رنگ حضرت رسول کریمؐ سے ملتا جلتا ہے اسیطرح حضرت عیسیٰ کی جمالی رنگ والی اخلاقی تعلیم حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی جمالی تعلیم اور مخالفت فتویٰ جہاد* سے ظہور پذیر ہوئی ہے کیونکہ اس زمانہ میں حسب آیت

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم قلم کا جہاد جائز اور تلوار کا جہاد قرآنی نص صریح سے ناجائز ٹھیر گیا ہے کیونکہ اس وقت کوئی کافر مذہبی فرائض سے روکنے کے لیے مسلمانوں کو کفار مکہ کیطرح کوشاں اور جوشاں نہیں بنا بریں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنی ستر کتب عربیہ فارسیہ وغیرہ میں قلم سے تلوار کا کام لیکر منکرین و معاندین اسلام کو دلائل عقلیہ نقلیہ سے گھائل کر دیا ہے اور مخالفت نافہم مولویوں پر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے اپنے دعوی کی اتمام حجت کر دی اور ہر ایک عذر اور اعتراض کا جواب شافی دیا ہے یہانتک کہ کسی مخالف کو سر اٹھانیکی طاقت نہیں رہی۔

لیکن اب سائل پوچھ سکتا ہے کہ اگرچہ وہ تمام علامات اور پیشگوئیاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی آمد کے بارہ میں تحریر فرمائی تھیں سب حرف بحرف پوری ہو گئی ہیں لیکن یہ کسطرح مانا جاوے کہ فی الواقعہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں پس اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ان معجزات اور کرامات اور زبردست دلائل کی اس اشتہار میں ہرگز گنجائش نہیں کیونکہ اس اشتہار سے ہماری اصل غرض اور مقصود اعلیٰ صرف اتنا ہی ہے کہ دور افتادہ بیچارے بھائیوں کو جو ہمسے اور اس نعمت عظمیٰ سے ہزاروں میل دور اور لاعلمی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور باوجود اس مبارک زمانہ میں ہونے کے نہیں ہیں انھیں صرف اطلاع دینا ہے مگر پھر بھی بطور نمونہ مشتے از خروارے چند معجزات اور کرامات کا مختصراً ذکر کرتے ہیں تاکہ دور افتادہ معصوم اور مومنات غافلات مستورات اور بچوں مردوں جوانوں اور قابل احترام بوڑھوں کے دلوں میں امام مہدی کی

* امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں حسب حدیث یضع الحرب تمام دینی جنگوں کو منسوخ کرتا ہوں اور جو کہ

صداقت بطور قاعدہ کلیہ ذہن نشین ہو جاوے چنانچہ معجزہ اول (۱) یہ ہے کہ ایک مخالف و مکذب مولوی غلام دستگیر قصوری نے حضرت امام مہدی کے دعوی مسیحیت و مہدویت سے انکار اور کفر کر کے ابو جہل کیطرح یہ مباہلہ یا دعا اپنی مطبوعہ کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں یہ لکھی اور شائع کی کہ اے قادر خدا تعالی اگر یہ شخص (مرزا غلام احمد) اپنے دعوی مہدویت و مسیحیت میں برحق ہے تو مجکو جو اسکی تکذیب اور توہین کرتا ہوں ہلاک کر ڈال تاکہ عجلو ایک کہ مرنے سے لاکھوں کروڑوں عامۃ الناس کے لیے ہدایت اور صداقت کا رستہ کھلجاوے لیکن اگر وہ فی الحقیقت اپنے دعاوی میں حق پر نہیں بلکہ مفتری اور کذاب ہے تو اسکو ہلاک کرتا کہ اس کے فتنہ سے لاکھوں ناواقف لوگ بچیں یعنی فریقین (مرزا غلام احمد و غلام دستگیر) میں سے جو کوئی راستی سے دور اور تیرے علم میں ناراستی کا حامی ہے اسکو ایسے خوفناک فوق العادت عذاب شدید میں مبتلا کر کے ہلاک کر کہ لوگ اس عبرت انگیز ماجرے کو دیکھکر خود بخود حق و باطل میں کھلم کھلا فیصلہ کر لیں اور کسی مخالف اور معاند کو حق و باطل میں ذرہ گنجائش اور عذر باقی نہ رہے۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ اس مباہلہ کے بعد تین ماہ کے اندر اندر وہ مخالف مکذب مباہلہ کرنے والا مورد غضب الہی ہو کر عذاب شدید میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے بصد حسرت کوچ کر گیا اور اپنی خوفناک موت اور نتیجہ مباہلہ سے ابوجہل کی موت کی طرح امام مہدی کی صداقت دعاوی پر مہر لگا گیا اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کو ہمیشہ کے لیے ناراست اور کاذب ٹھہرا گیا اب اس آسمانی فیصلہ سے کوئی مسلمان جو قرآنی تعلیم کو ماننے والا کلمہ گو ہے اس فیصلہ سے کسیطرح انکار نہیں کر سکتا جسطرح ابوجہل کے مباہلہ اور نتیجہ سے منکر نہیں ہو سکتا۔ فقط یہی ایک معجزہ ظہور پذیر نہیں ہوا بلکہ اس ملک (ہند) میں ہزاروں ایسے معجزات ابطال باطل اور احقاق حق کے لیئے اکسیر ثابت ہوئے ہیں چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنی تصنیف کردہ کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۴۵ میں تحریر کرتے ہیں کہ میرے مقابلہ میں کسی پاؤں اور دلکو قرار نہیں کہ قبولیت دعا اور قرآنی حقائق معارف کے بیان کرنے میں میرا ہم پلہ ٹھیر سکے۔ اور سرمہ چشم آریہ۔ اربعین۔ ضمیمہ انجام آتھم میں اس امر کی تصریح اور توضیح کی ہوئی ہے۔ چنانچہ آخر الذکر کتاب میں لکھا ہے کہ اگر ہزار اشخاص بھی میرے مقابلہ میں

بد دعا اور مباہلہ کریں تو ان میں سے ایک نفس بھی صحیح و سلامت جانبر نہ ہو گا۔ یہ خدا تعالے کا میرے ساتھ وعدہ ہے جسے وہ ہمیشہ ایفا کرتا آیا ہے +

معجزہ دوم یہ ہے کہ قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے میں فصیح بلیغ عربی میں مجھے (مرزا صاحب) وہ طاقت اور فیضان الٰہی عطا ہوا ہے کہ اس اعجاز اور علم لدنی کے مقابلہ میں آج دنیا عاجز ہے حالانکہ دس ہزار روپیہ بھی انعام مقرر کر رکھا ہے

معجزہ سوم۔ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مخالف میرے مقابلہ میں قبولیت دعا میں میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو سمجھو کہ میں خدا کیطرف سے نہیں۔ علاوہ ازیں اللہ کریم جو عالم السر والخفی ہے اکثر امور غیب بطور پیشگوئی قبل از وقوع مجھ پر ظاہر فرماتا ہے اگر دنیا میں سے کوئی اس امر میں میرا مقابلہ کر سکے تو سمجھو کہ خدا کیطرف سے میں مامور و مویدو رسول نہیں ہوں اگر کوئی متنفس نشانات آسمانی اور معجزات رحمانی میں میری برابری کر سکے تو سمجھو کہ میں اس جہان کے خالق رازق کی طرف سے مبعوث نہیں ہوا ہوں اگر کوئی حقائق و نکات قرآنیہ کے فصیح بلیغ عربی میں بیان کرنے میں میری برابر ٹھہر سکے تو بیشک مجھے کاذب اور مفتری کہا جاوے۔ لیکن اگر ان بیشمار نشانوں اور معجزوں اور ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھکر جو حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بعثت میں فرمائی ہیں انکار ہی کرتا جاوے اور تحقیق حق کیطرف متوجہ نہ ہووے تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی شقی اور بے ایمان نہیں گویا رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھکر موعود شخص سے انکار کر کے تمام پیشگوئیوں پر ظالمانہ حملہ کیا ہے اور دلمیں سمجھ لیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی فرمودہ علامات در بارہ آمد مسیح بے محل اور بغیر مصداق وقوع پذیر ہو کر سید عالم پر حرف لاتی ہیں۔ پس تمام اہل عرب و عجم و مصر و شام و روم و فارس کی خدمت میں مؤدب التماس ہے کہ اس اشتہار کے مضمون پر غور و فکر کر کے حق و باطل میں فیصلہ اور امتیاز کریں۔ اور کونوا مع الصادقین کے عامل ہو کر قرآن اور اسلام کی اطاعت اور اشاعت میں مستعد اور کمربستہ ہوں ورنہ خدا کا غضب جو بیرنگ طاعون اور گوناگوں بربادی بخش حادثات ظہور پذیر ہوتا ہے کسی مخالف اور معاند کی پروا نہیں کرے گا جو کلمہ گو مسلمان امام برحق کی شناخت کر کے بیعت میں داخل نہیں ہوتا دراصل وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

دشمن اور مخالف پڑا ہوا ہے کیونکہ اس نے اس قدر نشانات اور احادیث اور آیات قرآنی کی تکذیب اور توہین کی ہے اور وقت پر نعمت غیر مترقبہ سے لاابالی کرکے اعراض کیا ہے پس اب جو کوئی اپنے بھائیوں بہنوں اور بچوں بچیوں اور معصوم و بیخبر عورتوں پر رحم کرنا چاہتا ہے اُسپر فرض ہے کہ حق کو قبول کریں کسی بدبخت کا رعب اور بیجا محبت اور دنیا طلبی دینی سد راہ نہ بناوے۔ پس اب کسی کو بروز قیامت عذر کرنے کی گنجایش نہیں رہیگی کیونکہ بالآخر ہم اُن تمام گرامی قدر صاحبان جن کے نام ابتدا میں مندرج ہیں مخاطب کرکے لکھتے ہیں کہ آپ صاحبان خصوصاً حق کے قبول کرنے میں بسرعت کام لیں اور دوسروں کے لیے سدّ راہ نہ ہجیں۔ اگر کوئی مخالف اب بھی اُن امور اور حقائق اور حق کو قبول نہیں کرتا اور نہ مقابلہ کرتا ہے تو وہ دیدہ و دانستہ میرے خیال میں دین و ایمان اور دیانت و امانت سے خارج اور دین اسلام سے باہر ہے۔

اُمید ہے کہ مخاطبین بزرگ لوگ ان کمزوریوں کو اپنی ذات پر عائد نہیں ہونے دینگے اگر عائد ہونے دینگے تو عوام کے لیے اتمام حجت اور حق کی راہ کھُل جاویگی۔

خاکسار عبدالرحمن اعقی عنہ

مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

خلاصۂ مطلب

بھائیو! جب اللہ تعالیٰ نے اس قدر آپ لوگوں پر فضل کیا ہے کہ عین وقت پر اللہ پاک نے ہمھاری نازک حالت پر جب کہ اسلام کی کشتی منجدھار میں تھی ایک مامور و مرسل معبوث فرمایا ہے تاکہ وہ تمھیں وہ ساری نعمتیں دلائے جو تم سے فیج اعوج کے دوران میں چھین گئی تھیں اور اُن برکات سے مالامال کرے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم سرشار ہوے تھے پھر آپ لوگوں کو کمر بستہ ہو کر دین حق کی امداد اور تعمیل ارشاد حضرت امام مہدی میں طیار رہنا چاہیے۔ اگر کلمہ گو مسلمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی اور نشان درباره

آمد مسیح پورا ہوتا ہوا دیکھ لے تو پھر اُسکے اقرار اور اقبال میں لیت ولعل کرے تو پھر وہ مسلمان کیسا ہوا؟ پس جب نہ صرف پانچ پیشگوئیاں مندرجہ بالا پوری ہو چکی ہیں بلکہ صدہا نشان اور کرامتیں بھی حضرت امام الزمان کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کی شاہد ہیں تو پھر نہایت قساوت قلبی اور ظالمانہ توہین حضرت صلعم کی ہوگی اگر ان کے ارشاد کی تعمیل میں کوتاہی کی جاوے جس کا وہ کلمہ گو اور عنداللہ شفاعت کا اُمیدوار ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی امام وقت کی شناخت نہیں کرتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی کے منکرین اور غیر احمدی مسلمانوں سے اگر کوئی ہندو سوال کرے کہ تم جو کہا کرتے تھے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا کہ فلاں فلاں نشان اور پیشگوئیاں وقوع میں آویں گی تو اُس وقت دین کا غلبہ امام مہدی کے ہاتھ پر ہوگا اب بتلاؤ کہ وہ علامتیں تو پوری ہو گئیں تمھارا امام مہدی کہاں؟ تمھاری ہزار ہا بارہ سو سالوں کی کتابیں غلط ہیں یا رسول کریم کی بیان کردہ علامات دربارہ مسیح غلط تھیں اور نعوذ باللہ آنحضرتؐ نے جھوٹ بولا کہ فلاں وقت میں امام مہدی آوے گا پر وہ امام نہ آیا بلکہ ایک آیا تو ایک جھوٹا امام آگیا۔ اب اسکے جواب میں غیر احمدی سوائے سکوت کے اور کیا کہہ سکتا ہے اور صرف سکوت ہی پر بس نہیں بلکہ اندر اندر شیطان اسکو بے ایمان کرکے چھوڑے گا اور دل بول اُٹھے گا کہ یا تو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یونہی جھوٹی اور غلط پیشگوئیاں کر گئے جو فی الواقعہ غلط تھیں یا حضرت امام مہدی برحق ہیں انمیں سے ایک پہلو کا ہو کر یعنی مسلمان یا بے ایمان ہو کر رہنا ہوگا۔ پس بھائیو! اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفیض اور مستفید جلد ہو کہ سو گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ اگر تم اس نعمت کی کماحقہ قدر نہیں کروگے تو اللہ کریم ایک اور قوم کو برپا کرے گا جو اسکی قدر و منزلت تم سے بدرجہا بڑھکر کریگی اور تم خدا کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب پتھریلی زمین باران رحمت کو قبول نہیں کرتی تو نرم اور زرخیز زمین اس سے بہرہ ور ہو کر اور گونا گوں پھول اور پھل پیدا کر کے مالک کی خوشنودی کا باعث ہوتی ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ باران رحمت یونہی رائیگاں جاوے اور کوئی زمین بھی اس سے مستفید نہ ہو۔ یہی حال اس باران رحمت (مسیح موعود) کا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ ۱۸۸۴ء میں جبکہ چند سال

گذرنے کو آئے کہ حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ
النَّاسِ یعنی وہ وقت قریب آگیا ہے کہ تو عام لوگوں اور دنیا کے کناروں تک پہچانا
جاوے اور دور و نزدیک سے تیری مدد ہو ویاتونک من کل فج عمیق ویاتیک
من کل فج عمیق ۔ ولا تصعر ولا تسئم من الناس یعنی لوگ دور دور سے
تیرے پاس آوینگے اور گوناں گوں تیرے سامنے تحفہ و تحائف پیش کرینگے اور اس قدر
آوینگے کہ راستے گہرے ہو جاوینگے مگر ایسا نہ ہو کہ بوجہ کثرت لوگوں کے ملول خاطر ہو جاؤ
اور انکی ملاقات سے تھک جاؤ ۔ پس بھائیو! یہ اُس گوشہ گزینی اور تنہائی کے زمانہ کی
پیشگوئیاں ہیں جس وقت آپکے نام نامی کا نام و نشان ملک میں نہ تھا مگر جس ذات سے
یہ پیشگوئیاں نکلکر آج پوری ہو رہی ہیں اُسی ہستی اور ذات سے اُسی وقت کی یہ پیش
گوئیاں بھی ہیں کہ انی متوفیک .... وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی تیرے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے اور تیرے
فرمانبردار متبعین المسیح ہونگے کہ مکذبین اُن سے لگا نہیں کھا سکیں گے اور ایسا ہوگا کہ یہ فوقیت
اور عظمت و بزرگی اور اقبال تیری ہی جماعت کے شامل حال رہیگا حتی کہ اس دنیا کی صف
لپیٹ دیجائے ۔ اور ایسا ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ۔ اب
بتلاؤ کہ جس صورت میں براہین احمدیہ کی بیسیوں پیشگوئیاں اپنے وقت پر تیر بہدف
ہو کر پوری ہوئیں پھر باقیماندہ پیشگوئیاں اپنے اپنے وقتوں پر پوری نہ ہونگی؟
ضرور ہونگی مگر بد قسمت ہے وہ جو غفلت سے یا عمداً پیچھے رہ گیا یا محروم ہو گیا اور
دیدہ و دانستہ اپنی جان اور اپنے بچوں کو ہلاک کرتا ہے اور چلتی گاڑی اور کشتی میں
سوار نہیں ہوتا جسطرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مٹھی بھر جو فی سبیل اللہ
خرچ کرنے والوں نے جناب الٰہی سے صلہ میں اسی دنیا میں کروڑوں روپے پائے تو اسکی
غلام اور بروز کے پروردہ اور طیار کردہ سچے متبعین کچھ کم ..... رہینگے ؟
پس بھائیو! اب وقت ہے کہ دین متین کی نصرت اور حمایت میں حصہ لیکر خدا
اور رسول سے تعلق اور رشتہ مضبوط کر لو ۔ اور یہ حق ہے کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ
ایک ادنی خدمت سلطانی سے آل و اولاد کے لئے جاگیریں اور جائیدادیں عطا ہو جاتی ہیں

لیکن بعد میں جب امن قائم ہو جاتا ہے اور سارا ملک مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے اُسوقت کی جاں گداز خیر خواہی اور نمک حلالی پر فتنہ وقت کی ذرہ امداد اور حمایت کے مقابلہ میں ہیچ ہوتی ہے ایک وقت آتا ہے کہ اس راہ میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنیکو لوگ طیار ہونگے مگر اسوقت کے ایک پیسہ کے برابر بھی اُسکی قدر خدا کے ہاں نہوگی آنحضرتؐ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ میرے وقت میں جو ایک مٹھی جو اخلاص سے انفاق فی سبیل اللہ میں دیتا ہے بعد میں ایسے لوگ پیدا ہو جاوینگے کہ اگر کروڑوں روپیہ اشاعت دین میں خرچ کرینگے بلکہ اگر احد کے پہاڑ کے برابر اگر سونا خرچ کرینگے تب بھی ایک مٹھی بھر جو کے برابر جناب الٰہی میں قدر نہوگی بعض لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ کاش ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ہوتے تو نصرت دین میں سینہ سپر ہو کر ہر ایک طرح کی امداد اور جان و مال کے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے اور دنیا میں آنے کی علت غائی کو سرانجام کر کے خدا اور رسول کو خوش کر کے ابدالآباد کے لیے رضاء الٰہی اور زادراہ اور راحت کے سامان مہیا کر لیتے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ دن آنیوالے ہیں اور ضرور آوینگے کہ وہ زار زار رو رو کر کہیں گے کہ کاش ہم حضرت امام مہدیؑ کے زمانہ میں ہوتے یا اُنکی خدمت امداد اور خوشنودی کا موقع بذات خود حاصل کر لیتے اور کم از کم اُن کے دیدار سے بہرہ ور ہو کر ایک طرح کے صحابہ یا کہ واقعی صحابہ ہو جاتے +

اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں دین کی روحانیت سے عام لوگ بکلی بے بہرہ ہو گئے ہیں اور چھلکے اور قشر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور نمازوں میں ذوق شوق اور دل میں طمانیت اور لذت وصال اور حقیقی ایمان اور نہ بیان ہو سکنے والا وہ سرور موجود نہیں جو عارف باللہ لوگونکو حاصل ہوا کرتا ہے پس یہ ساری مرضیں ہیں کیونکہ ہر ایک جانتا ہے کہ ہر ایک چیز میں لذت اور سرور ہوتا ہے یعنی کھانے پینے گانے بجانے اور پہننے میں لیکن اگر دل مردہ ہے اور صحت میں فتور آگیا ہے اور طبیعت حد اعتدال سے تجاوز کر کے گوناگوں دکھ درد کی ناشی ہے تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ جو چیز واقعی میٹھی اور راحت بخش ہے اُس سے راحت ہو اسیطرح نماز اور دعا بھی ایک چیز ہے اور وہ عظیم الشان چیز ہے لیکن جس کے دل میں زنگ ہے اور فساد قلبی اور دنیا پرستی اور درندگی اُسپر مستولی ہے اور شیشۂ دل زنگ سے مکدر ہو گیا ہے تو پھر معرفت الٰہی کیونکر نصیب ہو

اور ذات باری تعالےٰ کی شان و شوکت اور عظمت و جبروت کا عکس اور پرتوہ کیونکر اُس مکدر شیشہ سے گزر کر گناہوں کی میل کچیل کو دھوڈالے اور اپنی لذت اور سرور سے بہرہ ور کرکر مگر سچی استغفار سے اور توبہ تائب ہونے سے ایسے رنگ منتفی ہوجاتے ہیں اور دل کا شیشہ صاف ہوجاتا ہے تو پھر صفات آلٰہیہ کا انعکاس اُسکے دل پر پڑتا ہے اور جہاں ستار ہونا چاہیئے وہاں چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور جہاں خُلق اور نرمی سے پیش آنا چاہیے وہاں رافت سے پیش آتا ہے اور جہاں جھکنا چاہیے وہاں جھکتا اور حرکت کرتا ہے اور اُس کا ہر ایک فعل رضاء آلٰہی پر ہوتا ہے اور اُس کے خلاف کرنا اُس کے لیے محال ہوجاتا ہے اور وہ دنیا کا خیر خواہ اور خادم ہوجاتا ہے لیکن حقیقت میں انجام کار دنیا اُسکو مخدوم بناکر خادم بنجاتی ہے +

اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرکے لکھتا ہوں کہ جو خدا کیطرف سے مامور ہوکر آتا ہے وہ جہاں ایک جماعت کو پیدا کرکے جاتا ہے جو باقی دنیا کے لیے نمک کے قائمقام ہوتی ہے لیکن اگر نمک کا بعض حصہ خراب ہوجاوے تو وہ پھینک دیا جاتا ہے اسیطرح جو وقتی طور سے عمداً حق و حکمت کو ترک کرتا ہے اور کونوا مع الصادقین کا مصداق نہیں بنتا ہے یا برائے نام اپنے تئیں احمدی بناتا ہے تو وہ ضرور سلسلہ حقہ سے کاٹا جاتا ہے کیونکہ جس باغ کو محنت سے طیار کرلیا جاتا ہے اُس کا مال زہریلی اور بیفائدہ بوٹیوں کو ردی سمجھکر کاٹ ڈالتا ہے پس اللہ کریم ہمیں توفیق دے کہ اس پاعمیں رہیں اور نقص اور عیب سے وہ پاک ذات خود ہی ہمیں پاک کرے کہ اُسکی امداد اور تائید غیبی کے بغیر یہ ذرہ بمقدار کچھ نہیں کرسکتا۔ لیکن مکرر عرض ہے کہ اسوقت کو غنیمت جان کر ہر ایک کو چوکنا ہونا چاہیے اور ایسا ہو کہ غفلت اور سُستی سے عمر عزیز رائگاں نہ گذرے کہ دین اسوقت ایک نازک حالت میں ہے وللہ در القائل

نظم

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسی در کار خود با دین احمد کار نیست

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمیکہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست

اے مسلماناں خدا را یک نظر بر حال دیں
آنچہ می بینیم بلا ہا حاجت اظہار نیست

آتش اُفتادہ است در عیش بخیر یدای یلاں
دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست

ہر زماں اتہ بہر دیں در خون دل من می تپد
محرم ایں درد ما جز عالم اسرار نیست

انچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا
زہر می نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

ہر کسے غمخواری اہل و اقارب میکند
اید بر یغ این بیکسی ہیچکس غمخوار نیست

خون دیں بینیم رواں چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مردمان ما زاہاں دلدار نیست

ایخدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ اورا فکر دین احمد مختار نیست

می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمین

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شوری افتادہ اندر جہاں از کفر و کیں

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہای خویش
خورم و خنداں نشستہ با بتان نازنین

عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرورتہای دیں

اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں است
دیدہ چنیں ابتر شما در جیفہ دنیا رہیں

ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائی ملت قلت انصار دیں

ایخدا زود آ و بر ما آب نصرت ما ببار
یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جانم فدا شود براہ دین مصطفے
این است کام دل اگر آید میسرم

بحث و مباحثہ اور تائید الٰہی

آجکل بعض آریہ مہاشوں نے بحث و مباحثہ کیلیے اکثر شور برپا کیا ہوا ہے لیکن میرے خیال میں اب اُن کا بحث و مباحثہ کرنا بعداز وقت اور بیفائدہ ہے کیونکہ اول تو ہمیں پہلے کوئی ثابت کرکے دکھلاوے کہ فلاں کامل آریہ ہے اور وہ دیانند کی تعلیم اور اصول کا پابند ہے جیسے کہ ہم بتصریح لکھ چکے ہیں کہ پانچ روزانہ فرائض کا تو کیا ذکر صرف دو تین فرائض جنکی ادائیگی محال ہو رہی ہے ناقابل عمل ہیں پھر بحث و مباحثہ چہ معنی دارد - ابھی بحث و مباحثہ بھی ایک حد تک ہوا کرتا ہے اور جب وہ وقت فیصلہ آجاتا

اور فیصلہ سنایا جاتا ہے پھر شور و غوغا مچانا لاحاصل ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام نے کئی سال بحث و مباحثہ کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک زبردست دلائل عقلیہ اور براہین قاطعہ سے کیا اور حضرت غلام احمد علیہ الصلوٰۃ من اللہ الصمد نے پندرہ سال تک بحث و مباحثہ کیا آخر مثل سابق انبیاء علیہم السلام انکو بھی خدائی فیصلہ کی انتظار کرنی پڑی چنانچہ جسطرح اللہ پاک نے حضرت موسیٰ اور فرعون اور آل فرعون میں فیصلہ ناطق فرمایا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور عمائد مکہ کے درمیان فیصلہ کیا اسی طرح اس مبارک زمانہ میں بھی از بس ضروری تھا کہ وہ پاکذات اپنے قانون لایزال اور عادت مستمرہ کے موافق فیصلہ کردیتی چنانچہ وہ فیصلہ لیکھرام کی ہلاکت میں ہو چکا دنیاوی گورنمنٹ جو الٰہی گورنمنٹ کی ظل اور عکس واقع ہوئی ہے اسمیں بھی قریباً یہی الٰہی قانون اور طریق فیصل جاری ہے کہ طرفین کے وکلاء ایک خاص وقت تک تقریریں اور بحثیں کرتے رہتے ہیں ایسا نہیں کہ مجسٹریٹ آپ کچھ نہ کرے اور بحث کی دل لگی اور بحث کے سننے میں ہی مستغرق رہے اور خود محض نابود و بیسود ہو رہے ہے بر فریقین میں تصفیہ نکرے یہ تو وہی معاملہ سکھا شاہی کا ہوا یا اندھیر نگری چوپٹ راجہ۔ سو بھائیو! جسطرح مجسٹریٹ کا فیصلہ سن لیا جاتا ہے اور مجرم جسپر فرد جرم قرار داد لگ چکتا ہے اسکو زندان میں ڈالا جاتا ہے یا عبور دریائے شور کی جلاوطنی بھگتنا ہے پھر بعد میں اسکے لواحقوں اور ہمخیال ناداں لوگوں کی شکایتوں اور نالائق حرکتوں پر توجہ نہیں کیجاتی اور نہ ایسا کرنا عند العقل والقیاس قرین انصاف ہے۔ ہاں اگر کوئی کہے کہ بعد فیصلہ بعض اوقات اپیل بھی ہوا کرتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ انسانی گورنمنٹ کے حکام کے ہاں یہ جائز ہے تاکہ انکی بھول چوک اور رعایت سے حق و انصاف کا خون نہ ہو جاوے لیکن عدالت عالیہ الٰہیہ میں یہ نقص و عیب ہرگز نہیں کہ دوبارہ اپیل کی حاجت اور ضرورت پڑے بس آریوں کو بانواس فیصلہ کی رو سے مذکورہ بالا آسمانی فیصلہ قبول کر لینا چاہیئے اور بیفائدہ بحث مباحثہ کیلیے شور و غوغا مچا کر بر پردہ ایشور کو نا انصاف اور لاعلم ٹھہرانا چاہیئے کہ اس نے بھول چوک کر ایسا کر دیا اور رعایت سے اپنی ازلی انادی انصاف سے آج تہیدست ہو بیٹھا

اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسالہ ہذا اور نیز دیگر ہر دو رسالوں کے عیاں کردہ حق کو آریہ صاحبان کس نظر سے دیکھتے ہیں اور آریہ سماج اپنے چوتھے اصول کے مطابق کہ آریوں کو ست کے گرہن کرنے اور است

فہرست مضامین حصہ دوم

اشتہار

سب سے بڑھکر میں اُس پاک پروردگار کا شکر کرتا ہوں جسنے مجھسے یہ دینی کام لیا ہے اور اُمید ہے کہ اور بھی لیگا مگر پھر بھی میں اس کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا نے مجھسے وہ کام لیا جو میرے نزدیک امکان سے باہر تھا - مجھے اُس خدا پاک کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اس کتاب کے ہر حصص کی تالیف میں نہ میری طاقت لیاقت نے کام کیا بلکہ خالق ارض و سما نے میری مدد اور نصرت کی حتی کہ بعض لطیف مضامین خاص ایماء الٰہی سے تحریر کیے گئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کتاب اتنا طول نہ پکڑتی کہ بجائے تعمیل ارشاد حضرت حجۃ اللہ اور ۱۲ صفحات کے قریبًا ۲۰۰ صفحات کی کتاب طیار ہو جاتی - صاحبو! یہ وہ کتاب ہے جسکی تعریف میں حضرت مولٰنا نور الدین و مولٰنا عبد الکریم و مولٰنا سید محمد احسن صاحب جیسے مہاتما بزرگان دین نے خاکسار کی حوصلہ افزائی ہی نہیں کی بلکہ خاص باریتعالٰی کے الہام نے بھی اس کا نام تجویز فرما کر ممنون فرمایا ہے کہ اصلی حقہ نہیں گویا عاجز کی تحریر پر خدا کے ہاتھ نے صاد کر دیا ہے غرض اس کار خیر اور ثواب عظیم کے باعث اور محرک حسب معمول ہمارے مہاتما مولانا نور الدین صاحب ہی ہوئے ہیں جو ہمیشہ ہر نیک تحریک میں سب سے آگے قدم رکھتے ہیں کون احمدی بزرگ ہے جو آپ سے فیض یافتہ ہو کر ممنون احسان نہیں مگر انکا میں مگر میں تو منفرد نا بچپن سے لیکر آجتک آپکی ہر ایک قسم کی پدرانہ ناز و نعمت اور لطف و کرم کی بہرہ ور ہو کر ممنون احسان ہوں - اس کتاب کی تالیف میں آپنے بفضلہ تعالٰی خاص مدد کی ہے اور بعض مضامین کی مدد جو بہم پہنچا کر اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے ہمیں ناصران دین متین میں منسلک کیا ہے علاوہ ازیں اُن بزرگوں اور احباب کا بھی میں ممنون احسان ہوں جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی میں تکلیف گوارا کی ہے بالآخر وہ بزرگ بھی جنہوں نے علو ہمتی اور وسیع حوصلہ سے کام لیکر مالی مدد دی ہے وہ خاص شکریہ اور ہماری دعا کے مستحق ہیں +

یاد رہے کہ ہمنے عیسائیت کے متعلق خصوصیت سے گویا کچھ بھی نہیں لکھا جس کے متعلق

"دل میں اُٹھتے ہیں مرے سو سو اُبال"

مولٰنا عبد الکریم صاحب کی رائے - رسالہ اختیار الاسلام فی الجملہ علی الجملہ بہت عمدہ اور جانگداز محنت کے ساتھ لکھا گیا اور ہماری اُمیدوں سے بڑھ کر لکھا گیا ہے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگا انشاء اللہ تعالٰی

خاکسار عبد الرحمن اعظمی عفی عنہ

اطلاع دوسرا تیسرا اور پہلا حصہ کتاب ہذا کا ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتا جاتا ہے